فتاویٰ عالمگیری

مکمل مدلل اردو (محشّٰی)

حضرت اورنگ زیب عالمگیر کا عظیم اسلامی شاہکار

ناشر: وسیم بک ڈپو - دیوبند (سہارنپور) یو-پی

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا
اور ہم نے تم میں سے ہر ملت کو قانون اور راہ عمل دی

فتاویٰ عالمگیری اردو جدید

(جز نمبر ۱۲)

کتاب الوقف

حضرت اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کا عظیم الشان اسلامی شاہکار فقہ حنفی کیلئے مستند دستاویز اسلامی دستور کا مکمل انسائیکلوپیڈیا جدید حواشی اور فٹ نوٹس سے

مزین اغلاط سے پاک سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ

(مترجم ومحشی)

مولوی مفتی کفیل الرحمٰن نشاط صاحب عثمانی، فاضل دیوبند

(ناشر)

وسیم بک ڈپو دیوبند (یوپی)

سول ایجنٹ

مکتبہ فیض القرآن دیوبند ضلع سہارنپور

فتاویٰ عالمگیری اردو جزء ۲۱

طبع اول ———— ایک ہزار

کتبہ ———— سرفراز احمد
مطبوعہ ———— آزاد پریس دیوبند
قیمت ———— چار روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین فتاویٰ عالمگیری اردو جز نمبر ۲۱

ضروری اعلان

دین حق کی تبلیغ و اشاعت کے لئے عظیم الشان پروگرام

اظہار تشکر

ھم خدائے برتر و توانا اور اپنے مخلص معاونین کے صمیم قلب سے ممنون و مشکور ہیں اور ساتھ ہی مسرت کے ساتھ یہ اعلان کر رہے ہیں کہ تفسیر بیان السبحان بحمد للہ تکمیل کو پہونچی جو کہ ۴۲ جزو پر مشتمل ہے - اگر مخلص معاونین حضرات اپنا تعاون جاری نہ فرماتے تو اس پریشان کن دور میں شاید ہمارے ارادے حوصلہ شکن ہو جاتے، کاغذ کی گرانی، بحرانی حد تک بڑھ چکی ہے - اور اس پر بھی دستیاب نہیں ہوتا - لہٰذا مجبوراً قدرے ہدیہ میں اضافہ کرنا پڑا امید ہے کہ ہمارے معاونین حضرات ہماری مجبوریوں کو دیکھتے ہوئے ہمیں درگذر فرمائیں گے -

چند گذارشات

(۱) تفسیر بیان السبحان کے فی جزو کا عام ہدیہ 4/0 علاوہ محصول ڈاک

(۲) مستقل خریداروں کو جو ایک روپیہ فیس ممبری بھیج کر ہمارے باضابطہ ممبر بن جاتے ہیں ان کو فی جز 2/50 کے حساب سے علاوہ محصول ڈاک ارسال کیا جائے گا -

(۳) اگر کوئی ممبر ایک ساتھ ممبری فیس روانہ فرما کر پارے طلب فرمائیں تو ان حضرات کو محصول ڈاک کی بہت بڑی بچت ہو جائے گی -

(۴) اپنا ممبری نمبر کا حوالہ ترسیل خط کے وقت ضرور تحریر فرمائیں ورنہ تعمیل ارشاد ناممکن ہوگی نیز اپنا پتہ انگریزی زبان میں تحریر فرمائیں -

(۵) مکمل سیٹ غیر مجلد ہدیہ 150/0 روپیہ رعایتی ہدیہ برائے ممبران و تاجران 105/0 علاوہ محصول ڈاک

(۶) مکمل سیٹ مجلد ہدیہ علاوہ محصول ڈاک 160/0

نوٹ

بحمد للہ فتاویٰ عالمگیری کے ۱۲ جزو طبع ہو چکے ہیں، ان کا ہدیہ بھی حسب بالا ہوگا اور جو رعایت ممبران و تاجران کو مندرجہ بالا دی گئی ہیں وہ پیش کی جائیں گی،

ہر قسم کی درسی و غیر درسی کتب ہمہ وقت طلب فرما سکتے ہیں -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الوقف

کوئی موقوفہ زمین کسی علاقہ میں ہو اور اسے وہاں کے حاکم سے کوئی شخص متعینہ دراہم پر اجرت کے اوپر لیلے، اس کے بعد اس میں کاشت کرے پھر جب غلہ کی پیداوار ہو تو متولی اس جگہ کی زراعت کے رواج کے مطابق نصف یا تہائی غلہ مانگے اور اجرت پر لینے والا کہے کہ میرے اوپر تو اجرت کا وجوب ہے تو اس صورت میں متولی کو اس سے غلہ لینے کا حق حاصل ہوگا۔ (خزانۃ المفتین وفتاویٰ قاضی خاں)

اگر موقوفہ زمین عشری ہو اور اسے متولی مزارعت یا بٹائی کے اوپر دے تو ساری آمدنی کا دسواں حصہ محض دینے والے حصہ میں سے واجب ہونے کا حکم ہوگا، امام ابو حنیفہؒ یہی فرماتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں دراہم کے بدلے اجرت پر دینے کی شکل میں خراج کی طرح زمین کا عشر دینے والے پر واجب ولازم ہوگا امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح عشر زمین کی کل پیداوار پر ہوگا اسی طرح مزارعت کے اندر ساری پیداوار کے اوپر واجب ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط)

"واقف الہلال" کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر موقوفہ شے میں مرمت کی ضرورت ہو اور متولی کے پاس اتنی مقدار موجود نہ ہو کہ جو مرمت کے لئے کافی ہو سکے تو متولی کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ واقف کے اوپر قرضہ کرے اور وقف مقروض ہو جائے۔ فقیہ ابو جعفرؒ سے منقول ہے کہ قیاس کی رو سے یہی حکم ہوگا۔ البتہ جس شکل میں حاجت پیش آگئی ہو تو قیاس کو ترک کرنے کا حکم ہوگا۔ مثلاً موقوفہ زمین میں کاشت کی گئی ہو اور اسے ٹڈیاں کھا رہی ہوں اور متولی وقف کو اس نقصان کے دفع کرنے کی خاطر

بیلیوں کی ضرورت ہو یا بادشاہ مطالبۂ خراج کرے تو ایسی مجبوری کی شکل میں اس کے لئے وقف کے اوپر قرض لینا جائز ہوگا، اس طرح کی شکلوں میں زیادہ احتیاطی پہلو یہ ہے کہ حاکم وقف سے حکم حاصل کر کے قرض لے البتہ اگر حاکم اس جگہ سے زیادہ مسافت پر ہو اور اس کے پاس جانا ممکن نہ ہو تو ایسی شکل میں از خود قرض لے لینا جائز ہوگا۔ (ظہیریہ)

یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس برس وقف میں غلہ موجود نہ ہو اور اگر غلہ موجود ہو لیکن متولی سارا غلہ حقداروں کے اوپر بانٹ دے اور حصۂ خراج باقی نہ رکھے تو اس پر حصۂ خراج کے بقدر ضمان لازم آئے گا۔ (ذخیرہ)

اگر متولی وقف سے خراج اور دوسرے محصولات (ٹیکس) جو وقف پر عائد کئے گئے ہوں۔ مانگے جائیں درآنحالیکہ متولی کے پاس مالِ وقف میں سے کچھ موجود نہ ہو پس وہ یہ چاہے کہ قرض لیلے۔ اس صورت میں اگر واقف نے بوقتِ وقف وقف کے اوپر قرض لینے کی بھی اجازت عطا کی ہو تو متولی کو یہ حق حاصل ہوگا اور واقف کے اجازت نہ دینے کی صورت میں فقہاء کی رائیں مختلف ہیں۔ زیادہ صحیح قول کے مطابق اگر متولیٔ وقف مجبور ہو جائے تو یہ معاملہ قاضی کے یہاں پیش کرے تاکہ قاضی متولی کو قرض لینے کے لئے حکم کر دے۔ فقیہ ابو جعفرؒ یہی فرماتے ہیں۔ اس کے بعد جب غلہ کی پیداوار ہو تو اس سے قرض کی ادائیگی کی جائے۔ (مضمرات)

اگر وقف کے لئے تعمیر و مرمت کی حاجت ہو درآنحالیکہ متولی مجبور ہو اور اس کے پاس کچھ موجود نہ ہو تو وہ بحکم قاضی قرض لیلے۔ مرمت و تعمیر کے علاوہ کسی اور کام کے لئے مثلاً حقداروں پر صرف کرنے کی خاطر قرض لینا چاہے تو اسے ناجائز قرار دینے کا حکم ہوگا خواہ بحکم قاضی ہی کیوں نہ ہو۔ (بحر الرائق)

اگر متولی وقف کے اوپر اس مقصد سے قرض لینا چاہے کہ اس کی زراعت کے بیجوں کے پیسے ادا کرے گا، تو بحکمِ قاضی یہ قرض لینا متفقہ طور پر سب کے نزدیک جائز و درست ہوگا۔ اور اگر بلا حکمِ قاضی بذاتِ خود ایسا کرلے تو اس کے اندر دو طرح کی روایتیں[1] ہیں۔ (غیاثیہ، ذخیرہ)

اگر متولی اس مقصد سے وقف کے اوپر قرض لینا چاہے کہ اس کے بدلہ رہن کی قیمت کی ادائیگی کرے گا (اور مرہونہ شے چھڑائے گا) اس صورت میں بحکم قاضی ایسا کرنا درست ہوگا اور بلا حکم قاضی درست و جائز نہ ہوگا۔ (سراجیہ)

قرض لینے کی تشریح و تفسیریوں کی گئی ہے کہ غلۂ وقف موجود نہ ہو تو قرض لے سکتا ہے، ایس اسے قرض لینے کی حاجت پیش آگئی ہو۔ اگر غلۂ وقف موجود ہو۔ اور وہ اپنے ذاتی مال میں سے وقف کی

[1] یعنی ایک روایت کی رو سے اس طرح قرض لینا جائز اور دوسری کی رو سے ناجائز ہوگا۔

بہترائی کے اوپر صرف کرے تو اسے صرف کردہ مال غلۂ وقف سے لینا درست ہوگا۔ (فتاوی قاضی خاں)

موقوفہ زمین کسی کاشتکار کے پاس موجود ہو جو اس زمین میں بٹائی کے اوپر کاشت کرتا ہو اور اس موقوفہ زمین میں روئی ہو پھر اس روئی کو کوئی چرالے، اس کے بعد کاشتکار یہ روئی کسی شخص کے گھر میں پائے اور کاشتکار اس کے مواخذہ اسے پکڑے اور اس نزاع کرے اور گھر والا کہے کہ میں تجھ کو پانچ من روئی دیدینے کا ضامن ہوں تو اس صورت میں کیا متولی کو اس سے یہ روئی لینی حلال وجائز ہوگی تو اس کے اندر تین شکلیں ہیں (۱) یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچ چکی ہو کہ گھر والا اپنی بے عزتی اور بدنامی کے اندیشہ سے اسے دے رہا ہے (۲) یہ پتہ چل جائے کہ اس نے اتنی یا اس سے زیادہ مقدار روئی چرائی ہے یا وہ اعتراف واقرار کرے کہ میں نے روئی کی اتنی مقدار چرائی تھی (۳) یہ پتہ چل جائے کہ اس نے روئی چرائی تھی ضرور مگر جتنی مقدار وہ دے رہا ہے اس سے کم کی چوری کی تھی پہلی شکل میں متولی کو روئی لینی ناجائز اور دوسری صورت میں جائز ہوگی، تیسری شکل میں جتنی مقدار کی چوری یقینی طور پر معلوم ہو جائے اتنی ہی مقدار لینی جائز ہوگی اور اس سے زیادہ مقدار لینی جائز نہ ہوگی۔ (المحیط)

وقف کے مال میں سے کاشتکار کچھ مقدار کھالے اور متولی وقف اسے کسی شے کے اوپر صلح کرے، اس صورت میں اگر متولی کاشتکار کے اوپر کئے گئے دعوے کے گواہ بھی اپنے پاس رکھتا ہو یا کاشتکار خود اقرار کرتا ہو تو متولی کے لئے اس میں سے کچھ مقدار چھوڑ کر صلح کر لینا جائز نہ ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ کاشتکار مال دار ہو اور کاشتکار کے فقیر ومفلس ہونے پر کمی کرنی بھی جائز ہوگی۔ بشرطیکہ جتنی مقدار کاشتکار کے اوپر واجب ہو، اس کے مقابلہ میں صلح کردہ مقدار کے اندر غبنِ فاحش (حد سے تجاوز کردہ نقصان) نہ ہو رہا ہو (فتاوی قاضی خاں)

اگر واقف وقف کا کام کرنے والے کے لئے اس کی کارکردگی کے بدلہ سالانہ کچھ متعین مال مقرر کردے تو اسے درست وجائز قرار دیں گے اور اس کام کرنے والے کو وہ امور جو اس جیسا آدمی انجام دیتا ہو اور عادتاً آدمی کر لیتا ان امور کی انجام دہی کے کئے اس سے کہا جائے گا۔ مثلاً تعمیر ومرمت، وقف وقف کو کرایہ کے اوپر چلانا اور آمدنی موقف کی وصولیابی اور جن مصارف پر وقف ہوا انکی تقسیم اور ان مصارف کے اوپر صرف کر دینا۔ (حاوی)

اسے ان امور کی انجام دہی میں کوتاہی نہ کرنی چاہئے۔ وکیل یا اجیر ومزدور جس طرح (کوتاہی وبددیانتی) کرتے ہیں اسے اس طرح نہ کرنا چاہئے۔ (محیط)

اگر واقف کسی عورت کو متولی بنائے اور اس کے لئے معینہ اجرت مقرر کردے تو رواج کے مطابق عورتیں جو امور انجام دے سکتی ہوں ان امور کے انجام دینے کے لئے اس عورت کو بھی زحمت دیں گے اور کرنے کے لئے کہیں گے۔ اگر وقف کے حقدار متولی سے جھگڑیں اور حاکم وقف سے

کہیں کہ واقف نے یہ مال اس کے لئے اس کے کام کے بدلہ مقرر کیا تھا اور یہ آدمی کام انجام نہیں دیتا تو متولی (عموماً) جو کام انجام نہ دیتے ہوں حاکم اسے اس طرح کے کام کرنے کی زحمت نہیں دے گا۔ (بحرالرائق)

اگر متولی کو کوئی بیماری لگ جائے مثلاً پاگل ہو جائے یا نابینا ہو جائے یا گونگا ہو جائے۔ لہذا اگر اس بیماری کے باوجود وہ کام انجام دینے کا حکم کر سکتا اور روک سکتا ہو تو اس کی اجرت باقی رہے گی اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو اسے (متعینہ) اجرت نہ ملنے کا حکم ہوگا۔ اگر کوئی شخص متولی کے اوپر طعن کرے (اور الزام لگائے) تو قاضی اسکی تولیت کو ختم نہیں کرے گا۔ البتہ اگر اس سے کسی طرح کی خیانت سرزد و ظاہر ہو اور اس بنا پر وہ اسے معزول کرے تو اس کی وہ اجرت جو واقف نے اس کے لئے وقف کا کام کرنے کے باعث مقرر کی تھی منقطع و سوخت کر دے گا۔ قاضی جس متولی کو (خیانت وغیرہ کے باعث) معزول کرے اگر وہ اس کے بعد ٹھیک ہو جائے (اور خیانت وغیرہ کا عیب جاتا رہے) تو قاضی اسے دوبارہ متولیٔ وقف بنا دے گا۔ (حاوی)

اگر اس کے ہمراہ دوسرے واقف کار شخص کو بھی لگانا چاہئے یعنی دونوں ملکر کام کریں اور اس مال میں سے تھوڑی سی مقدار دوسرے شخص کے لئے بھی ہو تو اس کے اندر کوئی حرج نہیں ہوگا۔ اگر یہ ذکر کردہ (اور مقرر کردہ) مال تھوڑی مقدار میں ہو جو (دوسرے کے ساتھ لگانے کے بعد) پہلے کے لئے تنگی کا باعث ہو اور حاکم وقف کی یہ رائے ہو کہ دوسرے مددگار شخص کے لئے غلۂ وقف میں سے کچھ مقدار مقرر کر دے تو اس میں کوئی حرج نہ ہوگا۔ اگر واقف اس متولی کے لیے جو وقف کا کام انجام دیتا ہو اس کے کام کے سلسلہ میں سالانہ کچھ متعین مال مقرر کر دے اور جو مال واقف نے اس کے لئے مقرر کیا ہو اس کی اجرتِ مثل سے زیادہ ہو تو اسے جائز و درست قرار دیں گے اور ایسی شکل میں اس کی اجرتِ مثل کو نہیں دیکھیں گے (اور اس کے دینے کا حکم نہ ہوگا) محافظِ وقف مقرر کردہ شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وقف کے کاموں میں سے جو کام اس کے بس و اختیار میں ہو اس کے لئے کسی شخص کو وکیل مقرر کر دے۔ جو اس کی جگہ اس کا کام کرے۔ اور محافظ کو وقف میں جو کچھ ملے اس میں سے کچھ مقدار وکیل کیلئے متعین کر دے۔ محافظ وقف کو یہ حق ہوگا کہ جس وقت چاہے وکیل کو منصبِ وکالت سے ہٹا دے اور اگر چاہے تو اس کی بجائے کسی دوسرے کو وکیل مقرر کر دے۔ (فتح القدیر)

اگر واقف وقف کا کام کرنے والے متولی کے لئے کچھ مال مقرر و متعین کر دے۔ اس کے بعد یہ متولی کسی اور شخص کو متولی بنا دے اور جو مال واقف نے اسکے لئے مقرر کیا تھا وہ دوسرے کے لئے مقرر کر دے تو اسے جائز قرار نہ دیں گے۔ البتہ اگر واقف نے اسے اس طرح کا اختیار عطا کر دیا ہو تو درست ہے۔ (حاوی)

اگر متولی کسی شخص کو وقف کا کام کرنے کے لئے وکیل مقرر کرے یا کسی شخص کو اس کے لئے اپنا وصی مقرر کردے، اس کے بعد وہ جنونِ مطبق[1] میں مبتلا ہو جائے تو اس کے وکیل بنانے اور وصی بنانے کو باطل و کالعدم قرار دینے کا حکم ہوگا اور اس نے مال کی جتنی مقدار وکیل یا وصی کے لئے مقرر کی ہو اسے غلۂ وقف میں لوٹانے کا حکم ہوگا۔ البتہ اگر وقف کرنے والا یہ شرط کردے کہ اس مال کے متولی کی طرف سے منقطع ہونے (اس نہ دیئے جانے) کی صورت میں اسے فلاں جگہ صرف کردیں تو اس مال کو اسی جگہ صرف کرنے کا حکم ہوگا، اور اسے غلۂ وقف میں نہیں لوٹائیں گے۔ (بحر الرائق)

کسی متولی کے تقرر کے لئے قاضی کی جانب رجوع کریں گے (اور اس سے کہیں گے) (فتح القدیر) واضح رہے کہ جنونِ مطبق اس جنون کو کہا جاتا ہے جو مسلسل سال بھر تک رہے۔ (حاوی)

اگر سال بھر تک اس کی عقل غائب و زائل رہے اور وہ وقف کا کام انجام دینے سے لاچار و مجبور ہو، اس کے بعد اس کی عقل لوٹ آئے اور تندرست (صحیح الدماغ) ہو جائے تو پہلے کے مانند اسے متولی وقف (و محافظ) مقرر کرنے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

اگر حاکمِ وقف کے نزدیک اس متولی کے وقف کام کا انجام دینے کی لائق نہ ہونے کی بات درست ٹھہرے تو اس صورت میں حاکم اسے معزول کر کے اس کی جگہ دوسرے متولی کا تقرر کردے۔ اس کے بعد پہلے حاکم کی جگہ کوئی اور دوسرا حاکم آجائے۔ پس وہ متولی جسے پہلے حاکم نے معزول کردیا تھا یہ دعویٰ کرے کہ سابق حاکم نے میرے اندر کوئی ایسی بات ثابت ہوئے بغیر کہ جس کے باعث میں معزول کئے جانے کا مستحق ہوتا مجھ کو معزول کردیا تو متولی کا یہ دعویٰ قابلِ سماعت نہیں ہوگا۔ اور اس کے قول کو قابلِ قبول قرار نہ دیں گے۔ البتہ دوسرا حاکم اس سے یہ کہے گا کہ تو میرے روبرو یہ بات ثابت کردے کہ تو واقعی وقف کا کام کرنے کے قابل و لائق ہے تاکہ میں تجھ کو ازسرِ نو متولی بنادوں لہٰذا اگر اسکے نزدیک اسکا تولیت کے لائق ہونا ثابت ہو جائے تو اسکا ازسرِ نو اسکی جگہ پر تقرر کردے اور مقرر کرکے آمدنی وقف سے اسکے لئے جو مال پہلے مقرر کیا گیا تھا اس کا نفاذ کردے۔ (ذخیرہ)

اسی طریقہ سے اگر حاکمِ وقف اس کو خائن اور فاسق ہونے کی بنا پر تولیت سے معزول کردے، پھر وہ ایک عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے اور اس بات کے گواہ پیش کرے کہ اس میں اب وقف کا کام کرنے کی صلاحیت و لیاقت پیدا ہوگئی ہے تو اس صورت میں حاکم اس کو از سرِ نو اس کی جگہ عطا کرے گا یعنی متولی بناوے گا۔ (فتح القدیر)

اگر قاضی اس متولی کو جسے واقف مقرر کرے اور اس کے لئے وقف کے اندر سے اس کے کام کی بنسبت زیادہ مقرر کردے کسی بنا پر معزول کردے اور اس کی جگہ دوسرے شخص کو متولی بنائے تو اس صورت

[1] ایسی دیوانگی جس میں شب و روز کے کسی حصہ کے اندر افاقہ نہ ہوتا ہو۔

میں قاضی نئے مقرر شدہ متولی کے لئے پہلے متولی کو جتنا ملتا تھا اس میں اجرتِ مثل کے بقدر عطا کرے اور باقی ماندہ کو وقف کی آمدنی میں شامل کر لے۔ (محیط)

اگر واقف کہے کہ متولی کے لئے مال کی اتنی مقدار جو میں نے اس کے لئے مقرر کی ہے برابر ملتی رہے گی خواہ قاضی اسے تولیتِ وقف سے معزول ہی کیوں نہ کر دے یا کہے کہ جس وقت یہ موت کی آغوش میں سو جائے تو اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد کی اولاد کو یہ مقدار برابر ملتی رہے گی تو اس شرط کو صحیح قرار دیں گے۔ (حاوی)

کوئی شخص اپنے آزاد کردہ مملوکوں کے اوپر کوئی وقف صحیح کرے۔ اس کے بعد واقف موت سے ہم کنار ہو جائے اور قاضی اس وقف کو کسی متولی کے قبضہ میں دیدے اور متولی کے لئے آمدنیٔ وقف کا دسواں حصہ مقرر کرے اور وقف کی اشیاء میں سے ایک چکی کی اجرت پر لینے والے کے پاس مقاطعہ[1] کے طور پر اور متولی کو اس کی کوئی ضرورت (بھی فی الوقت) نہ ہو اور یہ چکی جن لوگوں پر وقف ہو وہ خود اس کی آمدنی کی وصولیابی کر لیتے ہوں تو اس صورت میں اس چکی کی آمدنی کا دسواں حصہ متولی کے لئے نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر قاضی معزول کر دیا جائے اور متولی اس بات کا مدعی ہو کہ قاضی نے میرے لئے اتنی مقدار ماہانہ یا سالانہ مقرر کی تھی اور معزول شدہ قاضی اس کے قول کی تصدیق کرے تو گواہوں کے بغیر اسے قابل قبول قرار نہ دیں گے۔ اس کے بعد جتنی مقدار اس کے لئے مقرر کی ہو اگر وہ مقدار اس کام کی اجرتِ مثل کے بقدر یا اس سے کم ہو تو اس صورت میں دوسرا یہ مقدار اسے عطا کرتا رہے گا ورنہ جتنی مقدار اجرتِ مثل سے زیادہ ہوگی وہ کم کر کے باقی اسے عطا کرنے کا حکم کرے گا۔ متولی ہمیشہ اپنے کام کی اجرتِ مثل کا حقدار ہوگا چاہے اہل محلہ یا قاضی اس کے لئے کچھ اجرت کی شرط کریں یا نہ کریں کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اجرت کے بغیر متولی ہونا منظور نہیں کرے گا اور عہد کئے گئے امر و معاملہ کا حکم بھی شرط کئے گئے کا سا ہوا کرتا ہے۔ (قنیہ) مجموعۃ النوازل کے اندر ذکر کیا گیا ہو کہ جس آدمی کو قاضی نے متولی بنایا ہو اگر وہ خود ہی تولیت سے انکار کرے اور اجتناب کرے اور یہ بات قاضی کے سامنے پیش نہ کی گئی ہو تاکہ وہ اسکو عہدہ سے سبکدوش کر کے دوسرے شخص کو اسکی بجائے متولی بنا دے تو کیا وہ تولیت سے معزول شمار ہوگا یا نہیں؟ شیخ نجم الدینؒ فرماتے ہیں کہ وہ تولیت سے معزول قرار نہیں دیا جائے گا۔ اگر وہ موقوفہ مال جو موقوفہ زمین وغیرہ قبول کرنیوالوں کے اوپر واجب ہو متولی اسکا تقاضہ کر کے اسکی وصولیابی نہ کر سکے تو کیا وہ اسکی وجہ سے گنہگار شمار ہوگا یا نہیں؟ شیخ نجم الدینؒ فرماتے ہیں گنہگار نہ ہوگا اسکے بعد اگر قبول کرنیوالوں میں سے مفلس ہو گئے جن کے اوپر بہت سا مال بحق قبالہ واجب ہو گیا ہو فرار ہو جائیں تو متولی کے اوپر ان کا ضمان لازم ہوگا یا نہیں، شیخ نجم الدین فرماتے ہیں کہ ضمان کا وجوب نہ ہوگا۔ (ظہیریہ)

متولی وقف اگر غلۂ وقف کی وصولیابی کر لے اس کے بعد موت کی آغوش میں سو جائے اور یہ نہ ذکر کرے کہ اس نے اس غلہ کو کہاں صرف کیا اور اس کا کیا کیا تو اس کے اوپر ضمان لازم نہیں آئے گا۔

[1] یعنی اس کا کرایہ طے شدہ ہو اور اس کے اندر کمی زیادتی ممکن نہ ہو۔

کوئی شخص اپنی زمین زید اور عبداللہ کے اوپر صدقہ موقوفہ نہ کرے تو اس زمین کے غلہ کے مستحق بھی دونوں ہوں گے۔ اس کے بعد جب دونوں موت کی آغوش میں سو جائیں تو سارا غلہ فقراء کے لئے ہو گا۔ اگر زید اور عبداللہ میں سے ایک موت سے ہمکنار ہوا ہو تو اس صورت میں آدھا غلہ فقراء کے واسطے ہو گا۔ اگر واقف زید اور عبداللہ وغیرہ ایک جماعت کے اوپر وقف کرے تو غلہ ان تمام کی تعداد کے لحاظ سے برابر برابر تقسیم ہونے کا حکم ہو گا اس کے بعد ان لوگوں میں سے اگر ایک موت کی آغوش میں سو جائے تو اس شکل میں مرنے والے کا حصہ فقراء کے لئے ہو گا۔ اور باقی لوگوں پر مساوی طور سے تقسیم کیا جائے گا۔ اگر واقف عبداللہ کی اولاد کے اوپر وقف کرے اور تعداد کے ساتھ ان کے نام ذکر نہ کرے تو جب تک اولاد عبداللہ میں سے ایک بھی بقید حیات رہے اس وقت تک فقراء کو کچھ نہ ملنے کا حکم ہو گا۔ (ظہیریہ)

اگر واقف زید اور عمرو کے اوپر وقف کرے اور آدھا زید کے لئے اور دو تہائی عمرو کے لئے قرار دے کر سکوت کرے تو سارا غلہ عول[1] کے طریقہ سے سات حصوں کے اوپر بانٹا جائے گا۔ ان سات میں سے چار حصے عمرو کو عطا کئے جائیں گے اور تین حصے زید کو مل جائیں گے۔ اگر واقف کہے کہ زید کے لئے آدھا اور عمرو کے لئے ایک تہائی ہو گا اور پھر سکوت کرے تو جتنا ہر ایک کے لئے ذکر کیا اسے دینے کے بعد باقی ماندہ کو دونوں کے درمیان آدھا آدھا بانٹنے کا حکم ہو گا۔ (خزانۃ المفتین)

اگر واقف کہے کہ میری یہ زمین عمرو اور زید کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے اور عمرو کے لئے اس کے اندر سے ایک تہائی غلہ ہو گا یا کہے کہ اس میں سے عمرو کے لئے (محض) سو دراہم ہیں، تو اس صورت میں عمرو کو محض ذکر کردہ مقدار دیجائے گی اور باقی ماندہ (سارا) زید کو جس کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے دینے کا حکم ہو گا۔ اسی طریقہ سے ہر اس شے کا حکم ہو گا جس کے اندر (مقدار) کا ذکر کر دیا کہ جس کے لئے جتنی مقدار ذکر کر دی گئی ہو اتنی ہی عطا کی جائے گی اور باقی ماندہ سب اسے عطا کی جائے گی جس کے لئے مقدار ذکر نہ کی ہو۔ اگر واقف کہے کہ اس کے اندر سے سو دراہم زید کے لئے اور عمرو کے لئے دو سو دراہم ہیں درآنحالیکہ مجموعی طور پر آمدنی (آنکم) تین سو دراہم سے کم ہو تو اس صورت میں ساری آمدنی دونوں میں تین تہائی کے اوپر بانٹی جائیگی[2] اگر غلہ تین سو دراہم سے زیادہ کا ہو تو جتنی مقدار ہر ایک کے لئے متعین کی ہو وہ اسے دینے کے بعد باقی ماندہ کو

---

[1] بعض ورثاء کو ان کا مقررہ حصہ عطا کئے جانے کے بعد باقی ماندہ ورثاء کے لئے کچھ باقی نہیں رہتا یا بچتا تو ہے لیکن انکے مقررہ حصوں سے کم اسی کا نام عول ہوتا ہے۔ عول دور کرنے کیلئے مخرج بڑھایا جاتا ہے المخرج بڑھانے کا قاعدہ یہ ہے کہ اصل مخرج یا مسئلہ میں سے اس کا لحاظ کئے بغیر کہ وہ کافی ہو گا یا نہیں ہر ایک وارث کو مقررہ حصہ دیدو اور پھر ان کو جمع کر لو حاصل جمع ہی مخرج یعنی مسئلہ قرار دیا جائے گا (قانون وراثت ص ۴۵)

[2] عمرو کو دو تہائی اور زید کو ایک تہائی ملنے کا حکم کیا جائے گا۔

دونوں کے درمیان آدھا آدھا یعنی برابر تقسیم کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ اور جتنی مقدار ہر ایک کے لئے متعین کی اور ذکر کی تھی اس کے لحاظ سے باقی ماندہ کی تقسیم نہ ہوگی۔ اگر واقف کہے کہ یہ صدقہ موقوفہ ہے جس کے اندر سے عمرو کے لئے دو سو دراہم اور زاید زید کے لئے سو دراہم ہیں تو عمرو اور زید دونوں کو مقرر کردہ مقدار ہی عطا کی جائے گی اور باقی ماندہ کو فقراء پر تقسیم کر دینے کا حکم ہوگا۔ (حاوی)

اگر واقف کہے کہ اس شرط کے ساتھ صدقہ موقوفہ ہے کہ اس کے اندر سے زید کے لئے سو دراہم اور باقی ماندہ عمرو کے لئے ہے۔ اس کے بعد محض سو دراہم کی آمدنی ہو تو وہ سو دراہم زید کو عطا کئے جانے کا حکم ہوگا اور عمرو اس میں سے کچھ نہیں پائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر واقف کہے کہ اس کے اندر زید کے لئے سو دراہم ہیں اور عمرو کے لئے کوئی مقدار بیان نہ کرے اس کے بعد غلہ محض سو دراہم کے بقدر آئے تو وہ زید کو ملنے اور عمرو کو اس میں سے کچھ نہ ملنے کا حکم ہوگا۔ اگر واقف کہے کہ یہ زمین صدقہ موقوفہ ہے اور اس کے اندر زید کے لئے سو دراہم اور عبداللہ کے لئے آدھا غلہ ہے تو اس صورت میں عبداللہ کو آدھا غلہ دیئے جانے اور باقی آدھے میں زید کو سو دراہم (یعنی سو دراہم کے بقدر غلہ) ملنے کا حکم ہوگا اور باقی ماندہ فقراء کے لئے ہوگا اگر آمدنی وقف محض سو دراہم ہو تو ساری آمدنی زید مل جائے گی اور عبداللہ اس میں سے کچھ نہ پائے گا اور آمدنی دو سو دراہم ہونے کی صورت میں زید کے لئے سو دراہم اور عبداللہ کے واسطے سو دراہم ہونگے اور فقراء کو کچھ نہ ملے گا۔ اگر آمدنی ڈیڑھ سو دراہم ہوئی ہو تو زید کو سو دراہم ملیں گے اور باقی عبداللہ کو ملنے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص کہے کہ میری زمین میرے قرابت داروں کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے تو اس صورت میں ہر شخص کو جتنا اس کے کھانے اور کپڑے کے لئے عرف کے اعتبار سے کافی ہوتا ہو عطا کیا جائے گا لہٰذا جتنا ایک کے لئے کافی ہوتا ہو اسی کا اعتبار کرتے ہوئے تمام کو آمدنی وقف میں حصہ دار قرار دیا جائے گا۔ لہٰذا اگر غلہ کی اتنی مقدار ہو کہ ان میں سے ہر ایک کو بقدر کفایت دیا جا سکے تو ہر ایک کو بقدر کفایت دینے کا حکم ہوگا اور کم ہونے کی صورت میں اسی کے اعتبار سے شریک قرار دیئے جائیں گے۔ اور غلہ جتنا ان میں سے ہر ایک کو کافی ہو سکتا ہے اس سے زیادہ ہو تو جتنا زیادہ اسے تعداد کے لحاظ سے سب کے اوپر برابر برابر تقسیم کئے جانے کا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

اگر واقف کہے کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہے۔ لہٰذا ہر برس جتنی اللہ تعالیٰ اس کے اندر غلہ کی پیداوار فرمائے اس میں سے میرے ہر قرابت دار فقیر و مفلس کو ہر برس اتنی مقدار عطا کی جائے جو بلحاظ عرف اس کے کھانے و کپڑے کے لئے کافی ہو جائے۔ اس طریقہ سے تقسیم کرنے کے بعد اگر آمدنی باقی بچ جائے تو وہ باقی ماندہ آمدنی فقراء کے لئے ہوگی۔ (خزانۃ المفتین)

اگر واقف کہے کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہے لہٰذا جتنی اس میں غلہ کی پیداوار ہو تو زید کے لئے

ہزار دراہم اور اس میں سے عبداللہ کے لئے سو دراہم ہوں گے۔ اس کے بعد اس کی آمدنی ہزار دراہم ہو تو اس کے اندر سے عبداللہ کے لئے سو دراہم اور باقی ماندہ نو سو دراہم زید کے لئے ہوں گے۔ اور اس کی آمدنی پانچ سو دراہم ہونے کی شکل میں پانچ سو دراہم کے دس حصے کئے جائیں گے۔ ان میں محض ایک حصہ عبداللہ کو اور نو حصے زید کو ملنے کا حکم ہوگا اگر واقف کہے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ وقف سے آمدنی کرے اس کے اندر سے ہر برس ہزار دراہم دراہم نکالے جایا کریں جن میں سے سو دراہم عبداللہ کو عطا کئے جائیں اور باقی نو سو دراہم زید کو عطا کئے جائیں۔ اس کے بعد آمدنی وقف ہزار دراہم سے کم ہو تو اول عبداللہ کو سو دراہم عطا کرنے کا حکم ہوگا پھر باقی رہنے کی صورت میں جتنے باقی بچیں زید کو عطا کئے جائیں اور نہ بچنے کی صورت میں کچھ نہ ملنے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

اگر واقف کہے کہ وہ عبداللہ اور مسکینوں کے لئے وقف ہے، تو آدھی آمدنی کا مستحق عبداللہ اور آدھی آمدنی کے حقدار مساکین ہوں گے۔ (حاوی)

اگر واقف کہے کہ میری زمین صدقہ موقوفہ ہے، لہٰذا جتنی اللہ تعالیٰ اس کی آمدنی کرے تو یہ عبداللہ اور فقراء ومساکین کے لئے ہوگی، تو امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق آدھی آمدنی عبداللہ کی اور آدھی فقراء ومساکین کے لئے ہوگی، الشیخ ہلالؒ بھی یہی فرماتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے قول کی رو سے ایک تہائی آمدنی عبداللہ کے لئے، تہائی فقراء کے لئے اور تہائی آمدنی مساکین کے لئے ہوگی، امام محمدؒ کے قول کے مطابق کل آمدنی کے پانچ حصے کر کے ایک حصہ عبداللہ کو، دو حصے فقراء کو اور دو حصے مساکین کو دیئے جانے کا حکم ہوگا، جامع کی کتاب الوصایا کے اندر اس کی نظیر ومثال موجود ہے۔ (ظہیریہ)

اگر واقف کہے میرے قرابت داروں، میرے ہمسایوں، میرے آزاد کردہ مملوکوں اور مساکین کے اوپر واقف ہے، تو سارے قرابت داروں، ہمسایوں، آزاد کردہ مملوکوں، کو ایک ایک حصہ کے ساتھ شریک قرار دیا جائے گا (یعنی ایک ایک حصہ ملے گا) اور سارے مساکین ایک حصہ کے ساتھ شریک شمار ہوں گے۔ (یعنی سارے مساکین کا ایک حصہ لگایا جائے گو یا تمام مسکین بمنزلہ ایک مسکین کے ہوں گے۔ (خزانۃ المفتین)

اگر واقف کہے کہ میرے قرابت داروں اور مسکینوں کے لئے وقف ہے تو قرابت داروں میں سے ہر ایک علیحدہ علیحدہ ایک ایک حصہ ساتھ شریک شمار ہوگا اور سارے مسکین کو ایک حصہ کے ساتھ شریک قرار دیئے جانے کا حکم ہوگا۔ (حاوی)

اگر واقف کہے کہ یہ فقراء فرض کے بارے سے ہوؤں، اللہ کے راستہ (جہاد) اور مملوکوں کو حلقۂ غلامی سے آزاد کرنے کے لئے وقف ہے، تو امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ان میں سے ہر فریق کو دو حصوں کے ساتھ شریک قرار دینگے امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ ایک حصہ کے ساتھ شریک قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

اگر واقف کہے کہ میری یہ زمین مصارفِ صدقات کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے تو صدقات کے مصارف

وہ ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں زکوٰۃ کے آیات[1] میں ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر تفصیل کے ساتھ کتاب الزکوٰۃ باب المصرف میں موجود ہے۔ مگر اتنا فرق ضرور ہے کہ وقف کی شکل میں عاملوں کو اس میں سے نہیں دیں گے۔ اور نہ ان لوگوں کو دیں گے جن کے قلوب کو مائل و لجوئی اور اسلام کی طرف راغب کرنا کرنا مقصود ہوتا ہے، لہٰذا زکوٰۃ اور وقف سے یہ دونوں نکل گئے اور مصرف نہیں رہے۔ ان دو کے علاوہ اور جتنی قسمیں ہیں ان کے اوپر تقسیم کرنے کا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

اگر واقف کہے کہ مصارفِ صدقات اور مصارفِ بر (خیر) کے اوپر وقف ہے تو اس وقف میں فقرا اور مساکین ایک حصہ کے ساتھ مملوکوں کو حلقۂ غلامی سے آزاد کرنے کے لئے ایک حصہ کے ساتھ، قرض کے بار سے دبے ہوؤں کے لئے ایک حصہ کے ساتھ اور اللہ تعالےٰ کے راستہ (جہاد) میں ایک حصہ کے ساتھ، مسافر کے واسطے ایک حصہ کے ساتھ اور وجوہ بر (مصارفِ خیر) کے لئے تین حصوں کے ساتھ شرکت قرار دیجائے گی۔ اگر واقف کہے کہ فقراء، قرض کے بارے دبے ہوؤں (مقروضوں) اللہ تعالیٰ کے راستہ (جہاد) اور حج کے لئے صدقہ موقوفہ ہے اور ہر ایک کے لئے ان میں سے کچھ دراہم متعین ذکر کر دیے ا اس کے بعد آمدنی وقف سے اس سے زیادہ ہو تو جتنی آمدنی زیادہ ہوئی ہو اس کو ان سارے مصارف کی تعداد کے لحاظ سے ہر مصرف میں مساوی طور پر آمدنی بڑھا دینے کا حکم ہوگا۔ (حاوی)

کوئی شخص اپنی زمین کسی شخص کے اوپر وقف کرے اور شرط کرے کہ اسے ماہانہ بقدرِ کفایت عطا کیا جائے درانحالیکہ وہ شخص صاحبِ عیال نہ ہو، اس کے بعد وہ عیال دار ہو جائے تو اس صورت میں اسے اتنا عطا کیا جائیگا جو اس کے اور اس کے عیال کے لئے کافی ہو۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کوئی شخص ایک جماعت کے اوپر وقف کرے لیکن وہ منظور نہ کرے تو اس کے اندر دو شکلیں ہیں۔ (۱) جماعت کے سب افراد نامنظور کر دیں (۲) بعض افراد منظور کریں بعض نامنظور کریں۔ لہٰذا اگر سارے افراد نامنظور کر دیں تو وقف کے درست و جائز رہنے کا حکم ہوگا اور غلہ کے فقراء کو بانٹ دیا جائے گا۔ اگر بعض افراد نامنظور کریں تو یہ دیکھیں گے کہ جس لفظ کے ذریعہ ان کے اوپر وقف کیا ہو اس لفظ کا اطلاق ان باقی ماندہ منظور کرنے والوں پر بولا جاتا ہو تو سارا غلہ ان باقی افراد ہو جائے گا اور اس لفظ کا اطلاق ان باقی ماندہ افراد

---

[1] ۔ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِیْنَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِیْلِ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ، (الآیہ) صدقات تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا اور جو کارکن ان صدقات پر متعین ہیں اور جن کی دلجوئی کرنا (منظور) ہے۔ اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں اور قرضداروں کے قرضہ میں اور جہاد میں اور مسافروں میں۔ یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ تعالےٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں)

پر نہ ہوتا ہو تو قبول و منظور نہ کرنے والے کا حصہ فقراء کے اوپر صرف کرنے کا حکم ہوگا۔ مثال کے طور پر اگر عبد اللہ کی اولاد کے اوپر وقف کرے پس عبد اللہ کی بعض اولاد نا منظور کرے تو سارا غلہ باقی اولاد پر بانٹ دیا جائے گا۔ اگر واقف زید اور عمرو کے اوپر وقف کرے اور زید منظور نہ کرے تو زید کے حصہ کو فقراء پر تقسیم کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ (حاوی)

اگر واقف کہے کہ میری زمین اولاد عبد اللہ اور اس کی نسل کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے۔ پس سارے بیک وقت نامنظور کریں تو یہ غلہ فقراء کے لئے ہوگا۔ پھر جس غلہ کی اس کے بعد پیداوار ہو اس کو وہ منظور کرلیں تو غلہ انکے لئے ہو جانے کا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

اگر اس کے یہاں اس کے بعد کسی بچہ کی پیدائش ہو اور وہ منظور کرے تو غلہ اس کو ملجائے گا۔ (محیط)

لہٰذا اگر وہ سال بھر کا غلہ منظور کرے اس کے بعد کہے کہ منظور نہیں تو اسے یہ حق حاصل نہ ہوگا اور اس کے نامنظور کرنے کا کوئی اثر نہ پڑے گا۔ فقیہ ابو جعفرؒ فرماتے ہیں کہ جو کہ آمدنیاں لی گئی ہوں انکے سلسلہ میں یہ جواب درست ہے کیونکہ وہ ان سب کا مالک بن گیا۔ لہٰذا انہیں نامنظور کرنے کا کوئی حق نہیں رہا۔ رہ گئے آئندہ پیدا ہونے والے تو ان کا وہ مالک نہیں بنا البتہ ان میں اسکا حق ضرور ثابت ہے اور بعض حق کو اگر نامنظور کرنا چاہئے تو نامنظور کر سکتا ہے۔ (ذخیرہ)

اگر واقف زید کے اوپر اور زید کے بعد اس کی نسل کے اوپر وقف کرے اور زید کہے کہ مجھے منظور نہیں نہ اپنے لئے اور نہ اپنی نسل کے لئے تو اپنی ذات کی حد تک اس کا نامنظور کرنا درست ہوگا البتہ اپنی نسل اور اولاد کے لئے اس کا نامنظور کرنا درست و جائز نہ ہوگا خواہ اس کا لڑکا چھوٹا اور نابالغ ہی کیوں نہ ہو (حاوی)

اگر وہ کہے کہ میں ایک برس (کے لئے) منظور کرتا ہوں تو اس کے کہنے کے مطابق حکم ہوگا اور اس کا منظور کرنا محض سال بھر کے لئے شمار ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر وہ یہ کہے کہ مجھے اس کے علاوہ منظور نہیں تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ (ذخیرہ)

اسی طریقہ سے اگر کہے کہ مجھے آدھی آمدنی وقف منظور اور آدھی نامنظور ہے تب بھی حکم اس کے قول کے مطابق ہوگا۔ اگر واقف کہے کہ عبد اللہ اور زید کے اوپر وقف ہے جسوقت تک دونوں بقید حیات رہیں اس کے بعد دونوں میں سے ایک موت کی آغوش میں سو جائے تو دوسرے کو آدھا بدستور ملے گا اور اس کے یہ کہنے سے کہ جسوقت دونوں بقید حیات رہیں اس کے کہنے سے دوسرے کے حصہ کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اگر وہ کہے کہ عبد اللہ اور عبد اللہ کے بعد زید کے اوپر وقف ہے۔ اس کے بعد عبد اللہ اس وقف کو نامنظور کرے تو وہ زید کے لئے ہوگا۔ اگر عبد اللہ کہے کہ مجھے منظور ہے اور زید کہے مجھے منظور نہیں تو تا وقتیکہ عبد اللہ بقید حیات رہے وہ اس کو برابر ملتا رہے گا اور اس کے مرنے کے بعد وہ فقراء کے لئے ہو جائے گا۔ (حاوی)

باب ششم وقف کے اندر گواہی اور دعوے کا ذکر

یہ دو فصلوں پر مشتمل ہے

پہلی فصل دعوے کا ذکر

اگر کوئی شخص ایک زمین کو بیچنے کے بعد کہے کہ میں یہ زمین وقف کر چکا ہوں یا کہے کہ مجھ پر یہ زمین وقف کردہ ہے۔ لہٰذا اگر وہ اپنا دعویٰ گواہوں سے ثابت نہ کر سکے اور وہ دعویٰ کئے گئے شخص سے حلف لینا چاہے تو اسے ایسا کرنے کا حق نہ ہوگا کیونکہ حلف لینے کے لئے دعویٰ صحیح و درست ہونے کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ اور یہاں تناقض اور تضاد کے سبب دعویٰ درست نہیں ہوا۔ وجہ یہ ہے کہ وقف کا تقاضہ تو یہ ہے کہ زمین پر عدم ملکیت ثابت ہو اور بیع اور باطل و کالعدم ہو اور خود اس جگہ بیع کرنا اور زمین فروخت کرنے کا تقاضہ یہ ہے کہ زمین کا وہ مالک ہے۔ اگر وہ زمین کے وقف ہونے کو گواہوں کے ذریعہ ثابت کرے تو مختار و راجح قول کے مطابق گواہوں کی گواہی قابل قبول ہوگی، کیونکہ اگرچہ دعوے کو تضاد کے سبب باطل و کالعدم قرار دیا گیا ہے لیکن گواہوں کی گواہی باطل قرار نہیں دیگئی اور وقف کے سلسلہ میں بغیر دعوے کے بھی گواہی قابل سماعت ہوتی ہے (غیاثیہ)

جب یہ گواہی قابل سماعت اور قابلِ قبول قرار دیگئی تو اس صورت میں بیع کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (واقعات حسامیہ)

فتاویٰ نسفی کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ وقف کے بارے میں دعوے کے بغیر گواہی درست ہے اور یہ بات مطلقاً (بلا قید) ذکر کی گئی اور فتاویٰ نسفی میں اس کی کوئی تفصیل نہیں کی۔ حالانکہ مطلقاً یہ جواب درست ہونے کا حکم نہ ہوگا بلکہ جو تفصیل اس کے اندر درست ہے وہ یہ ہے کہ ہر وقف جو حق اللہ ہو اس کے اوپر دعوے کے بغیر گواہی درست ہے اور ہر ایسا وقف ہو جو حق العباد ہو اس کے موقوف ہونے پر دعوے کے بغیر شہادت کے درست ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (ذخیرہ)

شیخ رشید الدینؒ نے اس تفصیل کو بیان کر کے فرمایا کہ امام فضلیؒ بھی اسی طریقہ سے تفصیل بیان فرماتے ہیں۔ اسی قول کو راجح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ امام ابو الفضل کرمانیؒ کا فتویٰ یہ قول ہی ہے۔ (فصول عمادیہ)

اس شکل میں خریدنے والے کو ثمن کی وصولیابی کی خاطر یہ زمین اپنے قبضہ میں باقی رکھنے اور روکے رکھنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

اگر فروخت کرنے والا اس کا مدعی ہو کہ یہ زمین فلاں مسجد کے اوپر وقف ہے اور اس بات کو گواہوں کے ذریعہ ثابت کرے تو گواہوں کی گواہی قابل قبول ہوگی اور بیع کے فسخ و ختم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ ہمارا (احناف) کا اختیار کردہ قول یہی ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک فروخت کرنے والے کے کلام میں تناقص و تضاد ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ پہلے قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (ذخیرہ)

اگر وہ یہ نہ کہے کہ یہ زمین میرے اوپر وقف ہے تو شیخ نسفیؒ اپنے فتاویٰ کے اندر فرماتے ہیں کہ اس قسم کے دعوے کو سرے سے قابل سماعت و قبول ہی قرار نہ دیں گے۔ (خلاصہ)

اگر وہ دوسرے شخص سے یہ کہے کہ یہ زمین تیرے اوپر وقف ہے اس کے بعد اس زمین کے اپنے اوپر وقف ہونے کا مدعی ہو تو اس کے دعوے کو قابلِ سماعت (اور قابل قبول) قرار نہ دیں گے (ذخیرہ)

اگر وہ اس کا مدعی ہو کہ میں اس زمین کا مالک ہوں اور مجھے یہ اپنے والد سے بطور میراث ملی ہے اس کے بعد اس بات کا مدعی ہو کہ میرے والد نے یہ زمین میرے اوپر وقف کی ہے تو تناقص و تضاد کے باعث اس کا دعویٰ قابل سماعت نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر وہ کسی موقوفہ مکان کا متولی بننا منظور کر لے یا کسی ترکہ کا وصی بننا منظور و قبول کرے اور یہ منظور کرنا اس بات سے واقف ہونے کے بعد ہو کہ یہ (زمین) موقوفہ ہے یا یہ ترکہ ہے اس کے بعد اس پر اپنی ملکیت کا دعویٰ کرے تو اس کے دعوے کو قابلِ سماعت اور قابلِ قبول قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ اگر اول اس کے موقوفہ ہونے کا مدعی ہو اس کے بعد یہ دعویٰ کرے کہ وہ ترکہ ہے تب بھی اس دعوے کو قابلِ سماعت قرار نہ دینے کا حکم ہوگا البتہ اگر دونوں دعووں کے اندر اس طرح تطبیق کرے کہ میرے والد نے اول اسے میرے اوپر وقف کیا تھا مگر وقف کے لازم و ثابت ہونے سے قبل میرا باپ موت کی آغوش میں سو گیا تو اس کے اس دعوے کو قابل قبول قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر وہ کسی گھر یا زمین کے بارے میں اس کا مدعی ہو کہ یہ میری ہے اس کے بعد اس کے وقف ہونے کا دعویٰ کرے تو درست قول کے مطابق اگر وہ عِقار (زمین وغیرہ) رقبہ و ملکیت کا اپنے متولی ہونے کے باعث کرتا ہو تو اس کے دونوں دعووں کے اندر مطابقت ممکن ہے۔ کیونکہ عادت و دستور کی رو سے متولی کے وقف کو اپنی جانب منسوب کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اسے اس کے اندر تصرف کرنے اور اس کے بارے میں دعوے کا حق حاصل ہے۔ اگر وہ کسی گھر کے متعلق یہ دعویٰ کرے کہ اس گھر کے اوپر میری ملکیت ہے، اس کے بعد اس کے موقوفہ ہونے کا مدعی ہو کہ اسے فلاں شخص مسجد کے اوپر وقف کر چکا ہے تو اس کے وقف کے دعوے کو قابلِ سماعت اور قابلِ قبول قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔
(خزانۃ المفتین، فصول عمادیہ)

فتاویٰ نسفی کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر زمین لینے والا بیچنے والے کے اوپر دعویٰ کرے کہ یہ موقوفہ زمین ہے اور تو نے بلا حق اس کو میرے ہاتھ بیچا ہے تو فرماتے ہیں کہ خریدنے والے کو اس جھگڑے اور

دعوے کا حق نہ ہوگا بلکہ اس بات کا متولی کو حق حاصل ہوگا۔ اگر اس زمین (وغیرہ) کا سرے سے کوئی متولی ہی نہ ہو تو قاضی اس سے جھگڑنے اور نالش اور موقوفہ ثابت کرنے کی خاطر ایک متولی مقرر کر دے گا پھر اس بات کے پایۂ ثبوت کو پہونچنے کے بعد بیع کا کالعدم اور باطل ہونا واضح ہو جائے گا۔ لہٰذا خریدنے والا اپنی قیمت فروخت کرنے والے سے وصول کرے گا۔ (محیط)

اگر کوئی متولی خریدار کے اوپر یہ دعوے کرے کہ یہ گھر فلاں کی اولاد کے اوپر موقوفہ ہے اور وہ خریدار کے اوپر اپنے حق کو ثابت کر دے اور خریدار فروخت کرنے والے سے قیمت واپس لینی چاہئے۔ لہٰذا فروخت کرنے والا کہے کہ ہاں (بے شک) اسے فلاں ذکر کردہ شخص کی اولاد کے اوپر وقف کر دیا گیا تھا مگر واقف کے موت کی آغوش میں سونے پر اس کے ورثاء نے قاضی کی عدالت میں مقدمہ پیش کیا یہاں تک کہ قاضی نے یہ فیصلہ دیدیا کہ یہ وقف باطل ہے اور میں واقف کا وارث تھا لہٰذا ہم نے سارے ترکہ کو آپس میں تقسیم کر لیا اور یہ گھر میرے حصہ میں آگیا۔ لہٰذا میرا فروخت کرنا درست رہنے کا حکم کیا جائے گا (فصول عمادیہ)

اگر وہ وقف کا مدعی ہو یا شاہد وقف کی شہادت دیں اور گواہ واقف کا ذکر نہ کریں تو خصاف "ادب القاضی" کے باب قبض الحاضہ من دیوان القاضی المعزول کے اندر بیان فرماتے ہیں کہ دعویٰ وقف اور وقف کے اوپر گواہوں کی گواہی واقف کے ذکر (اور نام ذکر کئے بغیر) بھی درست ہونے کا حکم ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص دعویٰ کرے کہ یہ زمین میرے اوپر موقوفہ ہے تو اس کے دعوے کو قابلِ سماعت اور قابلِ قبول قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ اور یہ بات جو بیان کی گئی ہے کہ اس کا دعویٰ قابل سماعت ہوگا تو یہ محض متولی کا (خاص طور پر) قابلِ سماعت و قابلِ قبول ہوگا۔ فتاویٰ کے اندر لکھا ہوا ہے کہ اگر وہ اس کا مدعی ہو کہ یہ میرے اوپر موقوفہ ہے تو اس کا دعویٰ قابلِ سماعت ہوگا۔ مگر پہلے قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے اور اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (خلاصہ)

شیخ رشید الدینؒ فتاویٰ کے اندر بیان فرماتے ہیں کہ جس کے اوپر وقف ہے وہ اس کا مدعی ہو کہ یہ میرے اوپر وقف ہے۔ لہٰذا اگر قاضی کی اجازت کی بنا پر وہ مدعی ہو تو متفقہ طور پر اس کے دعوے کو درست قرار دیں گے اور اگر بلا اجازتِ قاضی وہ مدعی ہو تو اس صورت میں اس کے اندر دو قسم کی روایات ہیں۔ ان میں سے زیادہ صحیح روایت کے مطابق اس کے ایسے دعوے کے درست نہ ہونے کا حکم ہوگا کیونکہ اس کے حق کا تعلق محض اس کی آمدنی (الحکم) سے ہے لہٰذا کسی دوسری چیز پر اس کے دعوے کو درست قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اگر وہ ایک جماعت و گروہ کے اوپر وقف ہو۔ لہٰذا اس جماعت میں سے ایک شخص بلا اجازتِ قاضی اس کے موقوفہ ہونے کا مدعی ہو تو درست قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔

اور اس کے اندر ایک اور بھی روایت ہے جو سابق روایت سے مختلف نہیں ہے۔ نیز فتاویٰ رشید الدین کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ آمدنی وقف کا حقدار کو اس کی آمدنی کے دعوے کا حق نہ ہو گا۔ البتہ متولی کو اس طرح کے دعوے کا حق و اختیار حاصل ہو گا۔ (فصول عمادیہ)

واقف اگر یہ چاہے کہ معاملاتِ وقف کے سلسلہ میں دعویٰ سنے اور شاہدوں پر یا حلف سے باز رہنے کے اوپر کوئی حکم کرے تو یہ دیکھیں گے کہ اگر بادشاہِ وقت نے اسے یہ حق دیا ہو چاہے صراحتاً دیا ہو یا دلالتاً (واشارتاً) ثابت ہو چکا ہو تو اس صورت میں اس کے حکم کو جائز قرار دینے ورنہ جائز و درست قرار نہ دینے کا حکم ہو گا۔ (واقعات حسامیہ)

کوئی زمین ایک موجود حاضر شخص کے قبضہ و تصرف میں ہو اور دوسری زمین پر ایک غیر موجود غائب شخص قابض ہو۔ لہٰذا یہ اس موجود حاضر شخص کے اوپر یہ دعویٰ کرے کہ یہ دونوں زمینیں میرے اوپر وقف ہیں اور یہ دونوں زمینیں اس کے دادا نے میرے اوپر، میری اولاد کے اوپر اور میری اولاد کی اولاد کے اوپر وقف کر دی تھیں تو شیخ ابو جعفر ہندوانیؒ فرماتے ہیں کہ اگر شاہد یہ شہادت دیں کہ ان دونوں زمینوں کا مالک واقف تھا اور اس نے بیک وقت یہ دونوں زمینیں وقف کی ہیں تو ان دونوں زمینوں کے وقف ہو جانے کا حکم کیا جائے گا اور اگر گواہ یہ شہادت دیں کہ اس نے الگ الگ وقف کی تھیں تو اس صورت میں محض حاضر کے قبضہ کے اندر جو زمین ہو اس کے وقف ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی وقف دو بھائیوں میں مشترک طور پر وقف ہو اور ان میں سے ایک بھائی موت کی آغوش میں سو جائے اور یہ وقف مرنے والے کی اولاد اور بقیدِ حیات شخص کے پاس رہے۔ اس کے بعد بقیدِ حیات شخص بذریعہ گواہان اپنے بھائی کی اولاد میں سے ایک شخص کے اوپر یہ ثابت کرے کہ یہ بطناً بعد بطنٍ موقوفہ ہے یعنی پہلی پشت کے انتقال پر دوسری پشت اس کی حقدار ہو گی درآنحالیکہ مرنے والے کی باقی اولاد غائب و غیر موجود ہو تو گواہوں کی گواہی کے قابلِ قبول ہونے کا حکم ہو گا۔ اور بھائی کا یہ لڑکا (بھتیجہ) جو اس وقت موجود ہو اسے باقی کی جانب سے خصم اور نالش کا حق رکھنے والا قرار دیں گے۔ اگر مرنے والے بھائی کی اولاد یہ شہادت دے کہ یہ وقف تیرے اور ہمارے اوپر مطلقاً (بلا قید) موقوفہ ہے یعنی اس کے اندر بطناً بعد بطنٍ کی قید نہیں لگائی گئی ہے تو بقیدِ حیات بھائی جس نے بطناً بعد بطنٍ وقف کو گواہوں کے ذریعہ ثابت کیا ہو اس کے شاہدوں اولیٰ قرار دیا جائے اور ان کی گواہی قابلِ قبول ہو گی۔ (قنیہ)

کوئی انگور کا باغ زید کے قبضہ میں ہو اور اس کے اوپر عمرو دعویٰ کرے۔ زید کہے کہ میں یہ باغ وقف کی شرطوں کے ساتھ وقف کر چکا ہوں اور عمرو اپنے پاس اپنے دعوے کے گواہ نہ رکھتا ہو لہٰذا عمرو زید سے حلف کرنے کے لئے کہے تو اگر عمرو اس وجہ سے حلف لے رہا ہوں کہ یہ حلف سے انکار کرے گا تو میں ڈگر کردہ باغ لیلوں گا۔ اس صورت میں زید کے اوپر حلف کرنا لازم نہ ہو گا۔ اگر حلف لینا اس غرض سے

ہو کہ انکار کرنے کی صورت میں اس سے قیمت وصول کر لوں گا تو اس صورت میں زید کے اوپر حلف کے لازم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (مضمرات)

ایک کوٹھڑی (کمرہ) کے اوپر دوسری کوٹھڑی ہو اور یہ کوٹھڑی مسجد سے ملی ہوئی ہو کہ نیچے والی کوٹھڑی سے مسجد کی صف ملی ہوئی اور بہت نزدیک ہو اور نیچے والی کوٹھڑی میں سردی اور گرمی دونوں موسموں میں نماز پڑھتے ہوں، اس کے بعد مسجد والوں اور اوپر والی کوٹھڑی میں رہنے والوں کے درمیان اختلاف واقع ہو۔ اوپر کی کوٹھڑی والے یہ کہتے ہوں کہ ہم بطور میراث اس کے مالک بنے ہیں تو اس صورت میں انہیں کے قول کو قابل قبول قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

زید ایک گھر کے اوپر جس پر عمرو قابض ہو دعویٰ کرے کہ میں اس گھر کی اصل اور عمارت کا مالک ہوں اور دعویٰ کیا گیا شخص اس سے انکار کرتے ہوئے مدعی ہو کہ یہ گھر فلاں مسجد کی ضروریات اور اس کی اصلاح کی خاطر وقف شدہ ہے۔ مدعی اپنا دعویٰ گواہوں کے ذریعہ ثابت کرے اور اسی کے نام اس کا فیصلہ ہو جائے اور قاضی ملکیت نامہ اس کے لئے لکھدے۔ پھر دعویٰ کرنے والا یہ اعتراف کرے کہ اصل گھر یعنی اس کا زمین اور رقبہ وقف شدہ ہے البتہ اس کی عمارت کا مالک میں ہوں تو اس صورت میں اس کا دعویٰ ملکیت نامہ اور حکم سب کے سب باطل و کالعدم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ فتاویٰ اہل سمرقند کے اندر اسی طرح لکھا ہوا ہے (مضمرات)

کوئی شخص ایک گھر کے بارے میں دعوے کرے اور اس کو اس گھر کا مالک ہونے کا حکم ہو جائے، اس کے بعد متولی اس کی زمین وقف ہونے کا دعویٰ کرے اور اس دعوے کو گواہوں کے ذریعہ ثابت کرے۔ لہٰذا اگر ذکر کردہ مدعی کا دعویٰ مع عمارت اور زمین کے ہو تو اس صورت میں متولی کے گواہ قابل قبول نہیں ہوں گے اگر وہ گھر کی ملکیت کا دعویٰ مع اس عمارت کے نہ کرتا ہو تو اس صورت میں زمین کو موقوفہ قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر ایک شخص مکان کے اوپر ملکیت کا دعویٰ کر کے قابض ہو جائے اس کے بعد متولی مکان کے رقبہ (زمین) پر (کسی کا) حق ثابت کر دے تو اس صورت میں دعویٰ کرنے والا اس کی عمارت کا مالک برقرار رہیگا (فصول عمادیہ)

کوئی گھر دو بھائیوں کے اوپر موقوفہ ہو (پھر) ان میں سے ایک بھائی غائب ہو جائے اور موجود و حاضر بھائی نو سال تک اس کی آمدنی وصول کرے، اس کے بعد حاضر و موجود بھائی موت کی آغوش میں اپنا چھوڑ کر سو جائے، پھر غائب بھائی حاضر ہو کر وصی سے غلہ میں سے اپنا حصہ طلب کرے تو اس صورت میں فقیہ ابو جعفرؒ فرماتے ہیں کہ اگر حاضر بھائی جس نے اس کی آمدنی کی وصولیابی کی ہو اگر وہی اس وقف متولی بھی ہو تو ذکر کردہ غائب بھائی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ غلہ میں سے اپنے واجب حصہ کو اس کے ترکہ میں سے وصول کرے۔ اور اگر متولی وقف وصولیابی کرنے والا نہ ہو مگر یہ ضرور ہو کہ دونوں بھائیوں نے

یہ وقف اجرت کے اوپر دیا ہو تب بھی اسی حکم بر قرار رہنے کا حکم کیا جائے گا۔ اور اگر محض حاضر و موجود بھائی نے اسے اجرت کے اوپر دیا ہو تو قضاءً ساری اجرت موجود بھائی کی ہو گی مگر ساری اجرت اسے اپنے اوپر صرف کرنی درست نہ ہو گی بلکہ وصول کردہ میں سے غائب بھائی کے حصہ کے بقدر صدقہ کر دینی لازم ہو گی۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

زید آدھے گھر پر قابض ہو، عمرو مدعی ہو کہ میں اس گھر کو وقف کر چکا ہوں درآنحالیکہ میں اس کا مالک تھا اور پور امکان وقف کرنے کو گواہوں کے ذریعہ ثابت کر دے تو کیونکہ مدعی پورے گھر کے وقف کا مدعی ہے اس لئے اس کے گواہوں کی گواہی قابلِ قبول ہو گی۔ لیکن بات یہ ہے کہ جتنا اس کے قبضہ میں تھا اس پر شاہد پیش کئے لہٰذا کل کے اندر یہ بھی آگیا اور سارا اسی کا قبضہ کردہ ، ور وقف شدا ثابت ہو گیا۔ (مضمرات)

اگر کوئی شخص وقف کے بارے میں کسی چیز کا دعویٰ کرے تو اس دعوے کو ان لوگوں کے مقابلہ میں جن کے اوپر وقف ہو قابل سماعت قرار نہ دیں گے بلکہ متولی یا وقف کرنے والے کے مقابلہ میں قابلِ سماعت ہو گا۔ (فتاویٰ غیاثیہ)

اگر متولی موقوفہ ہونا گواہوں سے ثابت کرے اور کوئی مدعی اپنی ملکیت کے اوپر گواہ قائم کر دے اور فوری طور پر متولی قابض ہو تو اس صورت میں قبضہ کرنے والوں کی گواہی قابلِ سماعت نہ ہو گی بلکہ غیر قابض مدعی کے گواہوں کی گواہی قابلِ سماعت ہو گی اس کے بعد اگر متولی تولیت سے سبکدوش ہو کر موقوفہ ہونا گواہوں سے ثابت کرے تو قابلِ سماعت قرار نہ دینے کا حکم ہو گا۔ امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ اگر قابض متولی موقوفہ ہونے کے گواہ پیش کرے تو قابلِ قبول قرار دینے کا حکم ہو گا۔ اور غیر قابض مدعی کے ملکیت کے گواہ قابلِ قبول نہ ہونے کا حکم ہو گا۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ کا قول مفتیٰ بہ ہے۔ (فصول عمادیہ)

خالد ایک گھر کی ملکیت کا مدعی ہو اور ذکر کردہ مکان پر ایک متولی قابض ہو اور وہ کہے کہ اسے زید فلاں مسجد کے اوپر وقف کر چکا ہے اور قاضی خالد کو حکم دے، اس کے بعد دوسرا متولی آئے اور وہ ذکر کردہ مدعی کے اوپر یہ دعویٰ کرے کہ اسے عمرو فلاں مسجد کے اوپر وقف کر چکا ہے تو اس شکل میں دعویٰ اور گواہ دونوں کے مقبول ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر قاضی کسی شخص کو موقوفہ مکان کرایہ کے اوپر دینے کا حکم کرے تو اس شخص کو کسی دعوے کرنے والے کا خصم (نالش کا حقدار) قرار نہیں دیں گے۔ اسی طریقہ سے وہ شخص جو زمین کا کاشتکار ہو تو اس کے اوپر بھی اس کا دعویٰ درست نہ ہو گا چاہے وہ وقف شدہ زمین میں کاشت کرتا ہو یا غیر موقوفہ کا کاشت کار ہو اسی طریقہ سے اگر کاشت کرنے والے کے پاس زمین کی آمدنی اکٹھی ہوتی ہو یا موقوفہ گھر کی آمدنی اکٹھی ہوا کرتی ہو تو اس کے اوپر بھی دعویٰ صحیح نہ ہونے کا حکم ہو گا (خزانۃ المفتین

(خزانۃ المفتین)

دوسری فصل۔ گواہی کا ذکر

اگر دو گواہ ایک شخص کے بارے میں یہ شہادت دیں کہ وہ اپنی زمین وقف کر چکا ہے اور شاہد اس زمین کی حدود ذکر نہ کریں تو گواہی کے باطل وکالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقے سے اگر دونوں شاہدوں میں سے ایک شاہد حدود ذکر کرے اور دوسرا ذکر نہ کرے تب بھی گواہی باطل وکالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر دو نوں گواہ یہ شہادت دیں کہ وہ اپنی فلاں جگہ کی زمین کو وقف کر چکا ہے اور دونوں یہ کہتے ہوں کہ ہم سے واقف نے اس کی حدود بیان نہیں کیں تو اس صورت میں گواہی کے باطل وکالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ امام خصاف رح فرماتے ہیں کہ اگر یہ زمین مشہور ومعروف ہو اور اس کی شہرت کے باعث یہ ضرورت نہ رہے کہ اس کی حدود کا ذکر کیا جائے تو میں ایسی شکل میں اس کے موقوفہ ہوجانے کا حکم کروں گا۔ اگر شاہد اس کی حدود کا ذکر کرے تو شہورقول کی رو سے ہمارے (احناف رح) نزدیک گواہی کے غیر معقول ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ اگر شاہد تین حدوں کا ذکر کرے تو امام ابو حنیفہ رح وامام ابو یوسف رح وامام محمد رح کے نزدیک شہادت کے قابل قبول ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

اگر شاہد اس کی تین حدوں کا ذکر کریں اور یہ کہیں کہ اس نے ہمارے سامنے محض تین حدوں کا اعتراف کیا تھا تو ان کی گواہی کے جائز ودرست ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (حاوی)

امام خصاف رح سے پوچھا گیا کہ جب ہم تین حدوں کی شہادت کو قابل قبول قرار دے چکے تو چوتھی حد کے بارے میں کس طرح حکم کریں تو فرماتے ہیں کہ اسے بمقابلہ تیسری حد کے قرار دینے اور اسے پہلی حد کے آغاز تک پہونچ جانے کا حکم کروں گا۔ (محیط)

اگر دونوں شاہد شہادت دیں کہ وہ اپنی زمین جو فلاں جگہ کے اوپر ہے وقف کر چکا ہے اور ہم سے اسکی حدود کا ذکر کیا تھا لیکن ہم ہی بھول گئے تو ان کی شہادت کے قابلِ قبول نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (ذخیرہ)

اگر دو شاہد ایک شخص کے بارے میں شہادت دیں کہ وہ اپنی زمین وقف کر چکا اور اس نے ہم سے اس کی حدود کا ذکر نہیں کیا مگر ہم اس کی حدود سے آگاہ ہیں تو ہلال بیان فرماتے ہیں کہ اس صورت میں قاضی ان کی گواہی کو قابل قبول قرار نہ دے گا۔ قاضی امام ابو زید شروطی رح اس کی یہ تاویل فرماتے ہیں کہ یہ کہنے کے باوجود شاہد قاضی سے اس کی حدود ذکر نہ کریں اور اگر بیان کریں اور وہ ٹھیک بیان کی ہوں تو شہادت قابلِ قبول قرار دیجائے گی۔ امام خصاف رح فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ گواہی درست جائز ہے اور میں یہ حکم کروں گا کہ زمین

اپنی حدود کے اعتبار سے موقوفہ ہے اور شاہدوں سے حدود بیان کرنے کے لئے کہوں گا۔ لہٰذا وہ جو حدود ذکر کریں گے اسی کے مطابق حکم کر دوں گا۔ (ظہیریہ، محیط، ذخیرہ)

شیخ ہلال فرماتے ہیں کہ اسی طرح اگر شاہد یہ شہادت دیں کہ یہ شخص اس شہر کے اندر بجز اس زمین کے اور کوئی زمین نہیں رکھتا تھا تب بھی اسے قابل قبول قرار نہ دیں گے۔ (محیط)

اگر شاہد یہ شہادت دیں کہ وہ اپنی زمین وقف کر چکا اور ہم سے اس کی حدود کا ذکر نہیں کیا مگر ہم اسکی زمین سے واقف ہیں تو اسے قابل قبول قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ واقف اس موقوفہ کے علاوہ اور پہچانی ہوئی زمین کے علاوہ اور زمین بھی رکھتا ہو۔ اسی طریقہ سے اگر شاہد یہ کہیں کہ ہم اس کے علاوہ اور کسی زمین سے آگاہ نہیں تب بھی گواہی کے قابلِ قبول نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ کیوں کہ یہ ممکن ہے کہ اس کی اور کوئی زمین ہو لیکن یہ دونوں شاہد اس سے آگاہ نہ ہوں۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر شاہد یہ شہادت دیں کہ اس نے ہمیں شاہد بنایا تھا کہ اس نے اپنی اس زمین کو وقف کیا ہے جس کے اندر یہ ہے اور اس نے ہم سے حدود کا ذکر نہیں کیا تو شہادت کے درست و جائز ہونے کا حکم ہوگا۔ (ذخیرہ)

اگر شاہد کہیں کہ وہ ہم سے اس کی حدود کا ذکر کر چکا ہے لیکن ہم یہ بھول گئے کہ اس نے ہم سے کن حدوں کا ذکر کیا تھا تو شہادت کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

اگر دونوں شاہد یہ شہادت دیں کہ وہ اپنی زمین وقف کر چکا اور اس نے زمین کی حدود کا ذکر کیا تھا مگر ہم اس سے واقف نہیں کہ زمین کس جگہ ہے تو اس صورت میں ان کی گواہی کو درست و جائز قرار دینے کا حکم ہوگا اور مدعی کو جو کہ اس کا مدعی ہے کہ موقوفہ زمین یہی ہے گواہ پیش کرنے کا حکم ہو۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اسی طریقہ سے اگر دونوں یہ کہیں کہ اس نے ہمیں اس زمین کی حدود پر گھمایا مگر حدود کو نام زد کر کے بیان نہیں کیا تو شہادت کے قابل قبول ہونے کا حکم ہوگا۔ لہٰذا اگر شاہد حدوں کے بارے میں شہادت دیں اور کہیں کہ ہم واقف نہیں ہیں تو گواہی کے درست و جائز ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اور دعویٰ کرنے والے کو ایسے شاہدوں کو پیش کرنے کی زحمت دی جائے گی جو حدود سے آگاہ ہوں۔ (حاوی)

اگر دونوں گواہ یہ شہادت دیں کہ وہ ہمارے سامنے یہ اقرار کر چکا ہے کہ وہ اس زمین میں سے جو فلاں مقام کے اوپر ہے جس کی حدود ایسی اور ایسی ہیں اپنے حصہ کو اللہ تعالےٰ کے لئے صدقہ موقوفہ کر چکا اور اس کے بعد مسکینوں پر صدقہ کی ہے اور واقف نے یہ اقرار کیا کہ میرا اس ساری زمین میں سے ایک تہائی حصہ ہے، اسکے بعد حاکم معائنہ کرے تو پتہ چلے کہ اس زمین سے اس کا حصہ ایک تہائی سے زیادہ ہے تو امام خصافؒ فرماتے ہیں کہ اس کے سارے حصہ کو وقف شمار کریں گے انہیں بنیادوں کے باعث جن بنیادوں پر وہ وقف کر چکا ہے۔ (ظہیریہ)

اگر واقف اس زمین کے غلہ کو ایک قوم کے اوپر جن کو ذکر کر دیا ہو اور اس کے بعد مسکینوں کے اوپر

وقف قرار دے، اس کے بعد جن لوگوں کے اوپر وقف کیا ہو وہ ان کے قول کی تصدیق کریں اور درست قرار دیں، اور وہ لوگ یہ کہیں کہ واقف نے ہم پر محض تہائی صدقہ کی ہے تو امام خصافؒ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں ان کا سکوت اختیار کرنا یا تصدیق کرنا برابر ہوگا اور یہ حکم دیں گے کہ وہ اپنے سارے حصہ کو وقف کر چکا ہے لیکن اس سب میں سے محض تہائی زمین کی آمدنی ان سب متعین و نامزد لوگوں کو دینے کا حکم ہوگا اور باقی ماندہ مساکین کے اوپر صدقہ کی جائے گی۔ (ذخیرہ)

اگر شاہد یہ شہادت دیں کہ وہ گھر میں سے اپنے حصہ کو یا اس گھر میں سے جو کچھ اسے اپنے والد سے بطور ترکہ ملا ہے وقف کر چکا اور اس کی مقدار کا علم نہ ہو تو قیاس کی رو سے شہادت کے جائز نہ ہونے اور استحساناً ناجائز ہونے کا حکم ہوگا۔ (حاوی)

اگر شاہد واقف کے بارے میں یہ شہادت دیں کہ وہ اس گھر میں سے اپنے حصہ یا اس زمین میں سے اپنے حصہ کو وقف کرنے کا اعتراف کر چکا ہے اور شاہدوں کو یہ خبر نہ ہو کہ وہ اس میں سے کتنے حصہ کا حقدار ہے تو قاضی واقف سے پوچھے گا کہ وہ اس میں سے اپنے حصہ کی مقدار ذکر کر دے۔ لہٰذا وہ جتنی مقدار بیان کرے گا اس کے اندر اسی کے قول کو قابلِ قبول قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور اتنی مقدار کے اسکے اوپر وقف ہونے کا حکم کریں گے اگر واقف موت کی آغوش میں سو جائے تو اس بیان کی خاطر اس کی جگہ اس کے وارث کو قرار دیں گے اور وارث کا قول قابلِ قبول ہوگا۔ لہٰذا وارث جتنی مقدار بیان کرے گا۔ اسی مقدار کے وقف ہونے کا حکم کیا جائے گا تا وقتیکہ قاضی کے نزدیک اس کے علاوہ کچھ اور درست ہو۔ پھر اگر قاضی کے نزدیک کچھ اور صحیح ہو تو اس کی نظر میں جو صحیح ہو اسی کے وقف ہونے کا حکم ہوگا۔ (فصول عمادیہ)

اگر دو شاہد ایک شخص کے بارے میں یہ شہادت دیں کہ وہ اپنی زمین وقف کر چکا ہے لیکن دونوں کا اس جگہ بیان کرنے کے سلسلہ میں باہم اختلاف واقع ہو جائے۔ لہٰذا ایک شخص کہے کہ واقف اپنی اس زمین کو جو فلاں جگہ واقع ہے وقف کر چکا۔ اور دوسرا کہے کہ واقف اپنی اس زمین کو جو فلاں دوسری جگہ پر واقع ہے وقف کر چکا ہے تو اس صورت میں گواہی کے قابلِ قبول نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر دونوں گواہ اس طریقے سے اختلاف کریں کہ واقف اپنی وہ زمین جو فلاں جگہ واقع ہے وقف کر چکا ہے اور دوسرا کہے کہ وہ اس زمین اور ایک دوسری زمین کو وقف کر چکا ہے تو اس صورت میں جس کے اوپر دونوں متفق ہوں اس کے متعلق شہادت کے قابلِ قبول ہونے کا حکم ہوگا اور اس کے موقوفہ ہونے کا حکم کریں گے۔ اگر دونوں گواہوں میں سے ایک شخص کہے کہ واقف اس پوری زمین کو وقف کر چکا ہے اور دوسرا یہ شہادت دے کہ اس نے یہ زمین آدھی وقف کی ہے تو آدھی پر شہادت قابلِ قبول ہوگی۔ اور ذکر کردہ آدھی زمین کے وقف ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ شیخ ہلالؒ اور امام خصافؒ یہی بیان فرماتے ہیں۔ اگر دونوں شاہدوں میں سے ایک شاہد

کہے کہ واقف اس (متعین شخص) یا اس (مقررو متعین) کارِ خیر کے لئے تہائی غلہ مقرر کر چکا ہے اور دوسرا شاہد کہے کہ اسکے لئے آدھا غلہ مقرر کیا ہے تو شیخ ہلالؒ اور امام خصافؒ کے نزدیک تہائی کے بارے میں گواہی قابلِ قبول ہوگی (محیط)

اگر دونوں گواہوں میں ایک شاہد یہ شہادت دے کہ واقف زمین کا آدھا غلہ جو غیر تقسیم شدہ اور بغیر الگ کیا ہوا ہے واقف کر چکا ہے اور دوسرا کہے کہ وہ زمین کے آدھے غلہ کو جو تقسیم شدہ اور الگ کیا ہوا ہے وقف کر چکا ہے تو ذکر کردہ شہادت کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (ظہیریہ)

اگر ایک گواہ یہ گواہی دے کہ وہ جمعہ کے دن وقف کر چکا ہے اور دوسرا گواہی دے کہ وہ جمعرات کے دن وقف کر چکا ہے یا ایک گواہ یہ گواہی دے کہ اس نے کوفہ شہر کے اندر زمین وقف کی ہے اور دوسرا کہتا ہو کہ اس نے بصرہ شہر میں زمین وقف کی ہے تو شہادت کے جائز و درست ہونے کا حکم ہوگا۔ (حاوی)

اگر کوئی شخص شہادت دے کہ وہ اپنی زمین اپنے انتقال کے بعد وقف کر چکا ہے اور دوسرا کہے کہ وہ اپنی فوری طور پر وقف صحیح قرار دے چکا (یعنی اپنے مرنے کی شرط نہیں لگائی) تو اس صورت میں شہادت کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر ایک شاہد یہ شہادت دے کہ واقف اسے اپنی تندرستی کی حالت میں وقف کر چکا اور دوسرا کہے کہ اپنی بیماری کے اندر وقف کی تو اس صورت میں دونوں کی گواہی کو درست وجائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر ایک شاہد شہادت دے کہ وہ اپنے عقائد کو فقراء[۱] کے اوپر صدقہ کر چکا ہے اور شہادت دے کہ وہ مساکین کے اوپر صدقہ موقوفہ کر چکا ہے تو اس صورت میں شہادت کے قابلِ قبول ہونے کا حکم ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت دونوں شاہدوں کا اس کے صدقہ موقوفہ ہونے پر اتفاق ہو جائے لیکن دونوں شاہدوں میں سے ایک کی شہادت کے اندر کوئی زیادہ بات موجود ہو اور اسے دوسرا اپنی گواہی کے اندر نہ کہتا ہو تو اس صورت میں جس کے اوپر دونوں کا اتفاق ہو اتنی ہی مقدار ثابت ہوگی یعنی فقراء کے اوپر اسکا صدقہ ہونا ثابت ہو جائے گا۔ اسی کے تحت ہم نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ اگر دونوں گواہوں میں سے ایک یہ شہادت کہ وہ اسے عبداللہ کے اوپر صدقہ موقوفہ قرار دے چکا ہے اور دوسرا یہ شہادت دے کہ وہ اسے زید کے اوپر صدقہ موقوفہ قرار دے چکا ہے تو اسے فقراء کے اوپر وقف قرار دیں گے۔ (ذخیرہ)

اگر دونوں شاہدوں میں سے ایک شاہد یہ شہادت دے کہ واقف اسے عبداللہ اور اس کی اولاد کے اوپر صدقہ موقوفہ قرار دے چکا ہے اور دوسرا شاہد یہ شہادت دے کہ (محض) عبداللہ کے اوپر صدقہ موقوفہ کیا ہے تو اس صورت میں یہ حکم کروں گا کہ عبداللہ کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے۔ (ظہیریہ)

---

[۱] زمین وغیرہ غیر منقولہ مال۔

امام خصافؒ اپنے وقف کے اندر ذکر فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص یہ شہادت دے کہ واقف اسے زید اور عبداللہ کے اوپر صدقہ موقوفہ کر چکا ہے تو اس شکل میں یہ حکم کریں گے کہ اس میں سے آدھا عبداللہ کے لئے اور باقی ماندہ فقراء کے لئے ہوگا۔ ہمارے مشائخ (فقہائے احناف) فرماتے ہیں کہ امام خصافؒ کا یہ فرمانا کہ ہم عبداللہ کے لئے عقار (زمین وغیرہ) میں تصرف کا حکم کریں گے یہ سارے ائمہ کے قول کے لحاظ سے لازم ہے۔ (محیط)

اگر ایک گواہ یہ شہادت دے کہ یہ فقراء کے اوپر وقف ہے اور دوسرا شہادت دے کہ یہ ثواب کے کاموں پر وقف کیا گیا ہے تو اس صورت میں گواہی درست قرار دی جائے گی اور ذکر کردہ وقف کی آمدنی (غلہ وغیرہ) فقراء کے اوپر صدقہ کرنے کا حکم ہوگا۔ (حاوی)

امام خصافؒ اپنی (کتاب) وقف کے اندر ذکر فرماتے ہیں کہ اگر دو شاہدوں میں سے ایک شاہد یہ گواہی دے کہ واقف یہ زمین فقراء اور مساکین کے اوپر صدقہ موقوفہ کر چکا ہے اور دوسرا یہ شہادت دے کہ واقف نے یہ زمین فقراء و مساکین اور امورِ خیر پر صدقہ موقوفہ کی ہے تو اس طرح کی گواہی قابل قبول ہوگی۔[1] اگر ایک شاہد یہ شہادت دے کہ وہ اپنی زمین فقراء و مساکین کے اوپر صدقہ موقوفہ کر چکا ہے اور دوسرا یہ گواہی دے کہ اس نے اپنی زمین فقراء و مساکین اور اپنے قرابت دار فقیروں و مفلسوں پر صدقہ موقوفہ کی ہے تو فرماتے ہیں کہ اس گواہی کا حکم امورِ خیر میں اضافہ کا نہ ہوگا۔ کیونکہ جس گواہ نے گواہی میں قرابت دار فقراء کا اضافہ کیا اس نے فقراء و مساکین ساری آمدنی کی شہادت نہیں دی۔[2] (محیط)

اگر شاہد یہ شہادت دیں کہ واقف یہ زمین ہم دونوں کے اوپر یا ہم دونوں میں سے ایک کے اوپر یا ہماری عورتوں یا ہمارے ماں باپ یا ہماری اولاد یا اپنے قرابت داروں پر وقف کر چکا ہے درآنحالیکہ یہ دونوں شاہد واقف کے قرابت دار ہوں۔ یا وہ یہ کہیں کہ واقف آلِ عباس کے اوپر وقف کر چکا ہے۔ درآنحالیکہ یہ دونوں شاہد آلِ عباس ہی سے ہوں۔ یا گواہ یہ کہیں کہ واقف اپنے آزاد کردہ لوگوں پر وقف کر چکا ہے درآنحالیکہ یہ دونوں گواہ بھی اس واقف کے آزاد کردہ ہوں تو اس صورت میں ایسی شہادت کے باطل ہونے کا حکم ہوگا۔

اگر دونوں شاہد یہ شہادت دیں کہ واقف یہ زمین ہم دونوں کے اوپر اور فلاں قوم کے اوپر وقف کر چکا ہے تو ساری گواہی کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ لہٰذا اگر دونوں گواہ یہ کہیں کہ واقف جو کچھ ہمارے لازم کر چکا ہے وہ ہمیں قبول نہیں تو باقی ماندہ یعنی فلاں قوم کے بارے میں ان کی شہادت

---

[1] یعنی اس زمین کی کل ساری آمدنی فقراء و مساکین پر صرف کی جائے گی۔ [2] کیونکہ فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا امورِ خیر میں داخل ہے لہٰذا زمین کی ساری آمدنی فقراء و مساکین کے لئے ہوگی۔

قابلِ قبول ہوگی۔ اور اس قوم کے لئے جو کچھ ذکر کیا ہو وہ اس کو دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اور ان دونوں گواہوں کے حصہ کو فقراء کے لئے قرار دیں گے (حاوی)

اگر دونوں شاہد یہ شہادت دیں کہ وہ اپنے قرابت داروں پر وقف کر چکا ہے درآنحالیکہ یہ دونوں بھی اس کے قرابت داروں میں سے ہوں اور دونوں یہ کہتے ہوں کہ وہ جو کچھ ہمارے لئے وقف کر چکا ہے ہمیں قبول و منظور نہیں تو خواہ ان دونوں گواہوں کی اولاد موجود نہ ہو (بلکہ لاولد ہوں) مگر انکی گواہی قابلِ قبول ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (ذخیرہ)

اگر واقف کے سلسلہ میں نزاع وجھگڑا پیش آئے، لہٰذا دو شاہد یہ شہادت دیں کہ یہ واقف کے ہمسایوں کے اوپر صدقہ موقوف ہے درآنحالیکہ دونوں گواہی دینے والے بھی اس کے نفقیر و مفلس پڑوسیوں میں سے ہوں تو ان کی گواہی کے جائز و درست ہونے کا حکم ہوگا اگر دو شاہد ایک زمین کے متعلق شہادت دیں کہ یہ واقف کے قرابت دار فقیروں کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے درآنحالیکہ جبکہ یہ دونوں گواہ بھی اس کے قرابت دار فقیروں میں داخل ہوں تو دونوں کی شہادت کے قابلِ قبول نہ ہونے کا حکم نہ گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر دو آدمی یہ شہادت دیں کہ واقف نے اس زمین کو اپنے قرابت دار فقراء کے اوپر صدقہ موقوفہ کیا ہے درآنحالیکہ یہ دونوں گواہ بھی اس کے قرابت دار ہوں لیکن شہادت دینے کے دن دونوں مال دار ہوں تو اس صورت میں شہادت کے جائز و درست نہ ہونے کا حکم ہوگا کیونکہ اگر وہ دونوں مفلس ہو جائیں گے تو یہ اس وقف میں سے حصہ دار ہوں گے۔ (حاوی)

اگر دونوں شاہد یہ شہادت دیں کہ وہ اپنی یہ زمین اپنی مسجد کے فقراء کے اوپر وقف کر چکا ہے درآنحالیکہ یہ دونوں شاہد اس کی مسجد کے فقراء میں سے ہوں تو گواہی کے جائز و درست ہونے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر مدرسہ والے مدرسہ کے لئے وقف ہونے کی شہادت دیں تو ان کی شہادت قابلِ قبول ہوگی۔ اگر کوئی شخص ایک چوکی قرآن شریف کی تلاوت کی خاطر کسی مسجد کے لئے یا اہلِ مسجد کے لئے وقف کرے اور ذکر کردہ مسجد والے اس چوکی کے وقف ہونے کی شہادت دیں تو اس مسئلہ کو اوپر ذکر کردہ دونوں مسئلوں کی نظیر قرار دیں گے۔ یعنی اہلِ مدرسہ مدرسہ کے اوپر وقف ہونے یا اہلِ محلہ اس محلہ کے لئے وقف ہونے کی شہادت دیں تو اس شکل میں کہ اہلِ مسجد چوکی کے مسجد کے لئے وقف ہونے کی شہادت دیں قابلِ قبول ہونے کا حکم دیا جانا چاہئے۔ مشائخ (فقہاء) ان مسائل کے جوابات میں تفصیل سے کام لیا ہے۔ لہٰذا اہلِ مدرسہ کی شہادت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ اگر شاہد مدرسہ کے وقف سے وظیفہ خوار ہوں تو انکی شہادت قابلِ قبول نہ ہوگی اور یہ خود وظیفہ خوار نہ ہوں تو ان کی گواہی قابلِ قبول قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اہلِ محلہ کی گواہی کے اندر بھی اسی طرح کی تفصیل ہے، اسی طریقہ سے اگر مکتب کے اوپر وقف ہونے کی شہادت دی درآنحالیکہ گواہی دینے والے کا بیٹا اس مکتب

میں موجود (زیرِ تعلیم) ہو تو اس کی گواہی قابلِ قبول ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ بعض کے نزدیک ان سب شکلوں میں گواہی قابلِ قبول قرار دیجائے گی اسی قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے (فصول عمادیہ)

کوئی شخص دوسرے کے اوپر یہ دعویٰ کرتا ہو کہ وہ اس زمین کو مسکینوں کے اوپر وقف کر چکا ہے۔ درانحالیکہ دوسرا منکر ہو اور مدعی اس کے اقرار (اور وقف کرنے کے) گواہ پیش کرے تو میں اس کے اس زمین کو مسکینوں کے اوپر وقف کا حکم کر دوں گا اور ذکر کردہ زمین اس کے قبضہ سے نکالوں گا۔ (محیط)

جامع الفتاویٰ کے اندر ہے کہ کوئی شخص مثلاً کوئی زمین ایک مکتب اور اس کے معلم (استاذ) کے اوپر صحیح طور پر وقف کرے اور پھر یہ زمین ایک شخص غصب کر لے۔ پھر دیہات کے ایسے لوگ شہادت دیں جن کا (کوئی) لڑکا اس مکتب کے اندر (زیرِ تعلیم) نہ ہو اور وہ کہیں کہ یہ موقوفہ ہے اور اسے فلاں ابن فلاں اس مکتب اور اس کے معلم کے اوپر وقف کر چکا ہے تو اس صورت میں ان کی شہادت کے جائز و درست ہونے کا حکم ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

دو گواہ ایک زمین کے متعلق شہادت دیں کہ فلاں شخص اسے مسجد یا قافلوں کے ٹھہرنے کیلئے سرائے یا مقبرہ بنا چکا ہے اس کے بعد دونوں گواہ اپنی گواہی سے رجوع کر لیں تو یہ زمین جس کے متعلق انہوں نے اس طریقہ سے وقف ہونے کی شہادت تھی وہ بدستور موقوفہ رہے گی۔ اور جس آدمی کے بارے میں انہوں نے اس طرح کی گواہی دی تھی اسے زمین کی وہ قیمت جو قاضی کے دعویٰ کئے گئے شخص پر حکم دینے کے دن تھی بطور تاوان حوالہ کریں گے۔ اسی طریقہ سے اگر دونوں گواہ یہ شہادت دیں کہ وہ مسکینوں اور فلاں شخص پر اسکے بعد مسکینوں کے اوپر وقف کر چکا ہے، اس کے بعد دونوں شاہد اپنے قول سے رجوع کر لیں تب بھی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ (حاوی)

وقف کے اوپر شہرت کے اعتبار سے شہادت دے دینا درست ہے یعنی اس کا موقوفہ ہونا مشہور ہو تو گواہ کے لئے اس کے موقوفہ ہونے کی گواہی دے دینا جائز و درست ہوگا۔ اور واقف کی شرائط کی رو سے اس طریقہ سے گواہی دینی جائز و درست نہ ہوگی۔ (سراجیہ)

شیخ ظہیر الدین مرغینانیؒ فرمایا کرتے ہیں کہ جہتِ وقف کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ مثلاً یہ شہادت دیں کہ مسجد یا مقبرہ کے اوپر وقف کی گئی یا اس کی طرح کوئی دوسری جہت ذکر کریں۔ یہاں تک کہ اگر شاہد اپنی گواہی میں جہتِ وقف کا ذکر نہ کریں تو ان کے گواہی کے قابلِ قبول نہ ہونے کا حکم ہوگا اور مشائخ (فقہا) کا یہ فرمانا کہ وقف کی شرائط کی رو سے یہ گواہی قابلِ قبول نہ ہوگی اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت گواہ جہت وقف کا ذکر کرتے ہوئے اس طرح گواہی دیں کہ یہ اس جہت کے اوپر وقف ہے تو انہیں یہ نہ کہنا چاہئے کہ اس (زمین) کی آمدنی سے قبل اس کو اس جہت کے اوپر صرف کریں گے پھر اس (دوسری) جہت پر۔ اسی پر قیاس کرتے ہوئے اگر وہ اس طریقہ سے بھی بیان کریں گے تو ان کی شہادت قابلِ قبول نہ ہونے

کا حکم ہو گا۔ (ذخیرہ)

وقف کے اندر اصل گواہوں کی گواہی پر گواہی (شہادت علی الشہادۃ) بھی قابلِ قبول ہو گی۔ (ظہیریہ)

اسی طریقے حال سننے کے بعد اس کے اوپر بھروسہ کرتے ہوئے اس کے مطابق گواہی دینی بھی جائز و درست ہو گی۔ لہٰذا اگر شاہد حال سننے کے بعد شہادت دیں اور دونوں یہ کہتے ہوں کہ ہم حال سننے کے بعد گواہی دے رہے ہیں تو دونوں کی گواہی کے قابلِ قبول ہونے کا حکم ہو گا۔ خواہ دونوں حال سنکر گواہی دینے کی صراحت و وضاحت بھی کیوں نہ کر دیں۔ کیونکہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ گواہ صرف بیس سالہ ہے، اور وہ سو برس سے واقفیت کی گواہی دے رہا ہے تو قاضی یقینی طور پر اس سے باخبر ہو گا کہ اس کی شہادت آنکھوں دیکھی نہیں بلکہ محض سنکر شہادت دے رہا ہے۔ لہٰذا ایسی شکل میں صراحت کرنے اور سکوت اختیار کرنے کا حکم برابر رہے گا۔ شیخ ظہیرالدین نے اس کی جانب اشارہ بھی فرمایا ہے۔ یہ صورت ان معاملات کے برعکس ہے جن کے اندر سن کر شہادت دینی درست ہے۔ کیونکہ وہ دوسرے معاملات جن کے اندر فقط سنکر گواہی دینی درست و جائز ہے اگر گواہ یہ صراحت و وضاحت کر دے کہ میں سُنکر گواہی دے رہا ہوں تو اس کی گواہی قابلِ قبول نہ ہو گی۔ (فصول عمادیہ)

نوازل کے اندر ذکر کیا گیا ہے شیخ ابوبکرؒ سے پوچھا گیا کہ کسی صدقہ موقوفہ کے اوپر کوئی ظالم شخص ظلماً قابض ہو جائے اور اس کے موقوفہ ہونے کا منکر ہو۔ پس کیا اس گاؤں کے لوگوں کے لئے اس کے فقراء کے لئے وقف ہونے کی شہادت دینا جائز و درست ہے تو فرماتے ہیں کہ جس نے خود واقف سے سنا ہو اس کے لئے اسطرح کی شہادت دینی جائز و درست ہو گی۔ اور جو خود واقف سے نہ سنے اس کو اس طرح کی شہادت دینی ناجائز ہو گی۔ (تاتارخانیہ)

کسی زمین پر ایک شخص قابض ہو اور اس کے اوپر ایک قوم یہ دعویٰ کرے کہ یہ زمین فلاں آدمی ہمارے اوپر وقف کر چکا تھا تو ان لوگوں کو اس کا حقدار قرار نہیں دیں گے۔ وجہ یہ ہے کہ ہو سکتا ہے اس شخص نے یہ زمین اپنی ملکیت میں وقف نہ کی ہو۔ (یعنی وہ اس کا مالک نہ ہو) کیونکہ بعض اوقات آدمی اپنی غیر مملوکہ شے کو وقف کر دیا کرتا ہے حالانکہ وہ وقف سرے سے درست ہی نہیں ہوتا۔ اسی طریقہ سے اگر شاہد یہ شہادت دیں کہ وہ یہ زمین وقف کر چکا درآنحالیکہ یہ زمین اس کے قبضہ میں ہو تو اس صورت میں بھی کچھ ثابت ہونے کا حکم نہ ہو گا۔ کیونکہ ممکن ہے یہ زمین امانت یا غصب کے باعث اس کے قبضہ میں آگئی ہو۔ البتہ اگر شاہد یہ شہادت دیں کہ فلاں شخص نے یہ زمین ان کے اوپر وقف کی درآنحالیکہ وہ زمین اسی کی ملکیت میں تھی تو اس صورت میں اس زمین کے وقف ہو جانے کا حکم ہو گا۔ اور اس کی ضرورت پیش نہ آئی گی کہ واقف کا وارث یا وصی بھی موجود ہو۔ (حاوی)

فصل ملحقات و متصلات مسائل

کوئی شخص کسی شہر کے قاضی کے پاس آکر کہے کہ تیرے سے پہلے جو اس جگہ کا قاضی تھا میں اس قاضی کا امین تھا اور میں اپنے قبضہ میں فلاں ابن فلاں نامی شخص کا صدقہ موقوفہ رکھتا ہوں، اسے اس نے ایک معین قوم کے اوپر وقف کیا تھا اور اس کے بعد وہ جن لوگوں کے اوپر اس نے وقف کیا ہو ان کے نام ذکر کردے تو اس کے قول کو قابل قبول قرار دیں گے مگر شرط یہ ہے کہ وہ لوگ واقف کے ورثاء میں سے نہ ہوں اور اس شخص کے اس قول کے علاوہ صدقہ کے بارے میں اور کسی چیز کا علم نہ ہو (اور کوئی دوسری بات سامنے نہ آئی ہو) اگر واقف کے ورثاء موجود ہوں اور وہ کہتے ہوں کہ یہ ہم لوگوں میں بطور ورثہ وترکہ ہے اور موقوفہ نہیں ہے تو ورثاء کے قول کو قابل قبول قرار دینے کا حکم ہوگا اور اسے ان کے درمیان میراث قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر ورثاء یہ کہتے ہوں کہ یہ ہم لوگوں اور ہماری نسل (اولاد) اور ان کے بعد مسکینوں کے اوپر وقف ہے۔ اور جو شخص قابض ہو وہ کہے کہ تمہارے علاوہ فقراء مساکین کے اوپر وقف ہے تو ورثاء کے قول کو قابل قبول قرار دینا کا حکم ہوگا۔ اور وہ ان میں بطور ترکہ تقسیم ہوگا۔ اگر ورثاء یہ کہتے ہوں کہ ہم، ہماری نسل اور اس کے بعد مسکینوں کے اوپر وقف ہے اور جو شخص قابض ہو وہ کہے کہ یہ تمہارے علاوہ فقراء اور مساکین کے اوپر وقف ہے تو اس صورت میں ورثاء کے قول کو قابل قبول قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر وہ شخص جو اس زمین کے اوپر قابض ہو کہے کہ فقراء و مساکین کے اوپر وقف ہے اور یہ نہ کہتا ہو کہ اسے فلاں شخص وقف کرچکا ہے اور ایک قوم کہتی ہو کہ یہ ہم لوگوں اور ہماری نسل کے اوپر وقف ہے اسے ہمارے والد نے وقف کیا تھا تو اس صورت میں قاضی ورثاء کے قول پر توجہ دیئے بغیر اسکے وقف ہونے کا حکم کردے گا۔ یہ ساری تفصیل اجناس ناطقی کے اندر ذکر کی گئی ہے۔ (المحیط)

جن اوقات کے اوپر طویل زمانہ گذر جائے اور اس کے ورثاء اور وہ لوگ جو اس کے موقوفہ ہونے پر گواہ تھے موت کی آغوش میں سو گئے۔ لہٰذا اگر قاضیوں کے دفاتر میں اس کے رسوم (اندراجات) میں پائے جاتے ہوں اور ان کے اوپر عمل بھی کیا جاتا ہے تو وقف کے سلسلہ میں جھگڑا ہونے کی شکل میں انہیں اندراجات کے مطابق جو قاضیوں کے دفاتر میں موجود ہوں عمل کئے جانے کا حکم ہوگا۔ اور اگر اس وقف کے اندراجات قاضیوں کے دفاتر میں موجود ہی نہ ہوں کہ ان کے اوپر عمل کیا جاسکتا تو اس وقف کو صدقہ موقوفہ قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ مگر اس کے مصرف[1] کے متعلق کوئی حکم (ابھی) نہ کریں گے۔

[1] یعنی اسے کہاں صرف کیا جائے۔

اس کے بعد جو شخص اس وقف کے اندر اپنے حق کو ثابت کر دے اس لئے حکم کریں گے۔ یہ ساری تفصیل واقف کے ورثاء باقی نہ رہنے اور موجود نہ ہونے کی صورت میں ہے۔ اگر ورثاء باقی وموجود ہوں اور اہل وقف (باہم) جھگڑا کریں تو مذکورہ بالا دونوں شکلوں[1] میں وقف کرنے والے کے ورثاء کی جانب رجوع کریں گے۔ اس کے بعد جب وہ کسی بات کا اعتراف و اقرار کریں تو ان کے اقرار کے مطابق حکم ہوگا اس کے بعد اگر یہ صورت متعذر دمشکل ہو تو دفتر قاضی کے اندراجات کی جانب رجوع کرنے کا حکم ہوگا۔ اور اگر یہ بھی دشوار ہو تو تاوقتیکہ اس کے اندراجات کا دلیل سے (صحیح) پتہ نہ چل جائے اسے صدقہ موقوفہ کر کے چھوڑ دیں گے۔ (اور فوری طور پر کوئی عمل درآمد نہ ہوگا) (مضمرات)

اگر اس کے بعد باہم نزاع کرنے والے لوگ صلح کرلیں اور ذکر کرہ وقف کی آمدنی کو لینا چاہیں تو قاضی کو وقف کی آمدنی ان کے درمیان تقسیم کر دینی جائز ہوگی۔ (فتاوی قاضی خاں)

اگر زمین پر ایک شخص قابض ہو اور وہ کہے کہ اس زمین کا مالک فلاں شخص تھا اور واقف نے اسے اس جہت کے اوپر وقف کیا اور ورثاء کہتے ہوں کہ یہ نہیں بلکہ مرنے والے (واقف) نے اسے ہمارے اوپر اور ہماری نسل کے اوپر اور ان کے بعد مسکینوں کے اوپر وقف کیا ہے اور ورثوں کا یہ کہنا اس قاضی کے بیان کے برعکس ہو تو قاضی اس وقف کو ورثاء کے اقرار کردہ طریقہ کے مطابق نافذ و باقی رکھے گا مگر شرط یہ ہے کہ قاضی کو محکمۂ قضا کے دفتر کے اندر یعنی اس سے پہلے قاضی کے دفتر سے کوئی ایسی وقف نامہ کی تحریر نہ ملے جس کے اندر اس کے رسوم (اندراجات ومصارف) ذکر کئے گئے ہوں۔ اور نہ اس وقف پر کوئی امین قابض ہو بلکہ ایک قابض کی جانب سے اس طرح کا اقرار ثابت ہو جائے۔ اور اگر اس وقف پر امین قابض ہوں اور اس کے مصارف (کا اندراج) قاضی کے دفتر (رجسٹر) میں موجود ہو تو یہ وقف جس کے اوپر ورثاء قابض نہ ہوں اس کے متعلق ورثاء کے قول کو قابل قبول قرار نہ دیں گے۔ (ذخیرہ)

شیخ الاسلامؒ سے پوچھا گیا کہ ایک ایسا وقف جو مشہور ہو لیکن اس کے مصارف اور اس کے حقداروں کو دیجانے والی مقدار مشتبہ ہو (تو کیا حکم ہوگا) تو جواباً فرمایا کہ اس سے پہلے اس وقف کے سلسلہ میں جو عمل رہا ہوا سے دیکھے گے کہ اس کے متولیوں کا عمل کیا تھا اور کن لوگوں کے اوپر صرف کیا کرتے تھے اور کتنی مقدار دیتے تھے۔ پس اسی کے مطابق عمل کرنے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

فتاویٰ فضلی کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اوقاف والا ایک وقف کے اوپر قابض ہو اور اس کے وقف نامہ کے اندر ذکر کیا گیا ہو کہ اس کے نفقہ سے جتنی مقدار باقی رہ جائے تو وہ باقی ماندہ اس کوچہ کے فقراء کے اوپر جس کے اندر یہ وقف موجود ہو اور ان کے علاوہ دوسرے مسلم فقراء کے اوپر صرف کریں۔ اس

---

[1] یعنی دفاتر قاضی میں اندراجات ہوں یا نہ ہوں۔

صورت میں بچی ہوئی مقدار کو ذکر کردہ کوچہ کے متعین دنامز فقراء میں سے ہر ایک کا ایک ایک حصہ لگا کر تقسیم کریں گے اور باقی کل فقراء کا نصف ایک حصہ اس کے اندر لگائیں گے اور کوچہ کے فقراء میں موت کی آغوش میں سو جانے والے کا حصہ ختم ہو کر کوچہ کے باقی ماندہ فقراء اور دوسرے فقراء کے اوپر اوپر ذکر کردہ طریقہ سے تقسیم کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ پھر جس وقت اس کوچہ وقف کے دن کے بقیدِ حیات فقراء سارے موت کی آغوش میں سو جائیں تو ان کے بعد اس کوچہ میں جو فقراء موجود ہوں یہ اور دوسرے سارے مسلم فقراء برابر کے حقدار ہوں گے۔ (ذخیرہ)

وقف الخصاف کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی شخص اپنی زمین وقف کرتے ہوئے کہے کہ میں اپنی مشہور اور فلاں نام کی زمین کو ان جہتوں (مصارف) کے اوپر صدقہ موقوفہ کرتا ہوں اور پھر ان جہتوں کو وہ (صراحتاً) ذکر بھی کر دے اور یہ کہے کہ سب کے بعد یہ وقف مسکینوں کے اوپر وقف ہے۔ اور یہ زمین اتنی مشہور ہو کہ اس کی شہرت کے باعث اس کی حدود کے ذکر کی ضرورت نہ ہو تو اس وقف کو جائز قرار دیں گے۔ اس کے بعد اگر واقف مدعی ہو کہ اس کے اندر سے فلاں کھیت وقف میں شامل نہیں تو شیخ فرماتے ہیں کہ اس زمین کی حدود مشہور و معروف ہونے اور اس کھیت اس کی حدود کے اندر داخل ہونے کی شکل میں اس کھیت کو بھی داخلِ وقف قرار دیں گے۔ اسی طریقہ سے اگر یہ زمین متقی پڑسیوں کے نزدیک (مشہور و) معروف ہو اور ان لوگوں کے نزدیک اس کھیت کی نسبت اسی زمین کی جانب معروف ہو تو اسے داخلِ وقف قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اور ایسی شکل نہ ہو جو ہم ذکر کر چکے ہیں تو اس کے اندر واقف کے قول کو قابل قبول قرار دینے اور اس کھیت کے داخل وقف نہ ہونے کا حکم ہو گا۔ (محیط)

بابِ ہفتم وقف نامہ سے متعلق مسائل کا ذکر

شیخ الاسلام سے پوچھا گیا کہ ایک وقف نامہ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ فلاں آدمی اس شئے کو اپنے آزاد کردہ لوگوں (غلاموں اور باندیوں) اور فلاں معینہ مدرسہ کے مدرس کے اوپر وقف کر چکا اور اس وقف نامہ کے اندر صحیح مقدار اور شرائطِ صحتِ وقف کا ذکر ہے اور یہ ذکر کیا گیا ہے کہ سب سے آخر میں یہ فقراء کے اوپر وقف ہے اور اپنے اس دعوے کو گواہوں کے ذریعہ ثابت کرے، اسکے بعد واقف مدعی ہو کہ میں اسے اس شرط کے ساتھ وقف کر چکا ہوں کہ میرے لئے اس کو فروخت کرنا درست ہو اور یہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ شرط لکھنے والے نے وقف نامہ کے اندر لکھی ہے یا نہیں؟ تو دیکھیں گے کہ اگر

واقف فصیح شخص ہو اور عربی زبان سے بخوبی آگاہ ہو اور یہ وقف نامہ اسے پڑھ کر سُنایا جائے اور وقف نامہ کے اندر لکھا ہو کہ میں اسے وقف صحیح کے ساتھ وقف کر چکا ہوں اور وہ اقرار کرے کہ اس وقف کے اندر جو کچھ سب درست ہے اور میں نے ہی کیا ہے تو اس صورت میں اس کے اس قول کو قابلِ قبول قرار نہ دینگے اگر واقف اعجمی (غیر عرب) غیر فصیح ہو اور عربی زبان سے اچھی طرح آگاہ نہ ہو تو یہ دیکھیں گے کہ اگر گواہ یہ شہادت دیں کہ یہ وقف نامہ اسے بزبانِ فارسی پڑھ کر سُنایا گیا تھا اور وہ جو کچھ اس کے اندر ہے سب کا اقرار کر چکا ہے تب بھی اس کے قول کو قابلِ قبول قرار دینے کا حکم نہ ہوگا۔ اگر شاہد اس طرح کی شہادت نہ دیں تو اس کے قول کو قابلِ قبول قرار دیں گے۔ (مضمرات)

یہ بات اس طرح کی نہیں کہ فقط تحریرِ وقف کے ساتھ مخصوص ہو بلکہ ہر قسم کی تحریر کے ساتھ عام ہے۔ (ظہیریہ)

فتاویٰ ابو اللیث کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ فقیہ ابو جعفرؒ سے پوچھا گیا کسی عورت سے اس کے ہمسایہ یہ کہیں کہ تو یہ گھر وقف کر دے اس شرط کے ساتھ کہ جب تجھ کو اس کے بیچنے کی ضرورت پیش آئے تو اسے بیچ دینا۔ اس کے بعد لکھنے والا اس شرط کے بغیر وقف نامہ تحریر کر دے اور پھر ذکر کردہ عورت سے کہے کہ ہم نے اس کام کو کر دیا اور عورت اس کے اوپر گواہ پیش کر دے تو اس گھر کے وقف ہو جانے کا حکم ہوگا۔ اگر ذکر کردہ عورت کو وقف نامہ پڑھ کر نہ سنایا جائے تو ذکر کردہ گھر کے وقف ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ یہ بات واضح رہے کہ دونوں مسئلوں کو جو حکم بیان کیا گیا وہ امام محمدؒ کے قول کی رو سے ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کی رو سے وقف ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص ایک زراعت کے لائق زمین وقف کر دے اور وقف نامہ تحریر کرنے کی اجازت عطا کرے۔ لہٰذا اس کی دو حدیں تو درست طریقہ سے لکھ دے اور دو حدوں کے تحریر کرنے میں غلطی کر دے تو اس کے اندر دو شکلیں ہوں گی۔ کہ اگر ان دو حدوں کے تحریر کرنے کے اندر کاتب سے غلطی ہوئی ہو اسی طرف ہوں مگر ان دونوں حدوں اور حد کردہ زمین کے بیچ میں کسی اور شخص کی زمین یا انگور کا باغ یا گھر ہو اس صورت میں وقف کے درست ہونیکا حکم ہوگا، اور اگر یہ دونوں حدیں جنکے اندر غلطی ہوگئی ہے اس طرح نہ پائی جائیں تو اس صورت میں وقف کے باطل و کالعدم ہونیکا حکم کیا جائیگا۔ البتہ یہ زمین اسقدر مشہور ہو کہ اپنی شہرت کیوجہ سے حدود کے ذکر کی ضرورت نہ رہی ہو تو اس شکل میں ذکر کردہ وقف کے درست و جائز ہونے کا حکم ہوگا۔ (وجیز) اگر کوئی شخص اپنی پوری زمین جو کسی دیہات میں ہو یہ چاہے کہ کسی قوم کے اوپر وقف کر دے اور اپنی بیماری کی حالت میں اسکا وقف نامہ تحریر کرنیکا حکم کرے اور کاتب (لکھنے والے) کو اس ساری زمین سے انگور کے باغ یا کھیت کے بعض قطعات لکھنے یاد نہ رہے۔ اسکے بعد یہ وقف نامہ واقف کو پڑھکر سنایا جائے اسکے اندر یہ لکھا ہو کہ فلاں ابن فلاں نے اپنی ساری زمین جو اس دیہات کے اندر ہے وہ اپنے اور ایسے قطعات ہیں وہ فلاں ابن فلاں کے اوپر وقف

کردی اور اس کے اندر اس کی حدود بیان کی گئی ہوں لیکن وہ قطعات جو وقف نامہ تحریر کرنے والے کو یاد نہیں رہے تھے ذکر کردہ وقف نامہ پڑھتے وقت اسے سنائے نہیں گئے۔اس کے بعد واقف نے اس سب کا اعتراف کیا۔ تو شیخ ابونصیرؒ فرماتے ہیں کہ اگر واقف نے بحالت تندرستی وقف کیا ہو اور وہ یہ بتائے کہ میرا منشا یہ تھا کہ اس دیہات میں میری جو ملکیت ہے ذکر کردہ اور غیر ذکر کردہ میں اس سب کو وقف کر چکا تو وہ تمام ملکیت جس کی اس نے نیت کی ہو اور مراد لی ہو اس کے وقف ہوجانے کا حکم کیا جائے گا۔اسی طریقہ سے اگر واقف موت کی آغوش میں سوجائے درآنحالیکہ وہ اپنے انتقال سے قبل اپنی نیت کی اطلاع دے چکا ہو تو اس کے بیان کے مطابق وقف ہوجانے کا حکم کیا جائے گا۔(فتاوی قاضی خاں)

اگر متولی اور وصی کے لئے وصیت نامہ لکھے اور اس تحریر کے اندر اس کی وصیت اور جہت تولیت کہ جس کی جانب سے متولی ہو بیان نہ کرے تو اس تحریر کو درست قرار نہ دیں گے۔اگر اس طریقہ سے لکھے کہ یہ آدمی باجازت حاکم وصی ہے یا حاکم کی طرف سے یہ شخص متولی ہے لیکن اس قاضی کو (نامزد کرکے) بیان نہ کرے جس نے اسے متعین کیا تھا تو اسے درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔(واقعات حسامیہ، فتاوی قاضی خاں)

فتاوی اہل سمرقند کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی شخص متولی وقف سے وقف کی زمین کو جو کہ متعین لوگوں کے اوپر وقف ہو اجرت کے اوپر لے اور اجارہ نامہ کے اندر اس طرح تحریر کرے کہ فلاں ابن فلاں نے فلاں ابن فلاں سے جو کہ فلاں شخص کی جانب منسوب مشہور اوقات کا متولی ہے اور واقف کے باپ دادا کا نام تحریر نہ کرے یہاں تک کہ اس کی شناخت نہ ہوسکی (تب بھی) اس تحریر کو درست قرار دیں گے۔ کیونکہ اگر اس تحریر کے اندر اس طرح تحریر کیا جاتا ہے کہ فلاں ابن فلاں نے فلاں ابن فلاں سے جو اس طریقہ سے متولی وقف ہے۔درآنحالیکہ یہ وقف متعین لوگوں کے اوپر وقف ہو اجرت کے اوپر لے تو اسے جائز و درست قرار دیں گے خواہ سرے سے واقف کا نام ہی ذکر نہ کیا گیا ہے تو اوپر ذکر کردہ شکل میں بدرجہ اولیٰ درست قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔(ذخیرہ)

کوئی شخص مثلاً زید اپنے قبضہ میں ایک زمین رکھتا ہو اور دوسرا شخص مثلاً عمرو اگر یہ دعویٰ کرے کہ یہ زمین موقوفہ ہے اور ایک تحریر لائے جس کے اندر عادل (ثقہ) حضرات اور قاضیوں کی تحریریں (بھی) ہوں، لیکن یہ سب موت کی آغوش میں سوچکے ہوں، اس کے بعد وہ قاضی سے اس زمین کے موقوفہ ہونے کا حکم دیئے جانے کی درخواست کرے تو قاضی کے لئے اس تحریر کی بنیاد پر حکم قضا نافذ کرنا جائز نہ ہوگا۔(خلاصہ)

اسی طریقہ سے اگر کسی گھر کے دروازہ پر ایک تختی لگی ہوئی ہو جس کے اوپر اس گھر کا موقوفہ ہونا تحریر ہو تب بھی قاضی کے لئے اس تختی پر لکھے ہوئے کے مطابق موقوفہ ہونے کا حکم کرنا درست نہ ہوگا۔

تا وقتیکہ عادل شاہد اس کے موقوفہ ہونے کی شہادت نہ دیدیں ۔ (محیط)

بابِ ہشتم = اقرارِ وقف کا ذکر

جو شخص اپنے قبضہ میں ایک زمین رکھتا ہو اگر وہ اس زمین کے موقوفہ ہونے کا اعتراف و اقرار کرے تو اسے اعترافِ وقف قرار دیں گے ۔ یہ وقف ابتدائی نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ وقف کے لئے جو شرطیں وہ اس کے اندر ملحوظ و شروط نہ ہوں[1] گی ۔ (محیط)

اگر کوئی شخص اپنی مقبوضہ زمین کے موقوفہ ہونے کا اعتراف کرے اور نہ اس کے واقف کا ذکر کرے اور نہ اس کے حقداروں کا تو اس کے اقرار کو درست قرار دیں گے اور یہ زمین فقراء کے اوپر موقوفہ ہونیکا حکم ہوگا۔ اور میں یہ حکم نہیں کروں گا کہ اعتراف کرنے والا ہی اس کا واقف ہے اور نہ یہ حکم کروں گا کہ واقف یہ نہیں، البتہ اگر شاہد یہ شہادت دیں کہ اقرار کرنے والا بوقتِ اقرار اس زمین کا مالک تھا تو اس صورت میں اقرار کرنے والے ہی کو اس کا واقف قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط) سرخسی، فتاویٰ قاضی خاں)

استحساناً اسی اقرار کرنے والے کو اس زمین کا متولی بھی قرار دیں گے یہاں تک کہ زمین سے ہونے والی آمدنی (اور غلہ کو) وہی فقراء کے اوپر تقسیم کیا کرے گا۔ البتہ اسے کسی اور کو وصی مقرر کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (ذخیرہ)

اس مسئلہ میں محلِ نظر یہ بات ہے کہ اس طرح کی شہادت کس طرح قابلِ قبول ہوگی تو کتاب کے اندر اس کا اس طریقہ سے دیا کہ اس طرح کی شہادت قابلِ قبول ہونے کی شکل یہ ہوگی کہ اس اقرار کرنیوالے کے علاوہ کوئی اور شخص اگر مدعی ہو کہ میں اس زمین کا واقف ہوں اور وہ اقرار کرنے والے شخص کے قبضہ سے نکال کر اپنے قبضہ میں لینا اور اقرار کرنے والا شخص اس قسم کے گواہ پیش کرے جس سے اقرار کرنے والے کا ہی واقف ہونا ثابت ہو تو اس صورت میں گواہوں کی گواہی قابلِ قبول ہوگی اور دعویٰ کرنے والے کے دعوے کو غلط قرار دیں گے اور اقرار کرنے والے کو ہی ایسا متولی وقف قرار دیا جائے گا کہ اسے معزول نہ کیا جا سکے گا۔ اگر اقرار کرنے والا اس طرح کے اقرار و اعتراف کے بعد اس طریقہ سے

---

[1] ۔ بلکہ ان شرائط سے قطع نظر اس کے وقف ہونے کا حکم ہوگا۔

اقرار کرے کہ فلاں آدمی اس زمین کا واقف ہے تو اس کی جانب سے اس اقرار کو قابلِ قبول قرار نہ دینا کا حکم ہوگا۔ اگر وہ یہ کہے کہ واقف میں ہوں تو اس کے قول کو قابل قبول قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر وہ وقف کا اقرار کرتے ہوئے واقف کو بیان کر دے لیکن وقف کے حقداروں کو ذکر نہ کرے مثلاً اس طرح کہے کہ یہ زمین میرے والد کی جانب سے صدقہ موقوفہ ہے اور اس کا والد موت کی آغوش میں سو چکا ہو تو اس صورت میں اگر اس کا والد مقروض ہو تو اس زمین کو اس قرضہ کے لئے بیچنے کا حکم ہوگا۔ اور اگر اس کا والد کچھ وصیت کرے تو اس کے تہائی پوری کرنے کا حکم ہوگا۔ اس کے بعد ان دونوں سے جو مقدار بچ رہے وہ باقی ماندہ مقدار فقراء کے اوپر تقسیم کر دینے کا حکم ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اقرار کرنے والے کے ہمراہ کوئی اور وارث اقرار کرنے والا نہ ہوا اگر اس کے علاوہ دوسرا وارث بھی مقر ہو تو اسے درست جائز قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

اس کے بعد دیکھیں گے کہ اگر اقرار کرنے والا یہ دعویٰ نہ کرتا ہو کہ میں اس کا متولی ہوں تو وہ اس وقف کا متولی نہ ہوگا اور قاضی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ جسے مرضی ہو متولیٔ وقف مقرر کر دے۔ اگر وہ اپنے لئے اس کے متولی ہونے کا مدعی ہو تو اس کے امر کو صلاحیت پر محمول کرتے ہوئے استحساناً اسکے قول کو قابلِ قبول قرار دینے کا حکم ہوگا (محیط)

اگر اس شخص کے ساتھ جس نے اقرار کیا ہو دوسرا وارث بھی ہو جو (سرے سے) اس وقف کا منکر ہو تو اس زمین میں سے انکار کرنے والے کا جتنا حصہ بیٹھتا ہو وہ اسی کا ہوگا اور اسے اپنے حصہ کے اوپر حسبِ مرضی تصرف کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ اور اس میں اقرار کرنے والے شخص کا حصہ اس کے اقرار کے مطابق وقف ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) اسی طریقے سے اگر اقرار کرنیوالا یہ کہے کہ یہ زمین میرے دادا کی جانب سے موقوف ہے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ بزبان عربی یہ حکم اس شکل میں ہے کہ وہ شخص اس طرح کہے ،،ھذہ الارض صدقۃ موقوفۃ عن ابی او من جدی،، (یہ زمین میرے باپ یا دادا کی طرف سے صدقہ موقوفہ ہے) اور اگر وہ لفظ ،،من،، کی جگہ ،،عن،، کا استعمال کرتے ہوئے کہے ،،ھذہ الارض صدقۃ موقوفۃ عن ابی،، (یہ زمین میرے والد سے منتقل ہو کر صدقہ موقوفہ ہے) تو اسکے اس قول کو اپنے حاضر کے حق میں اس کی ملکیت کا اقرار قرار نہ دیں گے اور وقف کے درست ہونے کا حکم نہ ہوگا چاہے اس کا والد مقروض ہو یا نہ ہو، چاہے اس کے والد نے کوئی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو اور چاہے اس کے ہمراہ دوسرا وارث اقرار کرنے والا ہو یا نہ ہو۔ (وازن)

یہ اقرار کرنے والا شخص یا کوئی دوسرا شخص اس کا وقف کرنے والا شمار نہ ہوگا۔ لیکن استحساناً اس اقرار کرنے والے کو متولی قرار دیں گے۔ (محیط)

اگر اقرار کرنے والا وقف کی نسبت کسی اجنبی شخص کی جانب کرے۔ لہٰذا اگر معروف و مشہور شخص کو بیان

کرے اور صراحتاً اور بالوضاحت اس کا ذکر کرے اور اضافت اس قسم کے حرف کے ساتھ کرے جس سے ملکیت کی نشاندہی ہوتی ہو اور سمجھ میں آتی ہو مثلاً عربی زبان میں "حرف من" کے ساتھ بیان کرے تو دیکھیں گے کہ اگر یہ آدمی معروف و متعین بقیدِ حیات موجود و حاضر ہو تو اس کی جانب رجوع کرکے اس سے پوچھیں گے اس واسطے کہ اقرار کرنے والے شخص نے اس کی ملکیت کا اقرار و اعتراف کیا اور اس کے اوپر وقف کرنے کی شہادت دی۔ لہٰذا اگر ذکر کردہ شخص ان دونوں باتوں کے اندر اقرار کرنے والے کے قول کی تصدیق کرے تو ان دونوں باہمی تصدیق اس کے ثابت ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اگر ذکر کردہ شخص ملکیت کے اقرار کے اندر اس کے قول کی تصدیق کرے اور وقف کے سلسلہ میں اس کے قول کو غلط ثابت کرے تو ان دونوں کی باہمی تصدیق کے باعث ملکیت کے ثابت ہو جانے کا حکم ہوگا اور کیونکہ گواہ محض ایک ہے اس لئے اس جگہ وقف کے ثابت نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر ذکر کردہ شخص موت کی آغوش میں سو چکا ہو تو اس کو سچا یا جھوٹا قرار دینے کا ذکر کردہ شخص کے ورثاء کے اوپر مدار ہوگا جیسا کہ ہم ذکر کردہ شخص کے بقیدِ حیات ہونے کی شکل میں ذکر کر چکے ہیں۔ یعنی سب وارثوں تصدیق اور تکذیب کے اوپر اتفاق ہو یہاں تک کہ سب (اتفاقِ رائے میں) ایک شخص کے مانند ہو جائیں۔ اور اگر یہ شکل ہو کہ بعض ورثاء ملکیت اور وقف کرنے یعنی دونوں کے اندر اس کے قول کی تصدیق کریں اور بعض ملکیت کی تصدیق کرتے ہوں اور وقف کرنے کا انکار کرتے ہوں تو اس صورت میں تصدیق کرنے والے کے حصہ کو وقف قرار دیں گے۔ اور تکذیب و انکار کرنے والے وارث کے حصہ کو اسی کی ملکیت قرار دیں گے اور اسے اختیار ہوگا کہ اس کے اندر جس طریقہ سے چاہے تصرف کرے۔ (محیط)

اس کے بعد اگر سارے وارث اس کے قول کی تصدیق کریں تو ذکر کردہ وقف کا متولی یہ اقرار کرنے والا ہوگا۔ اگر بعض تصدیق اور بعض انکار کریں تو قیاس کی رو سے اس کے لئے تولیت (متولی ہونا) ثابت نہ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ شیخ ہلالؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے قیاس ہی کو اختیار کیا ہے۔ اسی طریقہ سے اگر وقف کے اندر سارے ورثاء اس کے قول کی تصدیق کرتے ہوں لیکن بعض ورثاء اس اقرار کرنے والے کے لئے تولیت کے ثابت ہونے کا انکار کریں تو ازروئے قیاس اس کے لئے تولیت کے ثابت ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (ظہیریہ)

لیکن شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر انکار کرنے والے ورثاء کے متعلق شاہد یہ شہادت دیں کہ اس اقرار کرنے والے کو اس کا متولی مقرر کر دیا گیا ہے تو اسے متولی قرار دیئے جانے کا حکم ہوگا اور ورثاء کی شہادت کو اس سلسلہ میں قابلِ قبول قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط)

اگر مذکورہ اقرار کرنے والا اجنبی کی جانب ایسے حرف کے ساتھ اضافت و نسبت کرے کہ جس سے ملکیت کی نشاندہی نہ ہوتی ہو، جیسے عربی زبان میں لفظ "عن" کے ساتھ اضافت و نسبت کرے

تو اقرار کرنے والے کے قول کو اس اجنبی کے لیے سرے سے ملک کا اقرار ہی قرار نہ دیں گے۔ (خزانۃ المفتیین)

اگر وہ شخص ذکر کردہ اجنبی شخص متعین طریقہ سے بیان کرے چاہے اضافت ونسبت ایسے حرف کے ساتھ کرے جس سے ملکیت پر دلالت اور ملکیت کی نشان دہی ہوتی ہو یا کسی اور حرف کے ساتھ کرے مثلاً عربی زبان میں کہے " کلذہ الارض صدقۃ موقوفۃ من محمد اور عن محمد (یہ زمین محمد سے یا محمد کی جانب سے صدقہ موقوفہ ہے) تو اس صورت میں ذکر کردہ زمین کے وقف ہو جانے کا حکم کیا جائے گا۔ (ظہیریہ)

اس کے بعد اگر وہ کسی شخص کا متعین ونامزد طریقہ سے ذکر کرے تو اگر وہ پہلے اقرار سے علیحدہ کر کے اور ممتاز طریقہ سے بیان کرے اور پہلے اقرار کے اندر اس اجنبی شخص کی جانب ایسے حرف کے ساتھ نسبت ہو جو اس کی ملکیت کے اوپر دلالت کرتی ہو جیسے عربی زبان میں حرف "من" تو اس صورت میں اس کے دوسرے قول کی تصدیق نہ کرنے کا حکم ہو گا۔ اور پہلے اقرار کے اندر اگر اضافت "عن" کے ساتھ ہو یعنی ایسے حرف کے ساتھ جس سے ملکیت کے اوپر قطعی ویقینی طور سے دلالت اور اس کی جانب نشان دہی نہ ہوتی ہو تو اس کے قول کی تصدیق کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط)

اگر واقف اور وقف کے مستحق دونوں کا ذکر کرے تو اس کا حکم یہ ہو گا کہ تصدیق کی خاطر واقف کی جانب رجوع کریں اگر وہ بقید حیات ہو یا اس کے ورثاء اس کے وقف ہونے کی اور شرائطِ وقف کے اندر اس اقرار کرنے والے کے قول کی تصدیق کریں تو اس کے اقرار کے مطابق وقف ہونے کا حکم کیا جائے گا اور انہیں شرائط کے مطابق وقف ہونے کا حکم کیا جائے گا اور اگر واقف یا اس کے ورثاء اس کے اقرار کا انکار کریں تو وہ وقف کے اور شرائط کے ثابت نہ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (حاوی قدسی)

اگر وہ وقف ہونے کا اعتراف واقرار کرے اور وہ اس کا ذکر نہ کرے اور جو آدمی اس وقف کے حقدار ہوں انہیں ذکر کرے مثلاً اس طرح کہے کہ یہ زمین میرے اوپر اور میری اولاد اور میری نسل کے اوپر وقف ہے تو اس کے اقرار کو قابلِ قبول قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (المحیط۔ سرخسی)

اس وقف کا متولی استحساناً یہی اقرار کرنے والا ہو گا۔ اگرچہ قیاس کی رو سے نہ ہو گا۔ اس کے بعد اگر کوئی دوسرا شخص مدعی ہو کہ یہ زمین میرے اوپر وقف ہے اور اول اقرار کرنے والا اس کے قول کی تصدیق کرے تو اسے محض اپنے حصہ کے اندر تصدیق کرنے والا قرار دیں گے اور اپنی نسل اور اپنی نسل کے حصہ کے اندر تصدیق کرنے والا شمار نہ ہو گا۔ (حاوی)

اگر کوئی شخص ایسی زمین کے بارے میں جس کے اوپر اس کا قبضہ ہو اقرار کرے کہ یہ زمین متعین قوم کے اوپر جیسے وہ ذکر کر چکا وقف ہے، اس کے بعد وہ یہ اقرار کرے کہ یہ زمین دوسروں کے

اوپر وقف ہے یعنی جن کا ذکر کیا تھا انکے اوپر نہیں بلکہ دوسروں کے اوپر وقف ہے یا جن لوگوں کا پہلے ذکر کیا ہو ان میں کچھ اور لوگوں کا اضافہ کر دے یا ان میں سے کچھ لوگوں کی کمی کر دے تو اس صورت میں اس کے دوسرے اقرار کی جانب توجہ نہ دیں گے بلکہ اس کے پہلے اقرار کے اوپر عمل کئے جانے کا حکم ہوگا۔ (فتاوی قاضی خاں)

اگر اقرار کرے کہ یہ زمین اس جہت کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے اور جہت کا ذکر کر دے اس کے بعد صدقہ کی دوسری جہت ذکر کرے تو قیاس اور استحسان دونوں کی رو سے اس کے دوسرے قول کو قابلِ قبول قرار نہ دیں گے۔ اور وقف کی زمین کے اسی جہت کے اوپر صرف ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ جس کو وہ پہلے ذکر کر چکا تھا۔ (محیط)

اگر کوئی شخص اپنی مقبوضہ زمین کے متعلق بیان کرے کہ یہ موقوفہ ہے اور محض اتنا کہہ کر خاموشی اختیار کرے، اس کے بعد کہے کہ یہ زمین فلاں اور فلاں کے اوپر وقف ہے یعنی متعین عدد کا ذکر کرے تو قیاس کی رو سے اس کے دوسرے قول کو قابلِ قبول قرار نہ دینے اور استحساناً قابلِ قبول قرار دینے کا حکم کیا جائیگا (فتاوی قاضی خاں)

اگر کوئی شخص کہے کہ یہ زمین فلاں معین شخص کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے، اس کے بعد علیحدہ کر کے کہے کہ اول فلاں متعین شخص سے اس کا آغاز کیا جائے تو اس کے قول کو قابلِ قبول قرار نہ دیں گے۔ اور اگر وہ دوسرے قول کو پہلے قول کے فوراً بعد کہے تو امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ دوسرے قول کو قابلِ قبول قرار دینگے امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ اس دوسرے قول کو قابلِ قبول قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

اگر کوئی شخص اپنی ایسی زمین کے متعلق جس کے اوپر وہ قابض ہو اقرار اور اعتراف کرے کہ فلاں قاضی مجھ کو اس زمین کا متولی بنا چکا ہے اور یہ زمین صدقہ موقوفہ ہے تو قیاس کی رو سے اس کے متولی ہونے کا قول کو قابلِ قبول قرار نہ دیں گے۔ اور استحساناً یہ حکم کیا جائے گا کہ جس قاضی کی عدالت میں یہ اقرار کیا گیا ہو وہ قاضی ایک عرصہ تک انتظار کرے اس کے بعد اگر قاضی کے سامنے اس کے اقرار کے علاوہ اس سلسلہ میں کوئی اور بات نہ آئے تو اس نے جس طریقہ سے اقرار و اعتراف کیا ہو اسی طریقہ سے اس کے اقرار کو جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (فتاوی قاضی خاں)

اگر وہ یہ اعتراف و اقرار کرے کہ قاضی نے میرے باپ کو اس زمین کا متولی بنادیا تھا، اس کے بعد والد نے بوقت انتقال مجھ کو اس زمین کا وصی بنا دیا اور یہ زمین صلبیوں (صلبی اولاد) پر صدقہ موقوفہ ہے تو اس کے اس قول کو قابلِ قبول قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر وہ اس طرح اقرار کرے کہ اس زمین کے اوپر میرے والد کا قبضہ تھا یا کہے کہ اس زمین پر فلاں آدمی قابض تھا۔ اسکے

بعد اس نے مجھ کو وصی بنا دیا اور یہ زمین صدقہ موقوفہ ہے تو اس صورت میں بھی اس کے قول کو قابلِ قبول قرار نہ دیں گے اور سے یہ حکم دیں گے یہ زمین فلاں ذکر کردہ شخص کے وارث کے حوالہ کر دے۔ (المحیط)

اگر کوئی شخص کسی غیر کی زمین کے بارے میں کہے کہ یہ زمین صدقہ موقوفہ ہے، اس کے بعد خود اس زمین کا مالک بن جائے تو اس کے وقف ہو جانے کا حکم ہو گا۔ (فتاویٰ عتابیہ)

کسی زمین پر ایک شخص کے ورثاء قابض ہوں جو اس کا اقرار کریں کہ یہ زمین ہمارے والد نے وقف کی ہے مگر ہر وارث وقف کی ایک دوسرے سے مختلف اور الگ جہت بیان کرے تو اس صورت میں قاضی ان تمام کے اقرار کو قابلِ قبول قرار دیتے ہوئے ہر ایک حصہ کی آمدنی اس کی بیان کردہ جہت (ومصرف) پر صرف کر دے گا، اور قاضی کو یہ حق حاصل ہو گا کہ جس کو چاہے اس وقف کا متولی بنا دے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اس کے بعد اگر ان ورثاء میں کوئی شخص نابالغ یا غائب ہو تو قاضی نابالغ کے حصہ کو روکے رکھے گا تاوقتیکہ وہ حدِ بلوغ کو پہونچ جائے اور غائب شخص کا حصہ بھی اس کے لوٹ آنے تک رُکے رہے گا۔ اگر ورثاء میں سے بعض وارث یہ اقرار واعتراف کریں کہ ہمارے باپ ہماری نسل اور ہماری اولاد کے اوپر وقف کر چکے ہیں اور بعض اس کا انکار کریں تو اقرار کرنے والے ورثاء کا حصہ ان کی اقرار کردہ جہت کے اوپر صرف کیا جائے گا۔ اور انکار کرنے والوں کے حصہ کو انہیں کی ملکیت قرار دیا جائے گا۔ لیکن انکار کرنے والے ورثاء اقرار کرنے والوں کے حصہ سے ہونے والی آمدنی میں شریک نہ ہوں گے۔ اس کے بعد اگر انکار کرنے والے اپنے حصوں میں سے کچھ بیچ ڈالیں اس کے بعد وہ اقرار کرنے والے ورثاء کے قول کی تصدیق کریں تو ان کی ملکیت میں سے جتنی مقدار ان کے قبضہ میں باقی ہو اتنی ہی مقدار کے اندر ان کے قول کی تصدیق کریں گے اور جتنی مقدار وہ بیچ ڈالیں اس کے اندر ان کے قول کی تصدیق نہیں کریں گے۔ البتہ اگر وہ شخص جس نے ان کا حصہ خریدا ہوا نکے قول کو درست و صحیح قرار دے تو فروخت کردہ کو بھی داخلِ وقف قرار دینے کا حکم ہو گا۔ اور اگر خریدار ان کے قول کو غلط قرار دے تو بیچنے والے ورثاء کو فروخت کردہ مقدار کا تاوان داخل کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ اور اس تاوان کی رقم سے دوسری زمین خرید کر باقی بچی ہوئی زمین کے ساتھ اسی جہت کے اوپر جس کا وہ اقرار کر چکے ہیں وقف کرتے کا حکم ہو گا۔ کیونکہ باقی ورثاء کے اقرار کی طرف فروخت کرنے والے نے انکے قول کی تصدیق کرتے ہوئے رجوع کر لیا تو زمین سے پہلا حاصل ہونے والا اس لازم ہونے والی قیمت کی مکافات نہیں کرے اور اسے اسکے قائم مقام قرار نہ دینگے[1]۔ (حاوی)

---

[1] یعنی اس طرح تاوان سے احتراز ممکن نہ ہو گا۔

امام خصاف اپنی کتاب الوقف کے اندر ذکر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میری زمین زید ابن عبداللہ اس کی اولاد اور اس کی نسل کی اولاد کے اوپر، اور اس کے بعد اس کی نسل جب تک باقی رہے اس پر صدقہ موقوفہ ہے، اور اس کے بعد مساکین کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے اس کے بعد زید بن عبداللہ کہے کہ واقف نے اس وقف کو میرے اوپر میری اولاد کے اوپر اور میری اولاد کی اولاد کے اور عمرو کے اوپر وقف کیا ہے تو محض زید کی اپنی ذات کے مسئلہ میں اس کے قول کی تصدیق کرنے کا حکم ہوگا اور اسکے علاوہ کسی اور کے بارے میں اس کے قول کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔ لہٰذا غلہ بانٹے جانیکے وقت وقف یہ دیکھیں گے کہ کون شخص موجود ہے لہٰذا زید اور زید کی اولاد اور اولاد کی اولاد اور اس کی نسل میں سے موجود (وبقید حیات) لوگوں پر غلہ تقسیم کرنے کا حکم ہوگا، اس کے بعد جتنا حصہ زید کا ہوتا ہو عمرو کو بھی اس میں شریک قرار دینے کا حکم ہوگا۔ لہٰذا زید کے حصہ کو عمرو اور زید دونوں میں بانٹ دیں گے اور زید کے بقید حیات رہنے تک اسی طرح عمل ہوتا رہے گا، پھر جب زید موت کی آغوش میں سو جائے تو اسکے اقرار کو باطل وکالعدم قرار دیں گے اور پھر عمرو اس صدقہ کے اندر کسی طرح کا حقدار نہ ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر واقف یہ صدقہ زید کے اوپر اور زید کے بعد مسکینوں کے اوپر وقف کر دے، اس کے بعد زید عمرو کے لئے جس طریقہ سے ہم ذکر کر چکے ہیں اقرار شرکت کرے تو اس صورت میں بھی تاوقتیکہ زید بقید حیات رہے عمرو کو یہ حق حاصل ہوگا کہ زید کردہ وقف کے غلہ کے اندر زید کا شریک ہو جائے اس کے بعد جب زید موت کی آغوش میں سو جائے گا تو سارا غلہ مساکین کا شمار ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص دو لڑکے چھوڑ کر موت کی آغوش میں سو جائے ان میں سے ایک لڑکا اپنے پاس ایک زمین رکھتا ہو اور یہ کہتا ہو کہ یہ زمین میرے والد کی جانب سے میرے اوپر وقف کی گئی ہے اور دوسرا لڑکا کہے کہ یہ زمین ہمارے والد کی جانب سے ہم دونوں پر وقف کی گئی ہے تو اسی دوسرے لڑکے کے قول کو قابل قبول قرار دینے کا حکم ہوگا، اور اس زمین کو ان دونوں کے اوپر وقف قرار دیں گے۔ اسی قول کو راجح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ (مضمرات)

امام خصاف اپنی کتاب الوقف کے اندر بیان فرماتے ہیں کہ کسی شخص کا ایک زمین یا گھر پر قبضہ ہو، اس کے اوپر دوسرا شخص عدالت قاضی میں دعویٰ کرے کہ میں اس زمین کا مالک ہوں اور جو شخص قابض ہو وہ یہ کہے کہ یہ زمین موقوفہ ہے اور اسے مسلمانوں میں سے ایک شخص نے مساکین کے اوپر وقف کر کے مجھے قابض کر دیا ہے تو اس صورت میں قاضی یہ زمین اس کی اقرار کردہ جہت پر باقی رہنے[1] گا مگر اس حکم کے باعث دعویٰ کئے گئے شخص کے ذمہ سے نالش کا سوخت نہ ہوگا، بلکہ اس کے

---

[1] یعنی مساکین ہی پر وقف شمار ہوگی۔

اور پھر نالش کا حق باقی رہے گا) یہاں تک کہ اگر دعویٰ کرنے والا قاضی سے یہ درخواست کرے کہ دعویٰ کئے گئے شخص سے یہ حلف لیا جائے کہ میں اس زمین کا مالک نہیں ہوں تو قاضی اس سے یہ حلف لے گا کہ اس زمین کا مدعی مالک نہیں ہے لہٰذا اگر وہ حلف سے انکار کرے یا دعویٰ کرنے والے کی ملکیت کا اقرار کرے تو اس صورت میں قاضی دعویٰ کئے گئے شخص کو قیمت زمین کا ضامن بنائے گا اور اس کے موقوفہ ہونے کے حکم کو باطل و کالعدم نہیں کرے گا (ذخیرہ)

اس کے بعد اگر دعویٰ کرنے والا شاہد پیش کرے کہ اس زمین کا مالک یہی دعویٰ کرنے والا ہے تو اس زمین کو دعویٰ کرنے والے کی ملکیت قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اور اقرار وقف کو باطل و کالعدم قرار دیں گے۔ اگر اقرار کرے کہ فلاں معروف شخص نے یہ زمین وقف کی تھی درآنحالیکہ یہ شخص موجود ہو اور وہ اس کے وقف ہو جانے کا اقرار کرے تو اس صورت میں اسے دعویٰ کرنے والے کا خصم (جھگڑنے کا اور نالش کا حق رکھنے والا) قرار دیں گے۔ اگر قبضہ کرنے والا ایک قوم (وجماعت) کے متعلق بیان کرے کہ یہ زمین اس کے اوپر وقف کی گئی ہے تو اس صورت میں یہ تمام دعوے کرنے والے کے حق میں خصم (حقِ نالش رکھنے والے) شمار کریں گے۔ لہٰذا اگر ذکر کردہ قوم دعویٰ کرنے والے کے لئے اقرار کرے کہ اس زمین کا یہی مالک ہے تو غلہ کے حق میں ان کے ذکر کردہ اقرار اور خود ان کے حق میں قبول کریں گے اور ان سب کے موت کی آغوش میں سونے کے بعد ذکر کردہ دعویٰ کرنے والے کا نہیں بلکہ مساکین کا شمار ہوگا۔ اگر ذکر کردہ زمین پر کوئی متولی قابض ہو اور مسئلہ کی باقی صورت جوں کی توں رہے تو اسکو مدعی کا خصم قرار دیں گے یعنی اس کے مقابل مدعی کے گواہوں کی گواہی سنی جائے گی اور متولی سے حلف نہ لیں گے کیونکہ متولی کا اقرار درست نہیں۔ اور قاضی کا جو امین ہو اس کا حکم بھی یہی ہوگا۔ (حاوی)

اگر قبضہ کرنے والا جو گھر یا زمین کے اوپر قابض ہو کہ یہ فلاں اور فلاں اور ان کی اولاد اور ان سب کے بعد مسکینوں پر وقف ہے۔ اس طرح اعتراف و اقرار کرے کہ یہ گھر دعویٰ کرنے والے کی ملکیت ہے۔ اس کے بعد یہ سارے مسلمان حاضر ہو کر قبضہ کرنے والے کے اس اقرار کی کہ یہ گھر دعویٰ کرنے والا کا ہے تکذیب کریں اور کہیں کہ اس گھر کو ہم لوگوں کے اوپر وقف کیا گیا ہے تو ان لوگوں کو دعویٰ کرنے والے کے دعوے کے حق میں مدعی کے خصم شمار ہوں گے۔ اس کے بعد اگر مدعی اپنے دعوے کو گواہوں کے ذریعہ ثابت کرے کہ یہ گھر اسی دعویٰ کرنے والے کا ہے تو دعویٰ کرنے والے کو اس گھر کا مالک قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اور جو ذکر کردہ گھر کے اوپر قابض ہو اسکے اس اقرار کو کہ یہ گھر وقف شدہ ہے باطل و کالعدم قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر ذکر کردہ دعویٰ کرنے والا اپنے دعوے کے گواہ اپنے پاس نہ رکھتا ہو اور وہ حلف لینا چاہے تو اسے ان لوگوں سے

حلف لینے کا حق ہو گا۔ لہٰذا اگر یہ لوگ اقرار کریں کہ اس گھر کا مالک تنہا دعویٰ کرنے والا ہے یا حلف کرنے سے انکار کرے تو ان لوگوں کے اقرار و اعتراف کو انکے اپنے حق میں درست قرار دیں گے اور ان کے اقرار کو ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد اور مساکین کے سلسلہ میں درست قرار نہ دیں گے۔ اسی طریقہ سے ان کے اقرار کو کسی اجنبی اور غیر شخص کے متعلق بھی اس سلسلہ میں درست و جائز قرار دینے کا حکم نہ ہو گا۔ (محیط)

کوئی شخص صحیح و درست طریقہ پر وقف کرنے اور اپنے قبضہ سے موقوفہ کو نکال دینے کا اعتراف و اقرار کرے درآنحالیکہ اس کے وارث کو اس موقوفہ کے اپنے قبضہ سے نہ نکالنے کا علم ہو تو اس صورت میں مشائخؒ فرماتے ہیں کہ اس کے اقرار کو اس کی اپنی ذات کے سلسلہ و درست و جائز قرار دیں گے مگر اس کے ورثار کو اس موقوفہ شے کے لے لینے کا حق و اختیار حاصل نہ ہو گا۔ اور قاضی کی عدالت میں ورثار کے دعوے کو قابلِ سماعت قرار نہ دیں گے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص بحالتِ تندرستی اپنی زمین فقراء کے اوپر وقف کر دے اس کے بعد موت کی آغوش میں سو جائے۔ پھر کوئی شخص اس زمین کی ملکیت کا دعویٰ کرے اور ورثار اس کو تسلیم کر لیں تو اس بات سے ذکر کردہ وقف کے باطل ہونے کا حکم نہ ہو گا مگر امام محمدؒ کے قول کی رو سے ورثار کے اوپر ترکۂ میت میں سے اس زمین کا ضمان لازم آئے گا۔ فقیہ فرماتے ہیں کہ بالاتفاق سب ائمہ کے نزدیک انکے اوپر ضمان کا وجوب ہو گا۔ اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے۔ اگر ورثار اس کے منکر ہوں اور دعویٰ کرنے والا ان سے حلف طلب کرے۔ لہٰذا اگر دعویٰ کرنے والے کا منشار یہ ہو کہ وہ یہ زمین لیلے گا تو ورثار کے اوپر حلف کا وجوب نہ ہو گا۔ اور اگر منشار یہ ہو کہ ان لوگوں کے حلف سے انکار کی صورت میں میت کے ترکہ سے اس کی قیمت کا ضمان لازم آئے گا تو اس صورت میں اس کو اس طرح کا حق حاصل ہو گا۔ (محیط سرخسی)

کسی شخص کے قبضہ میں ایک گھر ہو، وہ اقرار کرے کہ یہ گھر موقوفہ ہے اور اسے مسلمانوں میں سے کسی مسلمان نے امورِ خیر اور مساکین کے اوپر وقف کردہ ہے اور میرے حوالہ کر دیا ہے اور مجھے اسکے اوپر متولی بنا دیا گیا ہے، اس کے بعد ایک آدمی آئے اور قبضہ کرنے والے کو قاضی کی عدالت میں لاکر کہے کہ میں نے ہی اس گھر کو ان جہتوں (مصارف) اور راستہ کے اوپر وقف کیا اور اس قبضہ کرنیوالے کے حوالہ کر دیا اور اسے اس کی نگرانی و درستگی کی خاطر متولی بنا دیا اور وہ شخص یہ زمین قبضہ کرنے والے کے قبضہ سے نکال لینی چاہئے تو دیکھیں گے کہ جو شخص قابض ہو اگر وہ اس کے قول کی تصدیق کرے کہ واقف یہی شخص ہے تو ذکر کردہ مدعی کو اسے اس کے قبضہ سے نکال کر اپنے قبضہ میں لینے کا حق و اختیار ہو گا۔ ایک نسخہ کے اندر اس کے آگے اس طرح لکھا ہے کہ اگر آنے والا مدعی کہے کہ یہ زمین میری ملکیت

ہے اور میں نے یہ زمین وقف نہیں کی تھی تو اس صورت میں اسے قبضہ کرنے والے کے قبضہ سے نکال کر اپنے قبضہ میں لینے کا حق حاصل ہو گا۔ اگر ذکر کردہ مدعی کہے کہ میں یہ گھر اور زمین اس قبضہ کرنے والے کے پاس امانتاً رکھ چکا ہوں اور قبضہ کرنے والا کہتا ہو کہ اس زمین کا مالک خود وہی تھا لیکن وہ اسے اوپر ذکر کردہ مصارف کے اوپر وقف کر چکا ہے تو اس صورت میں قاضی قبضہ کرنیوالے کے اس قول کو کہ اس گھر اور زمین کا مالک مدعی تھا قبول نہ کرے گا۔ (ذخیرہ)

کسی زمین پر کوئی شخص قابض ہو اور دو شاہد اس قبضہ کرنے والے کے اقرار کی شہادت دیں کہ زید ابن عمرو اور اس کی نسل کے اوپر یہ زمین وقف کی گئی ہے اور دوسرے دو شاہد یہ شہادت دیں کہ قبضہ کرنے والے نے یہ اعتراف کیا ہے کہ یہ زمین بکر ابن خالد کے اوپر وقف کردہ ہے تو کتاب کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر یہ پتہ چل جائے کہ دونوں اقراروں میں سے پہلا اقرار کون سا ہے تو پہلے اقرار کو جائز و درست قرار دینے اور دوسرے کو باطل و کالعدم قرار دینے کا حکم ہو گا۔ اور اگر یہ پتہ نہ چلے کہ ان دونوں اقراروں میں پہلا اقرار کون سا ہے تو اس صورت میں پہلے اقرار کے جائز و درست ہونے اور دوسرے کے باطل ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر یہ معلوم نہ ہو سکے کہ دونوں اقراروں میں سے کون سا اقرار پہلا ہے تو دونوں اقراروں کے لئے حکم کریں گے یعنی دونوں فریقوں کے اوپر ایک وقف ہونے اور اس سے حاصل شدہ غلہ کے دونوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی ذمی[1] اپنے قبضہ میں ایک زمین رکھتا ہو، وہ اقرار کرے کہ ایک مسلمان اسے حج یا جہاد یا مساکین کے اوپر وقف کر چکا ہے یا اور کوئی ایسا راستہ و مصرف بیان کرے جس کے ذریعہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی قربت طلب کرتے ہوں (اور طالب ثواب ہوں) تو ذکر کردہ ذمی شخص کے اقرار و اعتراف کو جائز و درست قرار دیں گے اور اس کی آمدنی اس کی ذکر کردہ وجوہ و مصارف پر باقی و نافذ رکھنے کا حکم ہو گا اگر وہ کہے کہ اسے مسلمان نے بیع کے راستہ پر (معاملۂ خرید و فروخت کی خاطر) وقف کر دیا یا اور کوئی ایسا راستہ و مصرف بیان کرے جس کے ذریعہ مسلمان تقرب خداوندی طلب نہ کرتے ہو تو ذکر کردہ ذمی شخص کے اقرار کو باطل و کالعدم قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اور ذکر کردہ زمین اس کے ہاتھ و قبضہ سے نکال کر مسلمانوں کے بیت المال میں داخل کر دینے کا حکم کیا جائے گا (حاوی)

---

[1] دار الاسلام کا غیر مسلم باشندہ۔

باب نہم۔ وقف کو غصب کرنے کا ذکر

کوئی شخص گھر یا زمین وقف کرکے ایسے ایک شخص کے حوالہ کر دے اور اسے اس کی نگہداشت کی خاطر اس کا متولی بنا دے، اس کے بعد وہ شخص جس کو یہ زمین حوالہ کی گئی ہو انکار کر بیٹھے تو اسے غصب کر لینے والا قرار دیں گے اور زمین کو اس کے قبضہ سے نکال لینے کا حکم ہوگا۔ اس سلسلہ میں واقف ہی خصم (حق نالش رکھنے والا) شمار ہوگا۔ اگر واقف موت کی آغوش میں سو جائے اور اس وقف کے حقدار آکر اپنے حق کے طلبگار ہوں تو قاضی اس مقدمہ کے اندر ایسے آدمی کو متعین کرے جو خصم بن سکتا ہو۔ لہٰذا اگر اس موقوفہ چیز میں غصب کرنے والے کے پاس رہنے کے زمانہ میں کوئی نقصان آجائے تو اس کے انکار کے بعد اس کے اندر جو نقصان آئے گا غصب کرنے والے کے اوپر اس کا ضمان لازم ہوگا۔ اور جتنا حصہ (موقوفہ گھر وغیرہ) کا منہدم ہوگیا ہو اس مالِ ضمانت سے اسے تعمیر کرانے کا حکم ہوگا۔ اگر غاصب متولی سے نہیں بلکہ واقف ہی سے غصب کرے تو غصب کرنے والے پر لازم ہوگا کہ واقف کو لوٹا دے۔ اگر غصب کرنے والا انکار کرتا ہو اور قاضی کے نزدیک اس کا غصب کرنا پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے تو تاوقتیکہ وہ غصب کردہ شے نہ لوٹا دے قاضی اسے قید میں ڈالے رکھے گا اور اگر موقوفہ شے میں کوئی نقصان وکمی واقع ہو جائے تو اس پر اس نقصان کا ضمان لازم آئے گا۔ اور یہ ضمانت کا مال مرمتِ وقف اور منہدم شدہ کی تعمیر کے اندر صرف کرنے کا حکم ہوگا۔ اور یہ مالِ ضمان اس وقف کی آمدنی کے حقداروں کے اوپر تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ (حاوی)

اگر غصب کرنے والے موقوفہ شے کے اندر اپنی جانب سے اضافہ کیا ہو تو یہ دیکھیں گے کہ اگر یہ اضافہ ایسا مال نہ ہو کہ جس کی قیمت کا اندازہ ممکن ہو جیسے غصب کرنے والا اس زمین کے اندر ہل چلا دے یا اس زمین کے اندر کھاد ڈالدے اور یہ کھاد مٹی میں ملکر نہ ہونے کے برابر ہوگئی (یعنی اس کا علیحدہ وجود باقی نہ رہا) یا غصب کرنے والے نے اس زمین میں نہر کھود دی تو اس صورت میں متولی وقف یہ زمین غصب کرنے والے سے بلا معاوضہ واپس لیلے گا اور اس اضافہ کے مقابلہ میں کوئی معاوضہ عطا نہ کرے گا۔ اگر مذکردہ اضافہ ایسے مال سے ہو کہ اس کی قیمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہو، جیسے درخت لگائے یا اس کے اندر کوئی عمارت بنا دے تو اس صورت میں غصب کرنے والے کو یہ حکم کیا جائے گا کہ وہ اپنی عمارت توڑ ڈالے، اپنے درخت کو جڑ سے اکھاڑ دے اور وہ زمین

ہو ٹادے، مگر شرط یہ ہے کہ اس طرح کرنے سے زمین کو کسی طرح کا ضرر نہ پہونچے، اور اگر اس عمل سے موقوفہ زمین کو نقصان پہونچے، جیسے درخت جڑ سے کھود دینے کی شکل میں ذکر کردہ زمین خراب ہو جائے یا مذکورہ عمارت توڑنے کے باعث موقوفہ گھر کھنڈر بنجاتا ہو تو اس صورت میں غاصب کو اس عمارت کے توڑنے یا درخت کے جڑ سے اکھاڑ ڈالنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ اور متولیٔ وقف منہدم عمارت اور کٹے ہوئے درخت کے حساب سے ادائیگی قیمت کرے گا مگر شرط یہ ہے متولی کے پاس آمدنی وقف کی اتنی مقدار موجود ہو جس سے اس تادان کی ادائیگی ہو سکے۔ اگر ایسی شکل میں ذکر کردہ وقف کی آمدنی کی کچھ مقدار موجود نہ ہو تو ذکر کردہ وقف کو اجرت کے اوپر دیدینے کا حکم ہوگا۔ پھر اجرت میں سے اس تادان کی ادائیگی کی جائے گی۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر غصب کرنے والا یہ چاہے کہ وہ اس زمین میں اپنے لگائے ہوئے ہر ایسے درخت کو کاٹ لے کہ جس کے کاٹنے سے زمین کو کسی طرح کا نقصان نہ پہونچے تو اسے اس طرح کا حق حاصل ہوگا۔ اسکے بعد موقوفہ زمین میں جتنے درخت غاصب کے باقی رہ گئے ہوں اور درخت کچھ قیمت والے ہوں تو متولی بطور ضمان ان کی قیمت غصب کرنے والے کو ادا کرے گا۔ (محیط)

اگر اس مسئلہ کے اندر متولی غصب کرنے والے کے پودوں میں سے کسی پودہ پہ غصب کرنے والے کے ہمراہ صلح کرلے تو اسے درست و جائز قرار دیں گے۔ مگر شرط یہ ہے یہ صلح وقف باعث فلاح ہو۔ عمارت ہو تو اس کے اندر بھی اسی طرح کا حکم کیا جائے گا۔ (حاوی)

اگر کوئی غصب کرنے والا وقف شدہ زمین کو جو ہزار دراہم قیمت والی ہو غصب کرلے، پھر اس ہزار دراہم قیمت والی زمین کو اس غاصب سے دوسرا غصب کرنے والا چھین لے تو متولی پہلے غصب کرنے والے سے نہیں بلکہ دوسرے غاصب سے ہی مواخذہ کرے گا مگر شرط یہ ہے کہ دوسرا غاصب مالدار ہو۔ شیخ فرماتے ہیں کہ امام کا منشاء اس کلام سے یہ ہے کہ محض دوسرے سے اس صورت میں مواخذہ کرے گا جبکہ دوسرے غصب کرنے والے کوئی تیسرا شخص یہ زمین چھین لے اور اس تیسرے سے زمین واپس لینی دشوار ہو جائے تو ایسی شکل میں متولی دوسرے غاصب سے ہی طلب کرے گا جبکہ دوسرا غاصب پہلے کے مقابلہ میں مالدار اور ذی ثروت ہو۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر پہلا غاصب دوسرے غاصب کے مقابلہ زیادہ ذی ثروت اور پیسہ والا ہو تو متولی پہلے ہی سے اس کا مواخذہ کریگا متولی جب دونوں غاصبوں میں سے کسی ایک سے مواخذہ کرے تو اب دوسرے غاصب کو مواخذہ سے بری قرار دینے کا حکم ہوگا جسوقت متولی دونوں غاصبوں میں سے کسی ایک غاصب سے قیمت لیلے گا تو اس قیمت کے ذریعہ کوئی اور زمین خرید کر پہلی موقوفہ زمین کی جگہ قائم کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ (ذخیرہ)

اگر متولی دونوں میں سے کسی ایک غصب کرنے والے سے قیمت وصول کرلے، اس کے بعد اصل

زمین اسے لوٹا دے تو متولی کو بھی وصول کی گئی قیمت لوٹا دینی چاہئے اور اس صورت میں زمین مذکورہ بدستور اپنی حالت پر موقوفہ رہے گی۔ ایسی شکل میں غصب کرنے والے کو اپنی قیمت کی واپسی تک زمین کو روکے رکھنے اور متولی کے حوالہ نہ کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (محیط)

اگر متولی غصب کرنے والے سے قیمت وصول کرے مگر وہ متولی کے پاس سے ضائع ہو جائے تو متولی کے اوپر کوئی ضمان لازم نہ آئے گا اور ضائع ہونے کے سلسلہ میں بحلف متولی کے قول کو قابلِ قبول قرار دیں گے۔ (حاوی)

اگر متولی نے قیمت کی وصولیابی کے بعد ابھی تک اس سے دوسری زمین نہیں خریدی تھی کہ اس کی قیمت اس کے پاس سے ضائع ہو گئی۔ اس کے بعد اصل موقوفہ زمین اسے لوٹا دی گئی تو زمین بدستور موقوفہ رہے گی اور متولی نے جو قیمت وصول کی ہو اس کی ادائیگی اسے اپنے ذاتی مال سے کرنی ہوگی۔ اسکے بعد استحساناً اگر وہ مقدار کے برابر وقف کی آمدنی سے واپس لے لینے کا حکم کریں گے مگر یہ نہیں ہوگا کہ جن لوگوں پر زمین کی آمدنی وقف کی گئی ہے ان سے وقف کی آمدنی کے علاوہ ان دوسرے مالوں سے واپس لے بلکہ اسے ان سے محض وقف کی آمدنی سے واپس لینے کا حق واختیار ہوگا۔ (ذخیرہ)

اگر یہ صورت ہوئی ہو کہ قیمت کی وصولیابی کے بعد پہلی موقوفہ زمین کی جگہ دوسری زمین خریدلی ہو اسکے بعد اصل پہلی زمین موقوفہ کی واپس ہو گئی ہو تو پہلی زمین بدستور موقوفہ رہے گی اور دوسری خرید کردہ زمین کے وقف سے خارج ہو جانے کا حکم ہوگا۔ اور متولی کو یہ حق ہوگا کہ اسے بیچ کر اس کی قیمت سے وصول کردہ قیمت کی ادائیگی کر دے اور اگر اس کے اندر کمی واقع ہو تو قیاس اور استحسان دونوں کی رو سے کمی متولی کے ذاتی مال سے پوری کرنے کا حکم ہوگا۔ اور قیاساً واستحساناً اسے آمدنی وقف سے دی ہوئی قیمت واپس لینے کا حق نہ ہوگا۔ اگر واقف وقف کرنے کے ساتھ ساتھ بدلنے کی شرط بھی کر لے یعنی شرط کے اندر تحریر کر دے کہ یہ بدل لینا درست وجائز ہے اور متولی اسے بیچ کر قیمت کی وصولیابی کر لے، اس کے بعد یہ رقم تلف ہو جائے۔ پھر پہلے[1] گھر کو عیب کے باعث قاضی کے حکم سے لوٹا دے تو متولی اس کی قیمت کا ضمان اپنے مال سے ادا کرے گا، اس کے بعد وہ موقوفہ زمین جسے لوٹا دیا گیا ہے تاوان دی ہوئی رقم کے بدلہ بیچ دے۔ (محیط)

اگر موقوفہ زمین اور موقوفہ گھر کو غصب کرنے کے بعد گھر کی عمارت منہدم کر دی گئی یا زمین کے درختوں کو کاٹ ڈالا تو متولی کو شرعاً یہ حق حاصل ہوگا کہ غصب کرنے والے سے منہدم کی۔ دہ عمارت کی قیمت اور ہر نوع کے درختوں کا معاوضہ چاہے درخت کھجور کے ہوں یا اور کسی نوع کے بطور تاوان

[1] یعنی اصل فروخت کردہ مکان۔

وصول کرلے جبکہ غصب کرنے والا یہ چیزیں لوٹا نہ سکے، اس کے بعد تعمیر شدہ عمارت اور لگے ہوئے درختوں کے اعتبار سے جو قیمت بیٹھتی ہو وہی قیمت بطور تاوان وصول کرے گا۔ لہذا اگر متولی غصب کرنے والے سے یہ قیمت بطور تاوان وصول کرلے، اس کے بعد غصب کرنے والا اس کے اوپر قادر ہو کہ وہ گھر کو منہدم عمارت سمیت یا زمین کو کٹے ہوئے درختوں سمیت لوٹا دے تو اسے چاہئے کہ محض زمین درختوں اور عمارت کے بغیر لوٹا دے رہ گئی منہدم شدہ عمارت یا کٹے ہوئے درختوں کی بات تو وہ خود اس کا مالک ہے، اس کے بعد متولی خالی زمین کے حصہ کی قیمت کو لوٹا دے گا۔ (ذخیرہ، محیط۔ فتاویٰ قاضی خاں)

اگر غصب کرنے والا قبضہ کے اندر رہتے ہوئے کوئی اور شخص گھر کی عمارت یا درختوں کی زمین میں بے جا تصرف کرے اور اس کی وجہ سے غصب کرنے والے ان اشیاء کی قیمت کا بھگتان کرنا پڑے اور ادائیگی پڑ جائے اور یہ کہا جائے کہ اب وہ غاصب مفلس و نادار ہوگیا ہے تو اس صورت میں متولی کو اس بے جا تصرف کرنے والے شخص اسے مواخذہ کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ اگر غصب کرنیوالا اس زمین کے اندر زراعت کرے تو مالکِ زراعت غصب کرنے والا ہوگا، اور کھیتی کرنے کے باعث زمین کو جو نقصان پہنچا ہو اس کے اوپر اس کے تاوان کا وجوب ہوگا۔ اور یہ تاوان اس سے وصول کرکے، اسی زمین کی تعمیر (و درستگی) میں لگانے کا حکم کیا جائے گا۔ (حاوی)

اگر موقوفہ زمین میں کھجور اور دوسری نوع کے درخت ہوں جن کی آمدنی کو غصب کرنے والا چند برس تک وصول کرے، اس کے بعد زمین ذکر کردہ درختوں سمیت لوٹانی چاہے تو اس کے ساتھ اسکی آمدنی کو بھی لوٹانے کا حکم ہوگا۔ بشرطیکہ جوں کی توں موجود ہو۔ اور وہ آمدنی اس کے پاس سے ضائع ہوگئی ہو تو اس کے مانند لوٹانے کا حکم ہوگا۔ (ذخیرہ)

اس کے بعد غصب کرنے والے سے آمدنی کے بدلہ جتنی رقم لی ہو وہ مصارف وقف پر ہی صرف کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط)

غصب کرنے والا موقوفہ زمین کو غصب کرے، اس کے اندر کھجور کے اور دوسری قسم کے درخت موجود ہوں، پھر اس کے قبضہ میں رہتے ہوئے کوئی اور شخص ذکر کردہ درخت کھود ڈالے تو اس صورت میں متولی کو یہ حق حاصل ہے کہ خواہ غصب کرنے والے سے ان درختوں کی لگے ہوئے اور جمے ہوئے ہونے کے اعتبار سے جو قیمت ہو وہ بطور تاوان وصول کرلے یا یہی قیمت کھودنے والے سے تاوان کے طور پر وصول کرلے۔ لہذا اگر متولی غصب کرنے والے سے ضمان لے تو وہ کھودنے والے شخص سے وصول کرے گا اور اگر وہ اس شخص سے تاوان وصول کرے جس نے درخت کاٹ کر کھود لئے ہوں تو اس صورت میں اسے غصب کرنے والے سے واپس لینے کا حق و اختیار نہ ہوگا۔ اگر متولی نے ابھی تک دونوں میں

لئے کسی شخص سے تاوان نہ لیا ہو۔ غصب کرنے والا درخت کاٹنے والے سے کٹے ہوئے درختوں کی قیمت بطور تاوان لیلے، اس کے بعد متولی آئے اور کاٹنے وا کھاڑنے والے سے ضمان لینا چاہے تو۔ تو اسے یہ حق حاصل نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (ذخیرہ)

کوئی شخص ایک موقوفہ زمین غصب کرلے اور وہ شخص جس کے پاس سے یہ زمین چھینی ہو نالش کردے اور اپنے دعوے کے ثبوت میں گواہ پیش کردے تو متفقہ طور پر اس کے گواہوں کی گواہی کے قابلِ قبول ہونے اور ذکر کردہ زمین اسی کو لوٹا دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (ظہیریہ)

اگر کوئی شخص وقف کو غصب کرے تو جن لوگوں کے اوپر اسے وقف کیا گیا ہو ان میں سے بلا اجازت قاضی کسی شخص کو بھی نالش کا حق و اختیار نہ ہوگا۔ (فصول عمادیہ)

کوئی زمین تا یا عقار[1] چند لوگوں کے اوپر وقف ہو، اس کے اوپر کوئی جابر و ظالم شخص جبراً قابض ہو جائے اور اس کے قبضہ سے نکال لینا ممکن نہ ہو، اس کے بعد جن لوگوں کے اوپر وقف ہو وہ اپنوں میں سے ایک کے بارے میں مدعی ہوں کہ اس نے اس جابر شخص کے ہاتھ بیچ کر اس کے حوالہ کردیا ہے درآنحالیکہ وہ شخص منکر ہو۔ پس باقی افراد اس سے حلف لینا چاہیں تو انہیں حلف لینے کا حق حاصل ہوگا اور جب یہ شخص ان کے اس دعوے کا منکر ہو تو اس سے حلف لینے کا حکم ہوگا۔ لہٰذا اگر وہ حلف سے انکار کرے اور ترد کردے تو اسے ذکر کردہ وقف کی قیمت ادا کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر باقی افراد اس کے بارے میں گواہ پیش کردیں تب بھی پایۂ ثبوت کو پہونچنے پر قیمت کی وصولیابی کا حکم کریں گے۔ اس لئے کہ موقوفہ مکان اور زمین وغیرہ جو عقار میں داخل ہوں ان کو غصب کرلینے کی شکل میں وقف کے اوپر نظر کرتے ہوئے غاصب پر ضمان لازم ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا۔ جس طرح کہ منافع وقف غصب کرنے کی شکل میں وقف پر نظر کرتے ہوئے یہ فتوے دیتے ہیں کہ غاصب پر منافع وقف کا ضمان لازم آئے گا۔ ہمارے مشائخ (فقہاء) کا اختیار کردہ قول یہی ہے۔ جب غصب کرنے والے پر قیمت کے وجوب کا حکم دیدیا گیا تو اس سے قیمت کی وصولیابی کرکے اس کے بدلہ دوسری زمین خریدیں گے لہٰذا وہ اصل زمین کے قائم مقام ہوکر موقوفہ قرار دیجائے گی۔ (المحیط سرخسی)

کوئی شخص اپنی حیات و تندرستی میں ایک موضع وقف کرکے اپنے قبضہ سے نکالے اور اس پر متولی کو قابض کردے اس کے بعد کوئی غاصب اس کے اوپر تسلط کرکے ذکر کردہ وقف اور متولی کے درمیان حائل ہو جائے تو اس صورت میں غصب کرنے والے سے اس کی قیمت وصول کرکے دوسرا موضع اسی قیمت سے خریدیں گے اور دوسرا موضع کو پہلے موضع کی شرائط کے مطابق وقف کریں گے وجہ یہ ہے کہ غصب کرنے والے کے انکار کے باعث وہ شئے گویا ہلاک شدہ ہوگئی اور موقوفہ

[1] ایسا مال جسے اٹھا کر نہ لیجایا جاسکتا مثلاً مکان وغیرہ۔

شے تلف ہو جائے تو اس کی جگہ دوسری شے کا بدل لینا لازم ہے، مثلاً موقوفہ گھوڑا اگر جہاد کے دوران موت کے گھاٹ اتر جائے تو اس کی قیمت سے بدل لینے کا حکم ہوتا ہے۔ استحساناً یہی حکم ہوگا۔ ہمارے مشائخ (فقہاء) کا اختیار کردہ قول یہی ہے (مضمرات)

کوئی شخص اپنے کھیت کو وقف کرے، اس کے یہی شخص اس کے اندر زراعت کرے اور خرچ کرے اور پھر کھیتی (تیار) ہو جائے، اور بیج اسی شخص کے ہوں۔ لہٰذا وہ کہے کہ میں نے اپنی ذات کی خاطر اپنے بیجوں کے ذریعہ کاشت کی ہے۔ اور جن لوگوں کے اوپر وقف ہو وہ کہتے ہوں کہ تو نے وقف کی خاطر کاشت کی ہے تو اس سلسلہ میں وقف کرنے والے۔ کاشت کار کے قول کو قابلِ قبول قرار دیں گے اور کاشت اسی کی قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر واقف والے قاضی سے درخواست کریں کہ زمین پر سے اس کا قبضہ ہٹا دیا جائے کیونکہ اس نے اپنی ذات کی خاطر حق نہ ہوتے ہوئے بھی اس کے اندر زراعت کر لی تو قاضی زمین اس کے قبضہ سے نہ نکالے گا، البتہ اس کے اپنے لئے زراعت کرنے سے پہلے وہ وقف کے لئے اس میں زراعت کرے گا اور اس سے اس سلسلہ میں پیش قدمی کرے گا۔ اس کے بعد اگر وہ یہ کہتا ہو کہ میرے پاس وقف کا کوئی مال موجود نہیں اور نہ بیج موجود ہیں۔ تو قاضی اس سے وقف کے نام سے قرض لینے کا حکم کرے گا۔ اور یہ کہ جو کچھ بیج و مزدوری وغیرہ کاشت کے مصارف میں صرف ہو وہ غلہ کی آمدنی سے وصول کرے۔ اس کے بعد اگر وہ یہ کہے کہ مجھ سے یہ ممکن نہیں تو قاضی ان لوگوں سے جن کے اوپر وقف ہے کہے گا کہ قرض لیکر بیج خرید لو اور صرف کرو، اس کے بعد اس وقف کی آمدنی سے ادائیگی کر دینا۔ پھر اگر وہ لوگ جن کے اوپر وقف کیا گیا ہے کہیں کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ ہم قرض لیکر بیج کر دیں اور صرف کریں اور یہ واقف کے پاس پہنچے تو وہ سرے سے انکار کر دے مگر ہمیں اس کے اندر خود کاشت کرنے کی اجازت دیجائے تو قاضی کو بلا کسی قید کے علی الاطلاق ان کے حق میں حکم کر دینا اور اجازت دیدینا موزوں نہ ہوگا۔ کیونکہ اول واقف ہی اس کی پرورش کا حقدار ہے البتہ اگر اس کے بارے میں یہ اندیشہ ہو کہ وہ وقف کو تلف کر دے گا تو اس کا یہ اولیت کا حق سوخت ہو جانے کا حکم ہوگا۔

اگر واقف اس کے اندر زراعت کرے اور اس کے اندر جو کچھ خرچ ہو وہ برداشت کرے، اسکے بعد کھیتی اولے یا پالے کسی آفت کے باعث تلف ہو جائے۔ پس واقف کہے کہ یہ کاشت جو وقف کے لئے کی گئی تھی میں نے بیج وغیرہ قرض لیکر کی تھی۔ اس کے بعد دوسری مرتبہ پیداوار سے آمدنی ہو اور وہ اس دوسری مرتبہ کی پیداوار کی آمدنی سے وہ پچھلا قرض وضع کرنا چاہے اس کے بیان کے مطابق جو کہ وہ تلف شدہ پیداوار کے لئے لے چکا تھا۔ اور جن کے اوپر وقف کیا گیا ہو وہ یہ کہتے ہوں کہ اس نے اپنی ذات کی خاطر ہی زراعت کی تھی تو اس کے اندر واقف کے قول کو قابلِ قبول قرار

دینے کا حکم ہوگا۔

اور اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ اس پیداوار سے قرض کی اتنی مقدار جتنی کا کہ وہ مدعی ہے وصول کرلے۔ اس کے بعد اگر واقف کہے کہ میں نے ہزار درہم بیکہ بیجوں اور دوسری ضروریات کے اندر خرچ کئے ہیں۔ اور جن کے اوپر وقف کیا گیا ہو وہ کہیں کہ تو نے بیجوں، اس کی مزدوری اور دوسری ضروریات کے اندر محض پانچ سو درہم صرف کئے ہیں تو فرماتے ہیں کہ اس طرح کی زمین کی اس قسم کی زراعت کے اندر جتنی مقدار عموماً خرچ ہوتی ہو اتنی مقدار کے اندر واقف کے قول کو درست و سچا قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور اگر متولی وقف یہ کہے کہ یہ زراعت میں نے اپنے لئے اپنے خرچ اور اپنے بیجوں کے ذریعہ کی ہے اور وقف والے کہتے ہوں کہ تو نے ہمارے لئے زراعت کی ہے تو اس کے اندر متولی کے قول کو قابلِ قبول قرار دیں گے۔ (محیط)

بابِ دہم۔ بیمار (قریب المرگ) کے وقف کرنیکا ذکر

کوئی بیمار شخص مرض الموت کے اندر اپنے گھر کو وقف کرے، اگر یہ مکان اس کے کل ترکہ کا تہائی ہو تو اس وقف کرنے کو درست و جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور اگر تہائی ترکہ کے بقدر نہ ہو بلکہ اس سے زیادہ ہو۔ اس صورت میں اگر وارث بیمار شخص کے فعل کی اجازت عطا کردیں گے تب بھی درست و جائز ہوگا۔ اور اگر ورثاء اجازت عطا نہ کریں تو جتنی مقدار تہائی سے زائد ہو اتنی مقدار کے وقف کو باطل و کالعدم قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر بعض ورثاء اجازت عطا کردیں اور بعض اجازت عطا نہ کریں تو جتنے وارث اجازت عطا کردیں تہائی کے ساتھ ساتھ اتنی مقدار کے وقف کے بھی جائز و درست ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اور باقی وقف کو باطل و کالعدم قرار دیں گے۔

اس کے بعد اگر موت کی آغوش میں سونے والے کے کچھ اور مال کا پتہ چلے یہاں تک کہ ذکر کردہ گھر اس کے کل ترکہ کا تہائی ہو جائے تو پورے وقف کو نافذ کرتے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر قاضی اس شکل میں تہائی کے علاوہ باقی دو تہائی کے وقف کو باطل و کالعدم کردے۔ اس کے بعد مرنے والے کے اتنے اور مال کا پتہ چلے کہ جس کا تہائی یہ پورا گھر ہوتا ہو۔ اس صورت میں اگر باقی ماندہ دو تہائی جوں کا توں ذکر کردہ ورثاء کے قبضہ میں ہو تو ذکر کردہ پورے گھر کو وقف

قرار دیں گے۔ اگر متولی نہ ہو اور کوئی وارث اپنے حصہ کو بیچ دے تو اس کی بیع کو فسخ کرنے کا حکم نہ ہوگا، البتہ جتنی مقدار اس نے بیچی ہو وہ اس سے وصول کر کے اور اس سے دوسری زمین خرید کر اس کی جگہ وقف دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

اگر مرنے والے کو کسی طرح کا مال ملے مثلاً اسے عمداً قتل کیا جائے۔ اس کے بعد مقتول کے ورثار قتل کرنے والے سے مال کے اوپر صلح کر لیں تو متفقہ طور پر ذکر کردہ بیع کے نہ توڑنے کا حکم ہوگا۔ اگر ورثار میں سے بعض بیچ دیں اور بعض نہ بیچیں تو جتنا حصہ نہ بیچا گیا ہو اسے وقف کے اندر لوٹائے اور شامل کریں گے اور جتنی مقدار بیچی جا چکی ہو، اس کی قیمت وصول کر کے اس کے بدلے دوسری زمین خرید کر دیجانے کا حکم ہوگا۔ (ذخیرہ)

اسی طریقہ سے اگر مرنے والا مقروض ہو اور قاضی اس کے گھر یا زمین موقوفہ کو اس قرضہ کے سلسلے بیچ ڈالے۔ اس کے بعد مرنے والے کے اتنے مال کا پتہ چلے جس سے مرنے والے کے قرض کی ادائیگی ہو جاتی ہو اور اس کے تہائی کے بقدر یہ موقوفہ زمین ہو تب بھی ذکر کردہ بیع کے نہ توڑی جانے کا حکم ہوگا۔ لیکن مرنے والے کے مال سے ذکر کردہ وقف کی قیمت کے بقدر وضع کر کے اس قیمت سے دوسری زمین خرید کر فقراء کے اوپر موقوفہ کریں گے۔ (محیط سرخسی)

اگر زید جو مرض الموت میں مبتلا ہو اپنی زمین اللہ تعالیٰ کے لئے دائمی طور پر صدقہ موقوفہ کر دے اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد اور نسل کے اوپر جس وقت تک سلسلۂ نسل باقی رہے اور ان کے بعد مسکینوں کے اوپر وقف کرے۔ لہٰذا اگر یہ زمین مرنے والے کے تہائی ترکہ کے بقدر ہو تو اس کے وقف ہو جانے کا حکم ہوگا اور اس سے حاصل شدہ غلہ اس کے سارے ورثار کے اوپر میراث کے حساب کی رو سے تقسیم کرنے کا حکم ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر اس کی بیوی اور اولاد موجود ہو تو بیوی کو آٹھواں حصہ عطا کریں گے۔ اور اگر ماں باپ اور اولاد موجود ہو تو ماں اور باپ کو چھٹا حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ اس کی اولاد میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ لڑکوں کو لڑکیوں سے دوگنا (ڈبل) اور لڑکیوں کو اکہرا) یہ حکم اس شکل میں کہ اسی کی صلبی اولاد ہو اور ان میں سے اولاد کی اولاد (مثلاً پوتے پوتیاں) کوئی نہ ہو۔ اور مسئلہ کی باقی شکل یہی ہو تو اولاد اور اولاد کی اولاد سب کو شمار کر کے سارا غلہ تعداد کے لحاظ سے بانٹ دیا جائے۔ اس کے بعد جتنی مقدار اس کی صلبی اولاد کو ملے وہ ان کے درمیان اللہ کے مقرر کردہ اور بتائے ہوئے کے مطابق تقسیم کریں گے اور جتنی مقدار اولاد کی اولاد کو پہونچا ہو وہ انکے درمیان بلا امتیاز مرد و عورت برابر برابر تقسیم کرنیکا حکم کیا جائیگا۔ اس کے بعد جب ساری اولاد موت کی آغوش میں سو جائے تو ساری آمدنی انکی اولاد کی اولاد اور نسل کے اوپر تقسیم کرنے کا حکم ہوگا۔ لہٰذا اسکی بیوی یا ماں باپ اس میں سے کچھ نہ پائیں گے۔ (ظہیریہ)

اگر یہ زمین مرنے والے کے تہائی کے بقدر نہ ہو، لہٰذا اگر ورثار اجازتِ وقف دے دیں تو

وقف درست ہو گا اور غلہ کو ان تمام کے درمیان برابر برابر تقسیم کرنے کا حکم ہو گا۔ مذکر اولاد کو مونث سے زیادہ نہیں دیں گے۔ اور نہ اس غلہ میں سے بیوی اور ماں باپ کو کچھ ملے گا۔ اگر ورثاء اجازتِ وقف نہ دیں تو اس صورت میں تہائی ترکہ سے وقف کے جائز ہونے کا حکم ہو گا لہٰذا (زمین کا) تہائی رقبہ فقراء کے واسطے وقف شمار ہو گا اور غلہ کو سب ورثاء کے درمیان اللہ تعالیٰ کی ذکر کردہ فرائض اور قاعدہ کے مطابق بانٹنے کا حکم ہو گا۔ یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا، فقیہ ابوالاسکافؒ فقیہ ابوبکر الاعمش قاضی ابوبکر الخصافؒ اور شیخ ہلالؒ کا قول ہے۔ (ذخیرہ)

اگر کوئی شخص اپنی زمین کو اپنے قرابت داروں کے اوپر وقف کرے، لہٰذا اگر اس کے قرابت دار اس کے ورثاء ہوں تو یہ شکل اور اولاد کے اوپر وقف کرنے کی شکل برابر ہو گی۔ اور اگر یہ قرابت دار اس کے ورثاء نہ ہوں تو وقف کے طریقے سے دینا درست ہے اور ان کے اوپر وقف درست و جائز ہو گا۔ اور یہ لوگ وقف کی آمدنی (غلہ) کے حقدار قرار دیئے جائیں گے۔ اگر مرنے والا اپنے ورثاء میں سے محض بعض کے اوپر وقف کرے تو اس شکل میں اگر سارے ورثاء اجازت عطا کریں تو وقف درست ہو گا۔ اور اجازت عطا نہ کرنے کی شکل میں ذکر کردہ زمین کو فقراء کے اوپر وقف قرار دینے کا حکم ہو گا۔ لیکن ترکہ کے مال کے تہائی کے اندر اس کا اعتبار کریں گے۔ اس وقف کی آمدنی ہلالؒ اور انکے متبعین کے قول کی رو سے ورثاء کے لئے ان کی میراث کی مقدار کے مطابق ہو گی اس کے بعد جب وہ شخص جس کے اوپر وقف کیا گیا ہو موت کی آغوش میں سو جائے تو اس کے غلہ (اور آمدنی) کو فقراء کے لئے قرار دیں گے۔ اور اگر واقف کے بعض ورثاء موت کی آغوش میں سو جائیں مگر وارث جس کے اوپر وقف کیا گیا ہو بقید حیات ہو تو اس صورت میں ذکر کردہ غلہ سارے ورثاء کے لئے ہو گا اور ان ورثاء میں سے جو موت کی آغوش میں سو جائے گا۔ اس کے حصہ کو اس کے ورثاء کے حق میں میراث شمار کریں گے۔ (محیط)

اگر واقف کہے کہ میری یہ زمین میری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میری نسل اور اس کے بعد فقراء کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے یا وہ اس کے بارے میں وصیت کر جائے اور یہ زمین اس کے ترکہ کا تہائی ہو۔ لہٰذا اگر ورثاء اجازت عطا کر دیں تو اس کے غلہ کو ورثاء اور ان کی اولاد سب کو شمار کر کے تقسیم کریں گے۔ اور اگر ورثاء اجازت عطا نہ کریں تو غلہ کو صلبی اولاد اور اولاد کو انکی تعداد کے اعتبار سے بانٹ دیں گے، اس کے بعد جتنی مقدار اولاد کی اولاد کے حصہ میں آئے وہ ان کے درمیان برابر برابر تقسیم کرنے کا حکم کیا جائے گا اور جتنی مقدار ورثاء یعنی صلبی اولاد کو ملتی ہو وہ میراث کے قاعدہ کے اعتبار سے سارے ورثاء میں تقسیم کرنے کا حکم ہو گا۔ اگر صلبی اولاد میں سے کچھ اور کچھ اولاد کی اولاد میں سے موت کی آغوش میں سو جائیں اور اولاد کی اولاد میں سے بعض (بچے) پیدا ہوئے ہوں

توجس روز غلہ آیا ہو اس روز ان کی کل تعداد گن لیجائے اس کے بعد جتنی مقدار صلبی اولاد کے حصہ میں آتی ہو وہ ان سارے ورثاء کے اوپر جو واقف کے مرنے کے دن موجود ہوں میراث کے قاعدہ کے اعتبار سے بانٹنے کا حکم ہوگا۔ اس کے بعد الگ الگ جتنی مقدار ان میں سے موت کی آغوش میں سونے والوں کے حصہ میں آتی ہو وہ ہر ایک کے ورثاء کو ملے گی۔ اس کے بعد اگر ساری صلبی اولاد موت کی آغوش میں سو جائے تو ذکر کردہ غلہ اولاد کی اولاد اور نسل کے اوپر تقسیم کرنے کا حکم ہوگا اور باقی ماندہ ورثاء کو کچھ نہ ملے گا۔ (ظہیریہ)

اگر بیمار کہے کہ میری یہ زمین میری اولاد و نسل میں سے ہر ضرورت مند آدمی کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے میری اولاد اور نسل میں سے ہر شخص کو اتنی مقدار دیجائے جو اس کے نفقہ کے لئے کافی ہو اور اگر میری اولاد اور نسل میں سے کوئی بھی محتاج وضرورت مند نہ ہو تو سارا غلہ اس صورت میں فقراء کے لئے ہوگا۔ ایسی شکل میں اگر اس اولاد اور اس کی نسل میں فقراء موجود ہوں تو غلہ انکی تعداد کے لحاظ سے انکے درمیان اس طرح تقسم کریں گے کہ ہر ایک کو اتنی مقدار دیجائے گی جو اس کی ذات اور اولاد و زوجہ اور نفقہ کا خادم کے لئے باعتبار عرف کافی ہو، یعنی سال بھر کے لئے فضول خرچی اور تنگی کے بغیر کھانے پینے اور کپڑے کیلئے کافی ہو جائے۔ پھر اس اعتبار سے غلہ کی جتنی مقدار اس کی اولاد کے نفقہ میں آتی ہو وہ جمع کر کے اس کی صلبی اولاد اور وہ سب وارث جو واقف کے مرنے کے دن بقید حیات تھے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قاعدہ کے مطابق تقسیم کر دیں گے۔ اس کے بعد اگر صلبی لڑکے کے حصہ میں سے جو محض اس کی ذات کے لئے کافی ہو کچھ حصہ لیکر دوسرے وارثوں کے اوپر تقسیم کر دیا جائے اور باقی ماندہ اس لڑکے کے لئے ناکافی ہو تو اس صورت میں اسے یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ اولاد کی اولاد کے حصہ میں جو کچھ آئے اس کے اندر جتنی مقدار کم ہوگئی ہو پوری کرے۔ اگر اس کی اولاد میں مال دار لوگ ہوں تو مال داروں کو اس کی اولاد اور نسل میں سے عطا نہ کرنے کا حکم ہوگا۔ اور جتنے ضرورت مند و محتاج ہوں ان کی تعداد کے اعتبار سے انکے اوپر تقسیم کر دینے کا حکم ہوگا۔ (حاوی)

کوئی شخص اپنے مرض الموت کے اندر اپنی زمین وقف کرے اور کچھ وصیتیں کرے تو اسکے تہائی مال کو اس کے وقف اور دوسری وصیتوں میں اس طریقہ سے تقسیم کریں گے کہ جن کے بارے میں وصیت کی گئی ہو وہ اپنی اپنی وصیت کے اعتبار سے اور اہل زمین اس زمین کی قیمت کے لحاظ سے حصہ دار قرار دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد تہائی میں سے جتنی مقدار ان لوگوں کے حصہ میں آئے جنکے بارے میں وصیت کی گئی ہو وہ لیلیں اور جتنی مقدار وصیت کردہ لوگوں کو ملے اس کے اعتبار سے اس زمین کا حصہ الگ (علیحدہ) کر کے جن کے اوپر وقف کیا ہو وقف کر دیں اور وقف کا نفاذ مقدم نہ ہوگا۔ (ذخیرہ)

وقف کا حکم آزاد کرنے اور مدبر کرنے کا سا نہیں ہے یعنی جس طریقہ سے وصیتوں میں سے آزاد کرنے اور مدبر کرنے کی وصیت کو سب سے پہلے نافذ کرتے ہیں اور اس کے بعد اگر کچھ ترکہ میں سے باقی بچ جائے تو باقی ماندہ وصیتوں کا نفاذ ہوتا ہے ورنہ نہیں ان دونوں کا حکم ایسا نہیں ہے۔ (حاوی للقدسی)

اگر کوئی شخص کہے کہ میری اس زمین کے غلہ کو میرے انتقال کے بعد عبداللہ اور اس کی نسل کو عطا کر دیا جائے تو غلہ کے حقدار یہ وصیت کردہ لوگ ہوں گے۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ میری یہ زمین میرے انتقال کے بعد عبداللہ کی اولاد کے اوپر (ان کے استعمال کے لئے) روکے رکھے تو اسے بھی بمنزلہ وصیتِ غلہ کے قرار دینے اور شمار کرنے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین میرے انتقال کے بعد فلاں اور اس کی نسل کے اوپر وقف ہے لہٰذا یہ زمین بیچی نہ جائے تو ان تمام صورتوں کا حکم برابر ہوگا۔ یعنی ان تمام میں غلہ کے بارے میں وصیت کی گئی ہے لہٰذا وصیت کے احکام کا اعتبار کیا جائے گا اور وقف ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین میرے انتقال کے بعد مسکینوں کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے یا کہے کہ اسے مسکینوں کے اوپر روکے رکھو (انہیں پر صرف کرو) تو اس صورت میں وقف کے درست و جائز ہونے کا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

اگر کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین اس قوم کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے اور اس کے بعد اس کے غلہ کے وارث میرے ورثاء ہوں گے تو اس زمین کا غلہ اس قوم کے لئے ہوگا۔ جس کے لئے واقف وقف کر چکا ہو۔ پھر ان لوگوں کے موت کی آغوش میں سونے کے بعد ورثاء پر ان کی میراث اور ترکہ کے لحاظ سے تقسیم ہونے کا حکم ہوگا۔ پھر ورثاء کے مرنے کے بعد اس غلہ کے حقدار فقراء ہوں گے۔ (خزانۃ المفتیین و محیط)

اگر کوئی شخص کہے کہ میری یہ زمین میری اولاد اور اولاد کی اولاد اور نسل کے اوپر صدقہ موقوفہ ہے پھر جب میرے لڑکوں میں سے کوئی لڑکا موت سے ہمکنار ہو تو اس کا جو حصہ اس کو بطور میراث و ترکہ مل رہا ہو وہ میری اولاد کی اولاد کے اوپر وقف ہوگا تو اسے جائز و درست قرار دینے کا حکم کیا جائے گا اور حاصل ہونے والا غلہ اولاد کی اولاد۔ بقیدِ حیات صلبی اولاد اور واقف کے مرنے کے بعد موت کی آغوش میں سونے والے ان سب کے اوپر تقسیم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ پس صلبی لڑکے کے جس حصہ کا حقدار مرنے والا لڑکا ہوا سے بھی اولاد کی اولاد پر وقف قرار دیں گے۔ پھر جتنے حصہ کے بقیدِ حیات لڑکے حقدار ہوں اس کے مستحق ان کے ورثاء ہوں گے۔

اگر واقف یہ چاہتا ہو کہ مرنے والے صلبی لڑکے کا جو حصہ اسے بطور ترکہ ملا ہوا سے بھی اولاد کی اولاد اور اس کی نسل کے اوپر وقف کر دے۔ لہٰذا وہ اس طرح کہے کہ میرے بقیدِ حیات

صلبی لڑکوں کے حصہ میں سے مرنے والے صلبی لڑکوں کو جسقدر پہونچتا ہو وہ بھی میری اولاد کی اولاد کے اوپر وقف ہے تو اس وقف کو جائز و درست قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

اگر واقف اپنے مرض الموت میں اپنی زمین کو اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد کے اوپر وقف کرے اور بجز اس زمین کے اس کا کوئی اور مال موجود نہ ہو تو اس صورت میں تہائی زمین کو اس کی اولاد کی اولاد پر وقف قرار دیں گے چاہے ورثاء اس کی اجازت عطا کریں یا نہ کریں رہا دو تہائی کا معاملہ تو اگر ورثاء اس کی اجازت عطا نہ کریں تو اتنی مقدار کو ورثاء کی ملکیت قرار دینے کا حکم کیا جائیگا۔ اگر وارث اجازت عطا کر دیں تو زمین کی اتنی مقدار صلبی اولاد اور اولاد کی اولاد میں مساوی طور سے تقسیم کرنے کا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

کوئی شخص اپنی زمین بحالت مرض الموت وقف کر دے اور وہ زمین اس کے کل مال کے تہائی کے بقدر ہو۔ پھر وہ موت کی آغوش میں سونے سے قبل غیر شخص کے کچھ مال کو ضائع کر دے۔ پھر تاوان کی ادائیگی کے بعد وہ زمین اس کے تہائی مال کو بقدر نہ رہے یا اس کے انتقال پر اس کے ذمہ تہائی مال کا وجوب کسی وجہ سے ہو جائے، مثلاً امانت کا مال مجہول اور بغیر کسی کو صحیح طور سے کچھ بتائے ہوئے چھوڑ کر مر جائے اور مرنے والے کے ورثاء تک ابھی یہ مال نہ پہونچا ہو لہٰذا وہ زمین اس کے تہائی مال کے بقدر نہ رہے تو اس صورت میں تہائی زمین کے وقف ہونے کا حکم ہوگا اور دو تہائی کے مالک مرنے والے کے ورثاء ہوں گے۔ (بحرالرائق منقول عن البزازیہ)

اگر کوئی شخص مرض الموت میں یہ وصیت کرے کہ اس کے موت کی آغوش میں سونے کے بعد اس کی زمین مسلمان فقراء کے اوپر وقف ہوگی، لہٰذا اگر وہ زمین اس کے تہائی مال کے بقدر ہو یا تہائی مال کے بقدر نہ ہو (بلکہ زیادہ ہو) مگر ورثاء اس کی اجازت عطا کر دیں تو اس پوری زمین کو وقف قرار کا حکم ہوگا اور ورثاء کے اجازت نہ دینے کی صورت میں تہائی مال کے بقدر جتنی زمین بیٹھتی ہو اسی قدر وقف شمار ہوگی۔ اگر ساری زمین اس کے تہائی مال کے بقدر اور اس کے اندر پھلدار درخت موجود ہوں، پس موت کی آغوس میں سونے کے بعد درختوں پر پھل آئیں اور ابھی تک اس زمین کے موقوفہ ہونے کا حکم نہ دیا ہو تو اس صورت میں اس کے پھلوں کو بھی داخلِ وقف قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر مرض الموت میں مبتلا واقف، کے موت کی آغوش میں سونے سے قبل یہ زمین پھل دار ہو تو ان پھلوں کو ورثاء کے لئے میراث اور ترکہ شمار کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

اگر مرض الموت میں مبتلا شخص بحالتِ مرض وقف، کے صحیح طریقہ کے مطابق اپنی زمین وقف کر دے اور اس کے موت کی آغوش میں سونے سے قبل اس زمین کے درخت پھل دار ہوں تو مع پھلوں کے اس زمین کے وقف ہونے کا حکم ہوگا۔

اگر وقف کرنے کے دن اس زمین میں پھل موجود ہوں اور بحالت مرض الموت وہ وقف کرے تو ان پھلوں کو اس کے ورثاء کے لئے ترکہ قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

اگر مرض الموت میں مبتلا شخص کہے کہ میں اپنی اس زمین کو اللہ تعالٰے کے لئے صدقہ موقوفہ کرتا ہوں دائمی طور پر زید اور اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد پر تاوقتیکہ ان کا سلسلۂ نسل باقی رہے اور ان کا سلسلۂ نسل ختم ہونے کے بعد مسکینوں کے اوپر، اس کے بعد اگر میری اولاد یا میری اولاد کی اولاد ضرورت مند و محتاج ہو تو اس زمین کے غلہ کی وہی حقدار ہوگی اور تاوقتیکہ وہ مفلس و محتاج رہیں اس غلہ کے وہی مستحق شمار ہوں گے۔ اس کے بعد اگر یہ شکل ہو کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی صلبی اولاد کو اس زمین کے غلہ کی احتیاج ہو تو سارا غلہ اس کی صلبی اولاد کو دینے کا حکم ہوگا۔ اگر واقف کے بعض ورثاء موت کی آغوش میں سو گئے ہوں، اس کے بعد اس غلہ کی اس کی صلبی اولاد کو احتیاج و ضرورت ہو تو غلہ انہیں کو دینے کا حکم کیا جائے گا۔ لہٰذا سارا غلہ اس کی اولاد میں سے جو ضرورت مند ہوں ان پر اور اس کے باقی ورثاء پر تقسیم کرنے کا حکم ہوگا۔ اور موت کی آغوش میں سونے والوں کا کچھ لحاظ نہ ہوگا اور ان کا کچھ حصہ نہ ہوگا۔ (ظہیریہ)

اگر واقف اس مسئلہ کے اندر اس طرح کہے کہ، پھر اگر میری صلبی میں سے کسی کو احتیاج و ضرورت ہو تو اس پر صدقہ کردہ (موقوفہ) غلہ میں سے بلحاظ حرف جسقدر بطور نفقہ کافی ہوتا ہو دیا جائے اور غلہ کا باقی ماندہ حصہ اہل وقف میں تقسیم ہو جایا کرے تو اسے جائز و درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اس کے بعد اگر اس کی صلبی اولاد میں سے مثلاً پانچ آدمیوں کو اس کی احتیاج و ضرورت ہو تو یہ دیکھیں گے کہ انہیں سال بھر کے واسطے آئندہ غلہ کی پیداوار درآمد تک کتنا نفقہ (مال) کافی ہو جائے گا لہٰذا بالفرض اگر یہ مقدار سو دینار ہو تو ان سو دیناروں کو ان پانچوں اور واقف کے باقی ورثاء کے درمیان از روئے میراث تقسیم کریں گے، پھر اگر تقسیم کر دیں اور ان میں سے ضرورت مندوں کو جتنی مقدار ملے وہ اس مقدار سے جو ان کے سال بھر کے نفقہ کے لئے کافی ہو سکے کم ہو تو اس صورت میں انہیں موقوفہ زمین کے غلہ کی اتنی مقدار دی جائے گی کہ ان کے حصہ میں سو دینار کی مقدار (و قیمت) کے بقدر جو کہ سال بھر کیلئے کافی ہو پہونچ جائے۔ (محیط)

بَابُ یازدہم۔ مسجد اور اسکے متعلقات کا ذکر یہ دو فصلوں پر مشتمل ہے

پہلی فصل میں ان امور کا ذکر ہے جن کے باعث مسجد (شرعی) بنجاتی ہے، نیز اس کے اندر مسجد کا حکم اور اس کی اشیار کا حکم بیان کیا گیا ہے

جو شخص مسجد بنائے اسوقت تک اس کی ملکیت اس پر سے ختم نہ ہوگی جب تک کہ وہ اسے اپنی ملکیت سے اس کی آمدورفت کے راستہ سمیت نہ نکال دے اور لوگوں کو اس میں ادائیگی نماز کی عام طور پر اجازت نہ دیدے۔ ملکیت سے نکالنا یوں ضروری ہے کہ وہ اسی صورت میں اللہ تعالے کے لئے خاص ہوتی ہے، اس کے بغیر وہ اللہ تعالیٰ کے لئے خاص (اور بوجہ اللہ موقوفہ) نہ ہوگی۔ (ہدایہ)

لہٰذا اگر کوئی شخص اپنے (گھر کے) احاطہ یا گھر کو مسجد قرار دے اور اس کے اندر لوگوں کو آنے جانے اور ادائیگی نماز کی عمومی طور پر اجازت عطا کردے، لہٰذا اگر اس کے ساتھ ساتھ وہ مسجد کے راستہ کو بھی وقف کردے تو متفقہ طور پر اس کے شرعی مسجد ہو جانے کا حکم ہوگا۔ اور اگر راستہ وقف نہ کرے تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اسے مسجد قرار نہ دیں گے۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اس کے مسجد کے ہوجانے کا حکم ہوگا۔ اور ان کے نزدیک بلا وقف کئے ہوئے بھی راستہ کو مسجد کا حق (اور وقف) قرار دیں گے۔ (قنیہ)

سغنانی کے اندر لکھا ہوا ہے کہ اگر مسجد کا دروازہ (مکان یا احاطہ کے) بڑے (اصل) دروازہ کی جانب علیحدہ بنادے تو اس موقوفہ گھر وغیرہ کو مسجد قرار دیں گے۔ امام قاضی خانؒ یہی فرماتے ہیں۔ (تاتارخانیہ)

اگر کوئی شخص مسجد بنائے اور اس مسجد کے نیچے تہ خانہ ہو یا اس مسجد پر بالاخانہ ہو اور مسجد کے دروازہ کی تعمیر بڑے راستہ (اصل) کی جانب کردے اور وہ دروازہ بڑے دروازہ سے علیحدہ ہو تو اس کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اسے بیچ ڈالے اور موت کی آغوش میں سونے کے بعد یہ گھر اس کے ورثار کو بطور ترکہ ملے گا۔ اور اگر اس مسجد کا تہ خانہ مسجد ہی کی مصلحتوں (وضروریات) کے لئے ہو جس طرح کہ بیت المقدس میں ہے تو اسے جائز قرار دیں گے اور اس کے مسجد ہو جانے کا حکم ہوگا۔ (ہدایہ)

اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ مسجد کے اوپر کرایہ کی خاطر دوکانیں تعمیر کرادے تاکہ ان دوکانوں کے کرایہ سے مسجد کی مرمت ودرستگی ہو جایا کرے تو یہ اسے یہ حق حاصل نہ ہونے اور جائز نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (ذخیرہ)

مسجد بنانا (شرعاً) ثابت ہونے کی صورت یہ ہے کہ مسجد بنانے والے کی اجازت سے اسکے اندر باجماعت نماز ادا کی جائے۔ امام ابو حنیفہؒ سے اس سلسلہ میں دو روایات ہیں۔ ایک بحوالہ حسن ابن زیاد امام ابو حنیفہؒ سے یہ روایت ہے کہ یہ جائز ودرست ہے اور اس کے اندر یہ شرط ہے کہ اس میں دو یا دو سے زیادہ آدمی باجماعت نماز ادا کریں جیساکہ امام محمدؒ فرماتے ہیں درست روایت حسن ابن زیادؒ ہی کی ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اس کے علاوہ یہ بھی شرط کی گئی ہے کہ یہ نماز جہراً مع اذان واقامت کے ہو یعنی سری نہ ہو، یہاں تک کہ اگر اس مسجد میں ایک جماعت بلا اذان واقامت کے سری طور پر بلا جہر کے باجماعت نماز پڑھ لے تو امام ابو حنیفہؒ وامام محمد فرماتے ہیں کہ اس کے مسجد نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (المحیط وکفایہ)

اگر کوئی شخص ایک ہی آدمی کو امام اور مؤذن مقرر کردے اور وہ اذان واقامت کہہ کر اکیلے نماز پڑھ لے تو اس صورت میں متفقہ طور پر اس کے مسجد ہو جانے کا حکم ہوگا۔ (کفایہ، ہدایہ، فتح القدیر)

اگر کسی اس طرح کے متولی کے یہ مسجد حوالہ کردے جو اس کی ضروریات ومصالح کے پورا کرنے پر مقرر ہو تو اسے درست قرار دیں گے خواہ وہ متولی اس مسجد کے اندر ادائیگی نماز نہ کرتا ہو۔ اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے۔ (اختیار شرح مختار)

اسی قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (محیط سرخسی)

اسی طریقہ سے اسے قاضی یا اس کے نائب کے حوالہ کردے تب بھی درست وجائز قرار دیں گے۔ (بحرالرائق)

جس گھر کو مسجد بنانا چاہتا ہو اس کے شرعی طور پر مسجد بنجانے کے لئے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس طرح کہنا شرط نہیں کہ "یہ میرے موت کی آغوش میں سونے کے بعد مسجد ہے" اور نہ یہ شرط ہے کہ اس کی وصیت کرے۔ لہٰذا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مسجد کو شرعی مسجد قرار دینے کے لئے نہ اپنے مرنے کی جانب نسبت کرنی شرط ہے اور نہ وصیت شرط ہے اور نہ اس کے لازم وواجب ہونے کی شرط ہے۔ اس کے برعکس دوسرے اوقاف کے اندر امام ابو حنیفہؒ کے مسلک ومذہب کی رو سے اس طرح کی اضافت یا وصیت کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ (ذخیرہ)

صدر الشہید "واقعات" کی کتاب الہبہ والصدقہ کے اندر لکھتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی ملکیت

میں بغیر کسی تعمیر کے محض زمین رکھتا ہو اور وہ اس کے اندر ایک قوم کو باجماعت ادائیگی نماز کا حکم دے تو اس کے اندر تین شکلیں ہوں گی۔ (۱) ان لوگوں کو اس کے اندر ادائیگی نماز کی دائمی طور پر صراحتاً اجازت عطا کر دی ہو اس طرح کہ مثلاً وہ شخص کہے کہ تم اس کے اندر دائمی طور پر نماز کی ادائیگی کیا کرو۔ (۲) انہیں مطلقاً بغیر کسی قید کے ادائیگی نماز کی اجازت عطا کرے اور نیت یہ کرے کہ دائمی طور پر اجازت ہے تو ان دونوں شکلوں میں اگرچہ وہ زمین خالی ہو یعنی اس میں کوئی عمارت نہ ہو مگر اس کے مسجد ہو جانے کا حکم ہو گا۔ لہٰذا اس شخص کے موت کی آغوش میں سونے کے بعد اس زمین کو اس کی میراث قرار نہ دیں گے۔ (۳) اجازتِ نماز عطا کرنے کا کوئی وقت متعین کر دے مثلاً ایک ماہ یا دن یا یہ برس[1] تو اس شکل میں اسے مسجد قرار دینے کا حکم نہ ہوگا لہٰذا اس کے موت کی آغوش میں سونے پر اسے اس کی میراث قرار دیں گے۔ (ذخیرہ، فتاوی قاضی خان)

کوئی متولیٔ مسجد ایک گھر جو مسجد کے اوپر موقوفہ ہو اسے مسجد بنا دے اور لوگ اس کے اندر برسوں نماز ادا کریں، اس کے بعد لوگ اس کے اندر نماز پڑھنا ترک کر دیں، اس کے بعد وہ اپنی سابقہ حالت کے مطابق کرایہ کے اوپر چلنے لگے اور اسے حسب سابق گھر بنا دیا جائے تو اسے جائز قرار دیں گے، وجہ یہ ہے کہ متولی کا اسے مسجد بنا دینا درست نہ ہوا تھا۔ (واقعاتِ حسامیہ)

کوئی مرض الموت میں مبتلا شخص اپنے (گھر کے) احاطہ کو مسجد بنا دے، اس کے بعد موت کی آغوش میں سو جائے اور یہ احاطہ اس کے تہائی ترکہ کے بقدر نہ ہو اور ورثاء اس کے فعل کو نافذ و جائز قرار نہ دیں تو کیونکہ اس کے اندر ورثاء کا حق ہے اور بندوں کے حقوق سے تعلق باقی رہا اس لئے کہ اس پورے احاطہ کو مسجد قرار نہ دیں گے اور اس کا مشترک حصہ کو مسجد بنا دینا باطل و غیر درست ہو گا۔ جس طرح کہ کوئی شخص اپنی زمین کو مسجد بنا دے، اس کے بعد کوئی آدمی اس زمین کے تہائی یا چوتھائی یا آٹھویں یا بارہویں وغیرہ کسی ایسے جز کا حقدار ٹھہرے جو ساری زمین میں شائع و مشترک ہو یعنی اس زمین کا کوئی حصہ متعین و منفرد نہ ہو تو ایسی شکل میں باقی ماندہ زمین لوٹ کر اس آدمی کی ملکیت ہو جاتی ہے۔ لہٰذا یہی شکل اس مسئلہ میں ہو گی، اس کے برعکس اگر وہ شخص یہ وصیت کرے کہ تہائی حصہ میرے احاطہ کا مسجد بنا دیا جائے تو اسے صحیح قرار دیں گے۔ وجہ یہ ہے کہ اگر تہائی حصہ اس وقت شائع و متعین ہے مگر جس وقت مسجد بنایا جائے گا تو اس کی علیحدگی ممتاز و متعین ہو جائے گی کیونکہ اس کا ایک تہائی حصہ الگ کر کے ہی اسے مسجد بنائیں گے۔ (محیط سرخسی)

جنازہ کی خاطر بنائی گئی جگہ کا حکم مسجد کا سا ہو گا۔ یہاں تک کہ جس طرح مسجد کو نجاست وغیرہ

[1] یعنی یہ اتنے عرصہ کے لئے مسجد ہے۔

سے دور رکھتے ہیں اسی طرح اسے بھی دور رکھیں گے۔ فقیہ رحمتہ اللہ یہی فرماتے ہیں۔ لیکن مشائخ (فقہاء) کا اس بارے میں اختلاف ہے۔ رہی وہ جگہ جو نمازِ عید کی خاطر بنائی گئی ہو (یعنی عید گاہ) تو راجح نہ پسندیدہ قول کے مطابق اقتدیٰ درست ہونے کے اندر اس جگہ کا حکم مسجد کا سا ہو گا، لہٰذا وہاں اقتدیٰ کو درست و جائز قرار دیں گے خواہ صفوں کے درمیان فصل واقع ہو (اور ایک صف دوسری صف سے نمازِ عید کے اندر فاصلہ پر ہو) اقتدیٰ کے علاوہ دوسرے احکامات کے اندر اس کا حکم مسجد کا سا نہ ہو گا لوگوں کی سہولت کی خاطر یہ حکم کیا گیا ہے۔ (خلاصہ)

اگر لوگوں کی کثرت اور جماعت کی زیادتی کے باعث مسجد تنگ ہو جائے اور اس مسجد کے برابر میں کسی شخص کی زمین واقع ہو تو خواہ باکراہ اس سے کیوں نہ لیجائے پوری قیمتِ زمین ادا کر کے وہ زمین مسجد کے لئے لیلی جائے گی۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک مسجد سے متصل زمین ہو اور وہ زمین اسی مسجد کے اوپر موقوفہ ہو اور لوگ یہ چاہتے ہوں کہ اس زمین کا کچھ لیکر مسجد کی توسیع کر دیں تو ایسا کرنا درست ہو گا۔ مگر ان لوگوں کو یہ معاملہ قاضی کے یہاں پیش کرنا چاہئے تاکہ وہ انہیں اجازت عطا کر دے۔ جو موقوفہ دوکان یا گھر آمدنی کی خاطر ہو اس کا بھی اسی طرح کا حکم ہو گا۔ (خلاصہ)

کبریٰ کے اندر لکھا ہے کہ اگر کسی مسجد والے رحبہ[1] کو مسجد اور مسجد کو رحبہ بنانا چاہتے ہوں اور یہ چاہتے ہوں کہ اس کا جدید دروازہ تعمیر کریں اور اس سابق دروازہ کو اس کی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ بنا دیں تو انہیں اس کا حق و اختیار حاصل ہو گا۔ اس کے اگر یہ اہلِ مسجد آپس میں اختلاف کریں تو اس صورت میں یہ دیکھیں گے کہ اختلاف کرنے والوں میں سے کس گروہ کے زیادہ لوگ ایک بات پر متفق اور قابل ترجیح ہیں۔ جس گروہ کے لوگ افضل و قابلِ ترجیح اور زیادہ ہوں گے انہیں کو حق و اختیار (تصرف کا اختیار) حاصل ہونے کا حکم ہو گا۔ (مضمرات)

منتقیٰ کے اندر امام محمدؒ سے مروی ہے کہ کوئی راستہ وسیع ہو اور اس کے اندر اہل محلہ مسجد تعمیر کرلیں اور اس کی وجہ سے آمد و رفت کے راستہ میں کوئی کمی واقع نہ ہو، اس کے بعد انہیں ایک شخص روک دے تو ان لوگوں کو مسجد تعمیر کر لینا درست ہو گا اور اس کے اندر کوئی حرج نہیں ہو گا (حاوی)

اجناس کے اندر ہے ہشامؒ اپنی کتاب "نوادر" کے اندر فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمدؒ سے پوچھا کہ ایک قصبہ کے کثیر باشندے ہوں کہ ان کا شمار کرنا اور ان کی تعداد محفوظ کرنا ممکن نہ ہو، اس

[1] مکانوں کے درمیان کھلی ہوئی جگہ ہے مگر یہ حکم روایت کے اعتبار سے محلِ نظر ہے۔

قصبہ میں ایک نہر جاری ہو اس نہر سے ایک نالہ (جنگلی نالہ) جاری ہو جو خاص طور پر اہل قصبہ کا ہو پھر ایک قوم یہ چاہے کہ اس نہر کے بعض حصہ پر مسجد بنا دے اور اس کی تعمیر کیو جہ سے نہر کو کوئی نقصان بھی نہ پہونچتا ہو اور نہر والوں میں سے بھی کوئی شخص اس قوم کے ساتھ تعرض نہ کرے اور دخل اندازی نہ کرے تو امام محمدؒ نے جواباً فرمایا کہ اس قوم کو یہ حق حاصل ہو گا کہ اس طرح کی مسجد اہلِ محلہ یا عام طور پر سب لوگوں (پبلک) کے لئے تعمیر کر دیں۔ (محیط)

کوئی قوم ایک مسجد تعمیر کرنی چاہے اور اسے توسیع مسجد کی خاطر جگہ کی احتیاج ہو اور وہ اس راستہ کا کچھ حصہ شاملِ مسجد کر دے۔ لہٰذا اگر اس راستہ والوں اور آمد و رفت رکھنے والوں کو اس سے کچھ نقصان پہونچتا ہو تو اس طرح کرنا جائز و درست نہ ہو گا اور ضرور نقصان نہ پہونچنے کی صورت میں مجھے توقع ہے کہ اس کے اندر کوئی حرج نہیں ہو گا۔ (مضمرات)

اسی قول کو راجح و پسندیدہ قرار دیا کیا گیا ہے۔ (خزانۃ المفتیین)

اگر لوگ مسجد کے کسی حصہ کو مسلمانوں کے لئے عام راستہ بنانا چاہیں تو فرماتے ہیں کہ انہیں اس قسم کا حق حاصل نہ ہو گا۔ اس قول کو درست قرار دیا گیا ہے (محیط)

اگر مسجد کے اندر کسی ٹکڑے کو عام گذرگاہ بنا دیں تو ایسا کرنا نادرست ہو گا کیونکہ شہر کے لوگوں کا جامع مسجدوں کو ایسا کرنا مروج و متعارف ہے۔ اور اس صورت میں ہر شخص کو خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو اس راستہ سے گذرنے کا حق و اختیار ہو گا لیکن ایسا شخص جس پر غسل (ناپاکی کے باعث) فرض ہو یا ایسی عورت جو ماہواری یا نفاس میں مبتلا ہو اسے اس راستے سے گذرنا جائز نہ ہو گا نیز لوگوں کو اس راستہ سے اپنے جانور لیجانے بھی جائز نہ ہوں گے۔ (تبیین)

بادشاہ کسی قوم کو حکم دے کہ شہر کی زمین میں سے کسی زمین پر مسجد کے اوپر وقف کرنے کی خاطر دوکانیں تعمیر کر دے اور انہیں اپنی مساجد میں توسیع کا حکم دے تو اس صورت میں یہ دیکھیں گے کہ اگر اس شہر کو بزورِ شمشیر (لڑ کر) فتح کیا ہو تو اس طرح کا حکم درست ہو گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس کیوجہ سے راہ گیروں اور اس راستہ سے آمد و رفت رکھنے والوں کو نقصان نہ پہونچے وجہ فرق یہ ہے کہ شہر بزورِ شمشیر فتح کیا گیا ہو تو مجاہدین اس کے مالک بنجاتے ہیں اور بادشاہ کا حکم کے جائز ہونے کا حکم کرتے ہیں۔ اور اگر شہر صلح کے طور سے فتح ہوا ہو جہاد کی نوبت نہ آئی ہو تو شہر کے کل افراد کی ملکیت اس پر باقی رہتی ہے لہٰذا بادشاہ کے حکم کو جائز قرار نہیں دیتے (محیط سرخسی)

کسی محلہ میں ایک مسجد ہو جس میں نمازی اہلِ محلہ نہ سما سکتے ہوں اور ان پر تنگ ہو اور ان لوگوں میں اس کی توسیع کی ہمت و گنجائش نہ ہو، پھر بعض پڑوسی ان سے کہیں کہ اس مسجد کو ہمارے لئے (خاص) کر دو تو ہم اسے اپنے مکان میں شامل کر کے مکان کا جزو بنا لیں اور تم لوگوں کو اس سے

اچھا گھر دیدیں جس کے اندر سارے (نمازی) اہلِ محلہ سما سکیں تو امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اہلِ مسجد کو ایسا کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (ذخیرہ)

کبریٰ میں لکھا ہوا ہے کہ ایک تعمیر شدہ مسجد ہو، پھر ایک شخص اسے شہید کر کے از سر نو اس عمارت سے زیادہ مضبوط تعمیر کرنا چاہے تو اسے یہ حق حاصل نہ ہوگا کیونکہ اسے کسی طرح کی ولایت واختیار حاصل نہیں۔ (مضمرات)

"نوازل" کے اندر مسئلہ کی تفصیل اسی طرح کی گئی ہے کہ اسے مسمار کرنے کا حق نہ ہوگا البتہ اگر نہ گرانے پر اس کے منہدم وشہید ہو جانے کا اندیشہ ہو تو منہدم کر دینا درست ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

تاویل اس مسئلہ کے اندر یہ کی گئی ہے کہ اگر تعمیر کرنے والا اس محلہ کا نہیں ہے تو مذکورہ بالا حکم ہوگا۔ اور اسی محلہ کا ہونے کی صورت میں اہلِ محلہ کو یہ حق ہوگا کہ اسے منہدم کرواکر از سر نو تعمیر کروادیں اس میں قندیلیں آویزاں کریں اور اس کے اندر بوریہ کا فرش بچھوادیں مگر یہ سب انہیں اپنے ذاتی پیسہ سے کرنا ہوگا۔ مسجد کے پیسہ سے انہیں ایسا کرنے کا حق واختیار نہ ہوگا۔ البتہ با اجازتِ قاضی ایسا کر سکتے ہیں۔ (خلاصہ)

اہلِ محلہ کو یہ حق حاصل ہے کہ مسجد کے اندر پانی کے مٹکے لوگوں کے پانی پینے یا وضو کی خاطر رکھدیں جبکہ بانیٔ مسجد کا صحیح علم نہ ہو اور اگر علم ہو تو زیادہ بہتر یہ ہے کہ وہی رکھے۔ (ذخیرہ)

بحوالہ ابنِ سماعہ امام محمدؒ سے منقول ہے کہ کوئی شخص مسجد تعمیر کروانے کے بعد موت کی آغوش میں سو جائے، اس کے بعد اہلِ مسجد مسجد کو شہید کر کے اس میں توسیع کرنا چاہیں تو انہیں یہ حق حاصل ہوگا۔ اور مرنے والے کے ورثاء کو منع کرنے کا حق واختیار نہیں ہوگا۔ اگر اہلِ مسجد راستہ کا کچھ حصہ لیکر اس کے اندر توسیع کرنا چاہیں تو امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ میں ان کو اس بات کی اجازت عطا نہیں کروں گا۔ (محیط سرخسی)

کوئی شخص اپنی زمین کو مسجد بنادے اور اس میں سے کچھ حصہ اپنی ذات کے لئے مخصوص کرلے اور شرط لگادے تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک اسے درست قرار نہ دیں گے۔ (محیط)

اگر کوئی شخص مسجد تعمیر کر کے یہ شرط لگائے کہ اسے تین دن یا تین دن سے زیادہ تک مثلاً (رجوع) کا حق ہوگا جس طرح کہ برج وغیرہ (کی تعمیر) کے اندر اختیار کی شرط لگا لیتے ہیں تو علماء (فقہاء) فرماتے ہیں کہ وقف کے درست ہونے یعنی اس کے مسجد بنجانے اور شرط کے باطل ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (مختار الفتاویٰ)

"وقف الخصاف" کے اندر ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زمین کو مسجد بنادے اور مسجد تعمیر کرواکر

اس بات کے شاہد بھی کر لے کہ مجھ کو اس وقف کے باطل و کالعدم کرنے کا اور بیچ دینے کا حق حاصل ہو گا تو اس کے مسجد ہو جانے اور شرط کے باطل ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ جس طرح کہ اس مسئلہ کے اندر ہے کہ کوئی شخص ایک مسجد تعمیر کروا کر کہے کہ میں اس مسجد کو خاص طور پر اسی اہلِ محلہ کے لئے (وقف) کرتا ہوں تو یہ شرط باطل قرار دیجائے گی اور دوسرے اہلِ محلہ کو بھی اس کے اندر نماز پڑھنے کا حق و اختیار حاصل ہو گا۔ (ذخیرہ)

اگر مسجد شکستہ و خستہ ہو جائے اور اہلِ مسجد اس سے لاپرواہی برتیں اور وہ مسجد شکستہ و خراب ہو کر نماز پڑھنے کے قابل نہ رہے تو اس کی ملکیت واقف یا اس کے ورثا کی جانب لوٹے گی یہاں تک کہ انہیں یہ حق حاصل ہو گا کہ خواہ اسے بیچ دیں یا اسے گھر بنا لیں، بعض کے نزدیک اسے دائمی طور پر مسجد قرار دیں[1] گے۔ اسی قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے[2]۔ (خزانۃ المفتین)

دو مساجد میں سے ایک مسجد قدیم اور دوسری جدید ہو قدیم مسجد زیادہ عرصہ گزر جانے کے باعث شکستہ و منہدم ہونے لگے اور اہلِ محلہ کو چہ یہ چاہیں کہ اسے بیچ کر اس کی قیمت نئی مسجد میں لگا دیں تو ایسا کرنا درست و جائز نہ ہو گا۔ چنانچہ امام ابو یوسفؒ کے قول کی رو سے مسجد خواہ شکستہ و خستہ ہو گئی ہو اور لوگ اس سے لاپرواہی کیوں نہ برتیں مگر وہ کبھی بانیٔ مسجد کی ملکیت میں نہیں لوٹے گی۔ امام محمدؒ کے قول کی رو سے مسجد خراب و شکستہ ہونے پر اور لوگوں کے لاپرواہی برتنے پر اگرچہ بانیٔ مسجد یا ورثا کی ملکیت میں لوٹ آتی ہے۔ لہٰذا اہلِ مسجد اور اہلِ محلہ دونوں میں کسی کو کسی بھی قول کے مطابق بیچنے کی ولایت و اختیار نہ ہو گا۔ امام ابو یوسفؒ کے قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے کہ وہ کبھی ملکیت میں نہیں لوٹے گی۔ (مضمرات، منقول عن الحجۃ)

حادی میں لکھا ہے شیخ ابو بکر اسکافؒ سے دریافت کیا گیا کہ کوئی شخص اپنے گھر کے دروازہ کے اوپر اپنے واسطے مسجد تعمیر کرے اور اس کی مرمت و تعمیر کی خاطر کوئی زمین وقف کرے اس کے بعد وہ موت کی آغوش میں سو جائے اور مسجد شکستہ و خستہ ہو جائے اور اس کے ورثاء اس کے بیچنے کے بارے میں فتویٰ طلب کریں لہٰذا بیع کے جائز و درست ہونے کا فتویٰ دیا جائے پھر کوئی قوم اس شکستہ مسجد کو بنائے اور تعمیر کے بعد اس موقوفہ زمین کو طلب کرے تو فرماتے ہیں کہ اسے مطالبہ کا حق و اختیار نہ ہو گا۔ (تاتارخانیہ)

کوئی شخص اپنے پیسہ سے مسجد میں فرش لگوائے، اس کے بعد مسجد خراب و خستہ ہو جائے، اور

---

[1] اوپر مذکورہ بالا تصرف کا حق واقف اور ورثا میں سے کسی کو نہ ہو گا۔ [2] فقہی روایت کی رو سے پھر قول سہو سے غلط اور ناقابلِ عمل ہے۔

لوگ اس سے لا پرواہی برتیں تو اس فرش کا مالک وہی شخص ہو گا اگر وہ بقید حیات ہو یا اگر موت کی آغوش میں سو گیا ہو تو اس کے ورثاء کا ہو گا۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اسے بیچ کر اس کی قیمت ضروریاتِ مسجد میں صرف کی جائے۔ اور اگر یہ مسجد ضرورت مند نہ ہو تو اسے کسی دوسری مسجد میں صرف کر دیں قولِ اول امام محمدؒ کا ہے اور اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔

اگر کوئی شخص ایک میت کو کفن دے اس کے بعد لاش کو کوئی درندہ پھاڑ ڈالے اور لیجائے تو اس صورت میں اگر کفن دینے والا بقید حیات ہو تو کفن اسی کا ہو گا یا اگر وہ موت کی آغوش میں سو گیا ہو تو اس کے ورثاء کا ہو گا۔ (فتاوی قاضی خاں)

ابو اللیثؒ اپنی کتاب ، نوازل ، کے اندر فرماتے ہیں کہ مسجد کا فرش اگر پرانا ہو جائے اور اہلِ مسجد کو اس کی ضرورت نہ رہے۔ اس صورت میں اگر فرش ڈلوانے والا شخص بقید حیات ہو تو وہ اسی کا ہو گا اور اگر موت کی آغوش میں سو گیا ہو اور اپنا کوئی وارث بھی بقید حیات نہ چھوڑا ہو تو مجھ کو توقع ہے کہ اس کے اندر کوئی مضائقہ نہ ہو گا کہ وہ فرش کسی مفلس و فقیر کے حوالہ کر دے یا اس فرش کی قیمت وغیرہ سے مسجد کے لئے دوسرا فرش خریدنے میں مدد حاصل کریں۔ راجح و پسندیدہ قول کے مطابق قاضی کے حکم کے بغیر اس کو ایسا کرنے کا حق و اختیار حاصل نہ ہو گا۔ (محیط سرخسی)

منتقی کے اندر لکھا ہے کہ اگر مسجد کے بوریے پرانے ہو کر ناقابلِ استعمال ہو جائیں اس کے بعد جس نے بچھائے تھے وہ انہیں لیکر صدقہ کرنا چاہے یا ان کے بدلے ان کی جگہ دوسرے بوریے خریدے تو اس کو یہ حق حاصل ہو گا۔ اور اگر بچھانے والا موجود نہ ہو اور اہلِ محلہ ان بوریوں کو صدقہ کرنا چاہیں درآنحالیکہ وہ پرانے ہو کر ناقابلِ استعمال ہو گئے ہوں تو انہیں یہ حق حاصل نہ ہونے کا حکم ہو گا جبکہ وہ بوریے کسی حد تک قیمت رکھتے ہوں اور اگر زیادہ بوسیدہ ہونے کی وجہ سے ان کی کچھ بھی قیمت نہ رہی ہو تو اس طرح صدقہ کر دینے میں کوئی مضائقہ نہ ہو گا۔ (ذخیرہ)

چھت کے اندر مسجد کے پیال (گھاس) کو مسجد سے باہر نکال لیں درآنحالیکہ وہ کچھ بھی قیمت نہ رکھتا ہو تو اس صورت میں مسجد سے باہر ڈال دینے میں کوئی حرج نہ ہو گا۔ اور خواہ اسے کوئی بھی اٹھا کر لیجائے اُس کو اس پیال سے نفع اٹھانا جائز و درست ہو گا۔ (واقعاتِ حسامیہ)

اگر یہ پیال کچھ قیمت رکھتا ہوں تو اس صورت میں اہلِ مسجد کو اسے بیچ دینے کا حق حاصل ہو گا اسی قول کو راجح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ (جواہر اخلاطی)

اگر کوئی مسجد کی اٹھا کر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دے تو مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ اس کے اوپر ضمان کا وجوب ہو گا کیونکہ گھاس اپنی قیمت رکھتی ہے (اور فروخت کرنے کے لائق ہے) الشیخ ابو حفص السفکردری اپنی عمر کے آخر میں مسجد کی گھاس اس طرح توڑنے اور نقصان پہونچانے پر پچاس دراہم

کا ضمان واجب ہوتے کی وصیت فرماتے تھے۔ (واقعات حسامیہ)
کسی مسجد محلہ کی کوئی چارپائی میت کو لیجانے کی خاطر ہو یا کوئی صندوق (وغیرہ) میت کو لیجانے کے لئے ہو پھر مسجد والے اسے بیچ دیں تو مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ بحکم قاضی فروخت ہو۔ اور درست قول کے مطابق بلا حکم قاضی اسے بیچ ڈالنا جائز نہ ہوگا۔ (فتاوی قاضی خاں)

خانہ کعبہ کا بیش قیمت ریشمی کپڑا اگر پرانا ہو جائے تو اسے لے لینا جائز و درست نہ ہوگا مگر بادشاہ وقت اسے بیچ کر اس کے ذریعہ خانہ کعبہ کے دوسرے کاموں میں مدد لے۔ (سراجیہ)

اگر کوئی شخص مسجد کے تیل کی خاطر وقف کرے تو پوری رات اس کا جلانا جائز نہ ہوگا۔ بلکہ جس وقت تک نمازیوں کو احتیاج ہو اسی وقت تک جلانا چاہئے، لہٰذا تہائی رات تک جلانا درست ہوگا یا اگر نماز (اور نمازیوں) کی خاطر آدھی رات تک جلانے کی ضرورت ہو تو آدھی رات تک بھی جلانا درست و جائز ہوگا۔ (سراج الوہاج)

رات بھر کیلئے چراغ جلتا ہوا چھوڑ دینا جائز نہ ہوگا البتہ ایسا مقام جہاں یہ شب بھر چراغ جلتا مروج ہو مثلاً مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مسجد الحرام یعنی مسجد بیت اللہ، مسجد بیت المقدس تو وہاں ساری رات بھی جلانا جائز و درست ہوگا۔ یا واقف نے رات بھر جلتا رہنے کی شرط کر دی ہو جیساکہ ہمارے دور میں مروج ہے تب بھی رات بھر جلانا جائز ہوگا۔ (بحر الرائق)

اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہو کہ مسجد کے چراغ کی روشنی میں کتاب پڑھا جائے اس صورت میں اگر مسجد کا چراغ نماز پڑھی جائے (اور نمازیوں) کی خاطر جل رہا ہو تو بعض کے نزدیک اس صورت میں کوئی حرج نہ ہوگا۔ اور اگر چراغ نماز کی خاطر جل رہا ہو مثلاً نمازی نماز سے فراغت کے بعد اپنے اپنے گھر جا چکے ہوں اور مسجد میں چراغ جلتا ہوا رہ گیا تو مشائخ فرماتے ہیں کہ تہائی شب تک اس چراغ کی روشنی سے کتاب پڑھانے میں کوئی حرج نہ ہوگا۔ البتہ تہائی شب سے زیادہ گذرنے پر اس چراغ سے کتاب پڑھانے کا حق و اختیار نہ رہے گا۔ (فتاوی قاضی خاں)

دوسری فصل۔ مسجد کے اوپر وقف اور مال وقف میں متولی وغیرہ کے تصرف کا ذکر

کوئی شخص یہ ہے کہ اپنی زمین مسجد، عمارت مسجد اور اس کی ضرورتوں مثلاً چٹائی تیل وغیرہ کے اوپر اس طریقہ سے وقف کرے کہ اسے کوئی باطل و کالعدم نہ کر سکے تو اس کو اس طرح کہنا چاہئے

کہ زمین نے اس زمین کو اس کے حقوق سمیت دائمی طور پر وقف کر دیا اپنی زندگی میں اور مرنے کے بعد اس شرط کے ساتھ کہ اس زمین سے غلہ پیدا کریں اور اس زمین سے حاصل شدہ غلہ کے ذریعہ اول اُنکی عمارتوں (و درستگی) میں اور اس میں کام کرنے والوں کی اجرت و تنخواہ میں خرچ کیا جائے اور باقی ماندہ کو فلاں مسجد کی عمارت، اس کے تیل، بوریے اور ہر اس طرح کے کام میں جس کے اندر مسجد کی بھلائی اور مصلحت کا تقاضہ ہو صرف کریں اس شرط کے ساتھ کہ متولی کو اس کے اندر اپنی رائے کے مطابق تصرف کا حق و اختیار حاصل ہوگا، اور جب مسجد کو اس مال کی احتیاج و ضرورت نہ رہے تو اسے مسلمان مفلسوں و محتاجوں پر صرف کریں جب اس طریقہ سے وقف کرے گا تو اس وقف کے جائز و لازم ہونے اور کبھی بھی باطل و کالعدم نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

کوئی شخص اپنی زمین ایک مسجد کے اوپر وقف کرے اور آخر میں (یعنی جبکہ مسجد کو ضرورت نہ رہے) اسے مسکینوں و مفلسوں کے لئے وقف نہ کرے تو مشائخ کی رائیں اس وقف کے صحیح ہونے نہ ہونے کے بارے میں مختلف ہیں اور راجح و پسندیدہ قول کے مطابق متفقہ طور پر سب کے نزدیک وقف جائز و درست ہوگا۔ (واقعات حسامیہ)

کوئی شخص کسی زمین کو عمارتِ مسجد یا فقیروں کے اوپر وقف کرے تو درست ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص مسجد یا مدرسہ کی تعمیر کی خاطر جگہ مہیا کرے اور اس کی تعمیر سے قبل اسکے اوپر کوئی عقار[1] وقف کرے تو اس کے اندر متاخرین (بعد کے فقہاء) کی رائیں مختلف ہیں۔ درست قول جواز کا ہے۔ جسوقت تک یہ جگہ تیار ہو اسوقت تک اس کے غلہ کو تقراء کے اوپر صرف کرینگے پھر تعمیر ہو جانے پر اس کی جانب لوٹانے کا حکم ہوگا۔ (فتح القدیر)

صدر الشہیدؒ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر کو کسی مسجد یا مسلمانوں کے راستہ پر صدقہ کر دے تو اس کے اندر مشائخ (فقہاء) کی رائیں مختلف ہیں۔ راجح و پسندیدہ قول کے مطابق وقف کی طرح جائز و درست ہونے کا حکم ہوگا۔ (ذخیرہ)

اگر کوئی شخص دراہم دے مسجد کی تعمیر یا نفقۂ مسجد یا مصالح مسجد میں صرف کرنے کے لئے تو درست قرار دیں گے۔ اس لئے کہ اگر اس کو وقف کے طریقہ سے درست قرار دینا ممکن نہ ہو تو مسجد کو بطور ہبہ مالک بنا دینے کو درست قرار دیا جا سکتا ہے اور مسجد کو اس طریقہ سے مالک بنا دینا درست ہوگا۔ لہٰذا قبضہ کے بعد ہبہ کے مکمل ہو جانے کا حکم ہوگا۔ (واقعاتِ حسامیہ)

---

[1] غیر منقولہ شے۔

کوئی شخص کہے کہ میں مسجد کے واسطے اپنے مال کی وصیت کرتا ہوں تو اسے جائز و درست قرار نہ دیں گے البتہ اگر اس طرح کہے کہ مسجد کے اوپر خرچ کیا جائے تو جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (خزانۃ المفتین)

امام محمدؒ سے "نوادر ابن سماعہ" کے اندر منقول ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں مسجد کے چراغ کے لئے اپنے تہائی مال کی وصیت کرتا ہوں تو اسے جائز قرار نہ دینگے۔ البتہ اگر اس طرح بھی کہا ہو کہ اس کے ذریعہ چراغ مسجد جلایا کریں۔ تو جائز قرار دینے کا حکم حکم ہوگا۔ (ذخیرہ)

کوئی شخص کہے کہ میں اپنے گھر کو مسجد کی خاطر ہبہ کرتا ہوں یا مسجد کے واسطے دیتا ہوں تو درست ہے اور اسے تملیک قرار دیں گے، اس کے اندر حوالہ کر دینے کو شرط قرار دیں گے مثلاً کوئی شخص کہے کہ میں یہ سو دراہم مسجد کے لئے وقف کرتا ہوں تو بطورِ تملیک۔ اسے درست قرار دیں گے بشرطیکہ اس کو متولی کے حوالہ کر دیا ہو۔ (محیط)

کوئی شخص کسی زمین کو کسی مسجد کے اوپر اس شرط کے ساتھ وقف کرے کہ جتنی مقدار اس کی عمارت سے زیادہ ہو وہ فقراء کے لئے ہوگی، پس غلۂ زمین اکٹھا ہو جائے اور مسجد کو بر دست عمارت کی حاجت نہ ہو تو اس صورت میں کیا یہ غلہ فقراء کی جانب لوٹایا جائے گا اور ان کو دینے کا حکم ہوگا۔ اس کے اندر مشائخ (فقہاء) کی رائیں مختلف ہیں راجح و پسندیدہ قول کے مطابق اگر غلہ کی مقدار اتنی ہے کہ اگر مسجد یا موقوفہ زمین کو تعمیر کی ضرورت پیش آئے تو ضرورت کی مقدار سے زیادہ اکٹھا موجود ہو تو جتنی مقدار زیادہ ہو وہ فقراء کے اوپر صرف کریں گے تاکہ وقف کی بھی حفاظت ہو جائے اور واقف کی شرط بھی پوری ہو جائے۔ (محیط سرخسی)

کوئی مسجد شہید ہو جائے اور اس کے غلہ کی اتنی مقدار موجود ہو کہ اس کی قیمت سے مسجد کی تعمیر کی جا سکتی ہو تو خصافؒ کہتے ہیں کہ ذکر کردہ غلہ کو اس کی تعمیر میں صرف نہیں کریں گے کیونکہ واقف نے اس کی مرمت کی خاطر وقف کیا ہو وقف کے ذریعہ اس مسجد کی تعمیر کا حکم نہیں کیا تھا[1] (فتاویٰ قاضی خاں)

شیخ ابو بکرؒ سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص یہ وصیت کرے کہ میرے مال کا تہائی امورِ خیر میں صرف کیا جائے تو کیا اس مال سے مسجد کے اندر چراغ جلانا درست ہوگا، تو جواباً فرمایا کہ بے شک درست ہوگا اور فرمایا کہ مسجد کے چراغوں میں (اس کے ذریعہ) اضافہ نہیں کیا جائے گا چاہے رمضان کا مہینہ ہو یا کوئی دوسرا مہینہ ہو اور اس کے ذریعہ مسجد کی تزئین نہیں کریں گے۔ (محیط)

کسی مسجد کا دروازہ ہوا کے رُخ پر ہو۔ لہٰذا دروازہ میں بارش ہونے پر بارش کا پانی پہونچ جاتا ہو اور دروازہ خراب ہو جایا کرتا ہو اور لوگوں کے لئے مسجد میں جانا مشکل ہو جاتا ہو تو اس صورت میں متولی

---

[1] یہ مسئلہ محلِ نظر ہے، "کتاب" کے اندر لکھا ہے کہ فتیٰ بہ قول کی رو سے تعمیر مسجد بھی اس سے درست ہے۔

کے لئے آمدنی وقف سے مسجد کے دروازہ کے اوپر چھجہ بنوا دینا درست ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ راستہ سے گذرنے اور آمد و رفت رکھنے والوں کو اس سے کوئی نقصان نہ پہونچے۔ (سراجیہ)

فقیہ ابو القاسمؒ سے دریافت کیا گیا ہے کہ کسی مسجد کے متولی کو قاضی نے مسجد سے متعلق غلوں کے اوپر متعین کیا ہو اور متولی کے لئے کچھ سالانہ مقدار تنخواہ کے طور پر متعین کر دے تو فرماتے ہیں کہ اگر یہ مقرر کردہ مقدار اس کام کی اجرتِ مثلی کے مساوی ہو تو اسے یہ مقدار لینی درست و حلال ہوگی (محیط)

اگر قاضی مسجد کی خاطر کسی خادم کو تنخواہ کے اوپر مقرر کرے، پس اگر واقف نے اپنے وقف کے اندر اس کی شرط لگا دی ہو تو درست و جائز قرار دیں گے اور خادم کو اجرت یعنی جائز و حلال ہوگی اور واقف کے شرط نہ کرنے کی صورت میں اسے جائز قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ (سراج منقول عن الوقعات)

متولی کے لئے درست ہے کہ مسجد میں جھاڑو وغیرہ امور کی انجام دہی کی خاطر اتنی اجرت کے اوپر جو اس طرح کے کام کی اجرت عام طور پر ہوتی ہو کوئی خادم متعین کر دے اور اگر اضافہ ہو تو اجرت کے اندر اتنا ہی اضافہ ہو کہ کوئی اندازہ کرنے والا اتنی اجرت کا بھی اندازہ لگا سکتا ہے اور اگر متولی نے اس سے بھی زیادہ اجرت مقرر کر دی ہو تو اس تقرری اور اجرت کو متولی ہی کی جانب سے قرار دیں گے اور متولی کے اوپر ذاتی مال سے اس کی ادائیگی واجب ہوگی۔ اور اگر وہ مالِ وقف سے ادا کرے تو ضمان لازم آئے گا اگر خادم کو اس بات کا علم ہو کہ متولی نے مالِ وقف سے ادائیگی اجرت کی ہے تو پھر اسکے لئے اجرت یعنی جائز و درست نہ ہوگی۔ (فتح القدیر)

اگر متولی کے لئے اَن پڑھ ہونے کے باعث حساب رکھنا مشکل ہو اور وہ مسجد کے مالِ موقوفہ سے کسی حساب لکھنے والے کو نوکر رکھ لے تو درست و جائز نہ ہوگا۔ (ذخیرہ)

ایک مسجد کے چند اوقات ہوں اور چند اشیاء کی آمدنی ہوتی ہو اور متولیٔ مسجد یہ چاہے کہ آمدنی وقف سے مسجد کی خاطر تیل یا پیال، یا چٹائی یا پکی اینٹیں یا کچھ فرش کے واسطے خریدنے تو مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ اگر واقف نے متولی کے لئے اس کی گنجائش دی ہو مثلاً وہ یہ کہے کہ متولی کی نظر میں جس چیز و کام کے اندر مصلحتِ مسجد ہو وہ کرے تو اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ جس چیز کا خریدنا مسجد کے لئے اسکی نظر میں مصلحت و موزوں ہو خرید لے، اور اگر وقف کرنے والے نے اس طرح کی گنجائش نہ دی ہو بلکہ وہ عمارتِ مسجد یا بنائے مسجد کے اوپر وقف کرے تو جو ہم بیان کر چکے ہیں متولی کے لئے اس کا خریدنا درست نہ ہوگا۔ اور اگر واقف کی شرط کا علم نہ ہو تو متولی کو اپنے سے قبل یعنی سابق متولیوں کے طرزِ عمل پر نظر ڈالنی چاہئے اگر ان لوگوں کا عمل یہ رہا ہو کہ وہ وقفِ مسجد سے چٹائی اور تیل وغیرہ خریدتے رہے ہوں جو کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو اس متولی کو بھی ایسا کر لینا درست و جائز ہوگا ورنہ درست نہ ہوگا۔

(فتاویٰ قاضی خاں)

اگر واقف مسجد کی عمارت کے اوپر وقف کرے تو اس وقف سے کہگل وچونا اور اس کی بنا میں خرچ کریں گے اس کی سجاوٹ میں صرف نہیں کرینگے اگر واقف کہے کہ مصالح مسجد کے اوپر وقف ہے تو اس وقف سے بوریے اور تیل کا خرید لینا بھی جائز و درست ہوگا۔ (خزانۃ المفتین)

متولی کو یہ حق حاصل نہیں کہ جو عمارتِ مسجد کے اوپر وقف ہو اس سے اشرف و بلند و بہتر عمارت بنوا دے، اگر بنوا دے گا تو اس کے اوپر ضمان کا وجوب ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

فتاویٰ صغریٰ کے اندر لکھا ہے کہ متولی اگر مسجد کی قندیلیں وقفِ مسجد کی رقم سے بنوائے تو درست قرار دیں گے۔ (خلاصہ)

اگر کوئی شخص عمارتِ مسجد کے اوپر وقف کرے کیا متولی کو یہ حق حاصل ہے کہ چھت پر چڑھنے کے واسطے سیڑھی خرید لے تاکہ چھت کے اوپر برف وغیرہ صاف کر دیا جایا کرے اور کہگل صاف کر دی جایا کرے یا یہ حق حاصل ہے کہ چھت کی صفائی کرنے والے اور برف ہٹانے والے اور مسجد کی جھاڑی ہوئی اور مسجد سے نکلنے والی مٹی کے ڈھیر و انبار پھینکنے والے شخص کو اس موقوفہ غلہ سے بطور مزدوری و اجرت عطا کرے تو شیخ ابونصرؒ کہتے ہیں کہ ہر ایسا کام جسے چھوڑ دینے کے باعث مسجد شکستہ و کھنڈر ہوتی ہو اس کی انجام دہی اور مسجد کو شکستگی سے بچانے کا متولی کو حق حاصل ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

مسجد کے وقف کی آمدنی کے ذریعہ منارہ کی تعمیر درست و جائز ہوگی بشرطیکہ ضرورت ہوتا کہ پڑوسی اس منارہ سے دی ہوئی اذان بخوبی سن سکیں۔ اور اگر وہ لوگ منارے کے بغیر ہی اذان سن لیتے ہوں تو وقف مسجد سے منارہ بنانا درست و جائز نہ ہوگا۔ (خزانۃ المفتین)

مسجد کے بغل میں فارقین[۱] ہو جس کے باعث دیوارِ مسجد کو کھلے طور پر نقصان پہونچ رہا ہو، لہذا متولی اور اہلِ مسجد یہ چاہتے ہوں کہ مسجد کے پیسہ سے مسجد کی دیوار کی بغل میں حصن[۲] تعمیر کر دیں تاکہ اس کی وجہ سے یہ نقصان ختم ہو جائے تو مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ اگر یہ مسجد کی مصلحتوں کے اوپر وقف ہو تو متولی کو ایسا کرنا درست و جائز ہوگا کیونکہ مصالح مسجد کے اندر یہ بھی داخل ہے اور اگر عمارتِ مسجد کے اوپر وقف ہو تو کیونکہ یہ عمارتِ مسجد میں داخل نہیں اس لئے ایسا کرنا درست و جائز نہ ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

زیادہ صحیح قول امام ظہیر الدینؒ کا ہے وہ فرماتے ہیں کہ وقف خواہ مسجد کی عمارت پر ہو اور خواہ

---

۱ عربی زبان میں اسے مئذنہ کہتے ہیں ۔

۳

۴ یعنی اس سلسلہ میں واقف کی اجازت بھی ناقابلِ اعتبار ہوگی

مصالح مسجد کے اوپر دونوں کا حکم برابر ہوگا۔(فتح القدیر)

متولی مسجد کو مسجد کا چراغ اپنے گھر لیجانا درست نہ ہوگا البتہ گھر سے اسے مسجد میں لانے کا حق حاصل ہے۔(فتاویٰ قاضی خاں)

متولی کو یہ حق حاصل نہیں کہ مسجد کے مال وقف سے جنازہ (میت کو لیجانے والی چارپائی یا صندوق) خریدے اور منشا یہ ہو کہ اس کا تعلق مسجد سے رہے گا۔ خواہ واقف نے واقفِ مسجد کے اندر یہ بھی کیوں نہ بیان کر دیا ہو کہ متولی جنازہ خرید لے[1]۔(سراجیہ)

اگر متولی مسجد کے وقف کے غلہ (اور آمدنی) سے کپڑا خرید کر مساکین کو دیدے تو جائز نہ ہوگا۔ اور اس نے جو کچھ مالِ وقف سے ادا کیا ہو اس کا ضمان اس کے اوپر لازم آئے گا۔(فتاویٰ قاضی خاں)

متولی اگر مسجد کے وقف کے غلہ (یا آمدنی) سے کسی دوکان کو اس مفاد کے پیشِ نظر خریدے کہ اسے کرایہ کے اوپر چلائیں گے اور بوقتِ ضرورت بیچ ڈالیں گے تو درست ہے مگر شرط یہ ہے کہ اسے اجازتِ خریداری حاصل ہو۔ جب یہ بات درست ہوگئی تو اسے دوکان فروخت کر دینا بھی درست ہوگا۔(سراجیہ)

متولی مسجد کے لئے مسجد کی حد یا فناء میں دوکانیں تعمیر کر دینا جائز نہ ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ مسجد کے دوکان اور مکین نا بنجانے کی صورت میں اس کی حرمت باقی نہ رہ سکے گی اور یہ جائز و درست نہیں۔ فنائے (اطراف) مسجد مسجد کے نام شمار ہوتا ہے لہٰذا اس کا حکم بھی مسجد کا سا ہوگا۔(محیط سرخسی)

مسجد کا متولی اگر مسجد کے وقف کی آمدنی سے جو کہ اس کے پاس اکٹھی ہوا ایک حویلی خریدے اور رہائش کے لئے مؤذن کو دیدے تو اگر مؤذن اس حویلی کے آمدنیٔ وقف سے خریدنے سے واقف ہو تو اس کے لئے اس حویلی میں رہائش کراہت سے خالی نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ حویلی وقف کی آمدنی سے تعمیر شدہ ہے اور امام مؤذن کے لئے ایسی حویلی میں رہائش باعث کراہت ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر واقف یہ چاہے کہ مسجد کے وقف کی آمدنی کا کچھ حصہ امام مسجد یا مؤذن کے اوپر خرچ کرے تو اس کو اس طرح کا حق و اختیار حاصل نہ ہوگا۔ البتہ اگر واقف نے بوقتِ وقف یہ شرط لگا دی ہو تو درست ہے (ذخیرہ)

اگر واقف بوقتِ وقف یہ شرط لگا دے کہ اس کی آمدنی سے اتنی معین مقدار امام مسجد کو عطا کی جائے تو امام کے فقیر و مفلس ہونے کی صورت میں یہ معین مقدار اسے دینے کا حکم ہوگا۔ اور امام کے صاحبِ ثروت و مال دار ہونے کی شکل میں یہ مقدار یعنی اس کے لئے حلال و جائز نہ ہوگی۔ فقہائے

---

[1] یعنی اس سلسلہ میں واقف کی اجازت بھی ناقابلِ اعتبار ہوگی۔

جو لینے کی اجازت عطا کی ہے تو انکے حکم کے اندر بھی یہی تفصیل ہے۔ (خلاصہ)

اگر مسجد کے نمازی مسجد کا غلہ یا اس کے ٹوٹے ہوئے کچھ حصہ (ملبہ وغیرہ) کو با حکم قاضی بیچ ڈالیں تو زیادہ صحیح قول کے مطابق اسے ناجائز قرار دیں گے۔ (سراجیہ)

اگر دیوارِ مسجد ایسے پانی پینے کے گھاٹ سے جو متصل سڑک پر ہو پانی کی تری و نمی کے باعث ٹوٹ جائے یا نہر کا کنارہ ٹوٹ گیا ہو اور پانی چڑھ جانے کی بنا پر دیوار ٹوٹ گئی ہو تو کیا مسجد کی آمدنی نہر کی تعمیر و مرمت و درستگی پر صرف کریں گے یا نہیں؟ فقیہ ابو جعفرؒ فرماتے ہیں کہ نہر کی تعمیر و مرمت پر خرچ شدہ رقم اگر مسجد کے ستون وغیرہ سے بڑھی ہوئی نہ ہو بلکہ اس کے اندر محدود ہو تو درست ہے اور اہل مسجد کے لئے جائز ہوگا کہ تا وقتیکہ نہر والے اس تعمیر کی قیمت کی ادائیگی نہ کر دیں نہر سے نفع نہ اٹھانے دیں۔ پس ان کی دی ہوئی قیمت اسی مسجد کی عمارت کے سلسلہ میں خرچ کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر اہلِ مسجد چاہیں تو یہ کر سکتے ہیں کہ اول نہر والوں کو نہر درست کر لینے کی اطلاع کر دیں اور کہدیں، اگر اس کے باوجود وہ درست نہ کریں حتیٰ کہ مسجد کی دیوار منہدم ہو جائے یا شکستہ ہو جائے تو ان لوگوں سے منہدم شدہ دیوار کی (پوری) قیمت بطور تاوان وصول کر لینے کی حکم ہوگا۔ (فتاوی قاضی خاں)

شمس الائمہ حلوائیؒ ''نفقات'' کے اندر مشائخ بلخؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اگر مسجد کے چند اوقات ہوں[1] اور ان اوقاف کا کوئی متولی نہ ہو، پس اہلِ محلہ ایک شخص کو ان اوقاف کی نگرانی کے لئے مقرر کر دیں اور وہ ان اوقاف کی آمدنی سے بوریا اور پیال وغیرہ جس کی مسجد کو واقعی حاجت ہو اس پر صرف کرے تو عند اللہ استحساناً اس کے کئے ہوئے پر ضمان لازم نہیں آئے گا، البتہ اگر حاکم وقت کو اس کے ایسا کرنے کی اطلاع کی گئی اور اس نے حاکم کے رو برو ایسا کرنے کا اعتراف و اقرار کر لیا تو اس صورت میں حاکم وقت سے اس سے ضمان وصول کرے گا۔ (ذخیرہ)

مسجد کے وقف کی آمدنی کی جتنی مقدار فاضل بچ جائے اسے فقراء و مساکین پر صرف کریں گے یا نہیں؟ تو ایک قول کے مطابق صرف نہ کرنے کا حکم ہوگا۔ اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا فاضل مال کے ذریعہ کوئی ایسی شے خریدیں کہ جس کے باعث کرایہ وغیرہ آنے لگے (اور مسجد کو خاطر خواہ نفع ہو) (محیط)

قاضی شمس الائمہ محمود اوزجندیؒ سے دریافت کیا گیا کہ کسی مسجد والے اس کے اوقاف کے بدلے تصرف کریں یعنی موقوفہ املاک کو اجرت کے اوپر دے دیں درآنحالیکہ متولی اوقاف موجود ہو تو قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ ان کا اس طرح کا تصرف ناجائز ہوگا، البتہ حاکم ان تصرفات میں سے وہ تصرف

---

[1] خواہ ایک ہو تب بھی یہی حکم ہوگا۔

جس کے اندر مسجد کی مصلحت سمجھتا ہو یہ اکرے گا۔ اس کے بعد دریافت کیا گیا کہ اگر تصرف کرنیوالے دو ہوں یا ایک ہو تو اس کی کمی بیشی سے حکم میں کچھ فرق پڑے گا تو فرمایا کہ تصرف کرنے والا محلہ کا بڑا ہونا چاہئے۔ (ذخیرہ)

فتاویٰ نسفیہ کے اندر ہے شیخ سے پوچھا گیا کہ مسجد کی عمارت (کی ضروریات) کی خاطر اہل محلہ مسجد کے وقف کو بیچ ڈالیں (تو کیا جائز ہے؟) تو جواباً فرمایا کہ چاہے بحکم قاضی اسے فروخت کرے یا بلا حکم قاضی مگر اس کے کسی طرح بھی جائز ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (ذخیرہ)

فوائد نجم الدین نسفیؒ کے اندر لکھا ہے کہ اہل مسجد مسجد کے وقف کی آمدنی سے جقار اغیر منقولہ شے مثلاً زمین) خریدیں، اس کے بعد عمارت کو بیچ دیں تو مشائخ (فقہاء) کی رائیں اس بیع کے جواز کے بارے میں مختلف ہیں، درست قول کے مطابق اس بیع کے جائز ہونے کا حکم ہوگا۔ (اغیاثیہ)

کوئی قوم مسجد تعمیر کرے اور مسجد کی خاطر جو لکڑیاں خریدی گئی ہوں ان میں سے کچھ باقی بچ جائیں تو مشائخ فرماتے ہیں کہ باقی ماندہ کو حسب ضرورت صرف کرتے ہیں، انہیں بیچ کر ان کی قیمت تیل اور چٹائی میں صرف نہیں کریں گے یہ حکم اس شکل میں ہے جبکہ وہ تعمیر مسجد کی خاطر یہ متولی کے حوالہ کر دیں اور اگر متولی کے حوالہ نہ کریں تو باقی ماندہ انہیں کی قرار دیں گے اور انہیں حسب منشار تصرف کا حق واختیار حاصل ہونے کا حکم ہوگا۔ (بحرالرائق عن الاسعاف)

کسی مسجد پر موقوفہ زمین ناقابل کاشت ہو جائے اور اسے ایک شخص عام مسلمانوں کے لئے حوض بنا دے تو اس صورت میں مسلمانوں کو اس حوض کے پانی سے نفع اٹھانا جائز نہ ہوگا۔ (قنیہ)

کوئی مال امور خیر اور غیر معین فقراء کے اوپر وقف ہو اور کوئی مال جامع مسجد کے اوپر وقف ہوا اور دونوں مالوں (زمینوں) کا غلہ اکٹھا ہو جائے، اس کے بعد اسلام اور اہل اسلام کو کسی مصیبت و سخت پریشانی سے سابقہ پڑے جیسے روم کے کافر حملہ آور ہوں اور اس سلسلہ میں خرچ کی احتیاج ہو تو اس کے اندر تفصیل یہ ہے کہ جامع مسجد کے وقف کا غلہ اگر جامع مسجد کی حاجت سے زیادہ ہو اور سرِ دست اس کی ضرورت نہ ہو تو قاضی کو مذکورہ بالا حادثہ میں صرف کرنا اور کام میں لے آنا جائز ہوگا۔ مگر قاضی یہ رقم قرض کے طور پر عطا کرے گا اور کفار پر فتح یاب ہونے اور مال غنیمت حاصل ہونے پر وہ وقف کا مال واپس لیلے گا۔ رہا وہ غلہ جو فقراء کے اوپر وقف ہو اس کی تین شکلیں ہیں۔ (۱) اسے ضرورت مندوں کے اوپر صرف کریں۔ (۲) مال دار مسافروں کے اوپر صرف کیا جائے۔ (۳) مال دار غیر مسافر پر صرف کیا جائے۔ تو پہلی اور دوسری شکل میں قرض کے طریقہ کے علاوہ بلا قرض ذکر کردہ حادثہ کے اندر دے دینا جائز و درست ہوگا اور تیسری شکل دو حال سے خالی نہ ہوگی۔ (۱) مسلمان قاضیوں میں سے کسی قاضی کے نزدیک ایسا وقف جائز و درست ہو (۲) کوئی بھی قاضی

جائز و درست نہ قرار دیتا ہو۔ پس پہلی صورت کے اعتبار سے بلا قرض اس حادثہ کے سلسلہ میں دے دینا جائز ہوگا اور دوسری صورت میں بطور قرض دینا درست ہوگا لہٰذا دوسری شکل میں مالِ غنیمت سے اسے وصول کرے گا۔ (واقعاتِ حسامیہ)

۱۲ بَابُ دوازدہم

رباطات، حیاض طرق، سقایات، خانات، مقابر کا ذکر اور مقابر یا موقوفہ زمین کے درختوں کی جانب لوٹنے والے مسائل کا بیان

رباطات رباط کی جمع ہے۔ رباط کفار کے ملک سے متصل کو کہتے ہیں جہاں اسلامی لشکر حفاظت کی غرض سے قیام کرتا ہو اور وہ مجاہدین (و لشکرِ اسلامی قلعہ یا جگہ) کے قیام اور گھوڑے باندھنے کیلئے وقف ہو، کبھی اس کے معنی بغرض جہاد جو سفر ہو اس میں ٹھہرنے اور منزل کرنے کے بھی آتے ہیں جیسے صحیح حدیث وارد ہے ,, رباط یوم فی سبیل اللہ خیر من الدنیا وما فیھا[۱]، حیاض حوض کی جمع ہے، پانی پینے کی خاطر جگہ بنا دیا کرتے ہیں[۲]، طرق طریق کی جمع ہے، طریق کے معنی ہیں راستہ، سقایا، پانی لینے اور پینے کا مقام (مسافرین وغیرہ کے لئے بنا دیئے تاکہ اس سے پانی لیکر سیراب ہوں) اس کے برعکس حوض سے جانوروں کو بھی سیراب کیا جاتا ہے حوض اور سقایہ کی ہیئت اور شکل میں بھی اختلاف ہوتا ہے اور شرطیں کبھی یکساں، متحد ہو جاتی ہیں مقابر مقبرہ کی جمع ہے مقبرہ، قبرستان، خانات، خان کی جمع ہے۔ خان کاروان سرائے کو کہتے ہیں۔ کارواں سرائے گاہے موقوفہ ہوتی ہے، اس کے وقف کرنے کا عظیم ثواب ہے؛

کوئی شخص مسلمانوں کی خاطر کارواں سرائے بنائے جس کے اندر مسافر قیام پذیر ہوتے ہوں یا سقایا یا رباط یا مقبرہ بنائے تو تا وقتیکہ کوئی حاکم اس کی ملکیت کے زائل و ختم ہونے کا حکم نہ کر دے،

---

[۱] اللہ کے راستہ میں ایک دن سرحد کی حفاظت کرنا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر و افضل ہے۔
[۲] دورِ حاضر میں ان کی جگہ پائپ، نل اور ٹنکیوں نے لیلی ہے،

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کی ملکیت اس سے زائل ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ (ہدایہ)

یا وہ شخص اپنے موت کی آغوش میں سونے کے بعد ایسا کرنے کی صراحت کر دے تاکہ وصیت بن جائے اس صورت میں اس کے مرنے پر اس کے لازم ہونے کا حکم ہوگا اور اسے جیسا کہ فقراء پر وقف کے سلسلہ میں گزر چکا اپنے مرنے سے قبل رجوع کرنے کا حق و اختیار حاصل ہوگا۔ (فتح القدیر)

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ محض اس کے قول سے اس کی ملکیت ان اشیاء سے زائل ہونے کا حکم ہوگا۔ جیسا کہ ان چیزوں کی اصل بنیاد ہے کہ قول ہی بنا پر ملکیت ان چیزوں سے زائل ہو جاتی ہے، امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر لوگ وقف کردہ سقایا سے پانی پئیں، یا کاروان سرائے میں قیام کیا یا رباط میں قیام پذیر ہوئے اور قبرستان میں مردہ دفن کیا تو واقف کی ملکیت اس صورت میں موقوفہ شے سے زائل ہونے کا حکم ہوگا۔ اور سارے لوگوں کا قبرستان میں مردے دفن کرنا وغیرہ کیونکہ دشوار ہے اس لئے محض ایک شخص کے ایسا کرنے کو سب کی طرف سے کافی قرار دینے کا حکم ہوگا۔ کنویں اور حوض کے بارے میں بھی صورت مسئلہ یہی رہے گی۔ اگر واقف مذکورہ وجوہ اسباب میں متولی کے حوالہ کر دے اور اسے اختیار عطا کر دے) تو سپرد کر دینے کو صحیح قرار دیں گے۔ (ہدایہ)

بسوط کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ ان مسائل کے اندر امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ ہی کے قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے اور امت کا اسی قول کے اوپر اجماع و اتفاق ہے۔ (مضمرات)

حوض اور کنویں کے پانی سے خود پینے اور اپنے چوپایوں کو پلانے میں کوئی حرج نہ ہوگا چاہے وہ اونٹ اور گھوڑا ہو یا اور کوئی چوپایہ، اسی طرح اس سے وضو کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہ ہوگا۔ (ظہیریہ)

اگر کوئی شخص پانی پینے کی خاطر سقایہ وقف کر دے، پھر کوئی شخص اس سے وضو کرنا چاہے تو اس کے اندر مشائخ (فقہاء) کی رائیں مختلف ہیں۔ اور اگر وضو کی خاطر وقف کیا گیا ہو تو پھر اس سے پینا جائز نہ ہوگا اور جو پانی پینے کی خاطر وقف ہو خواہ حوض ہی ہو تو اس سے وضو کرنا جائز نہ ہوگا۔ (خزانۃ المفتین)

اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص اپنا گھر مسکینوں کے لئے وقف کرے اور نگہداشت کے لئے کسی متولی کے حوالہ کر دے تو اس صورت میں واقف کو اس سے رجوع کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر مکہ مکرمہ میں کسی شخص کا مکان ہو اور وہ حج کرنے والوں یا عمرہ کرنے والوں کے قیام کے لئے وقف کر دے اور اس کی درستگی (نگہداشت) کے لئے کوئی متولی مقرر کر دے اور اسے یہ اختیار دیدے کہ وہ جس کا چاہے اس میں قیام کرا دے تو واقف کو اس صورت میں اس سے رجوع کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر اسلامی سرحد جو کفار کی سرحد سے ملی ہوئی ہو اس کا کوئی احاطہ ہو اور وہ اسے مجاہدین و اہلِ رباط کے قیام کے لئے وقف کر دے اور نگہداشت کے لئے اس کا ایک

متولی مقرر کر دے تو واقف کو اس سے رجوع کرنے کا حق حاصل نہ ہو گا۔ اور اس کے مرنے پر اس کو اسکا ترکہ قرار نہ دیں گے خواہ اس احاطہ میں کوئی قیام پذیر بھی نہ ہو۔ (محیط)

پھر ان اشیاء سے نفع اٹھانے کے سلسلہ میں مال دار اور فقیر میں کوئی فرق نہ ہو گا حتیٰ کہ کارواں سرائے اور رباط میں قیام قبرستان میں دفن کرنا، سقایا سے پانی پینا چاہے مالدار ہو یا مفلس ہر ایک کے لئے درست و جائز ہو گا۔ (تبیین)

کسی گھر یا زمین کا غلہ مجاہدین کے لئے وقف کر دیا گیا تو محض وہ مجاہد اس میں سے لے سکے گا جو مفلسوں کی صف میں داخل ہو، اس کے علاوہ اور کوئی مجاہد نہ لے سکے گا۔ (خزانۃ المفتیین) (فتاویٰ قاضی خاں)

خصاف اپنے "وقف" کے اندر لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر کو مجاہدین کے قیام کیلئے وقف کر دے، لہٰذا گھر کے کچھ حصہ میں مجاہدین کا قیام رہے اور بعض حصہ خالی پڑا رہے اور اس کے اندر کسی کا قیام نہ ہو تو اس وقف کے متولی کو یہ چاہئے کہ گھر کا جو حصہ خالی پڑا ہو اور اس میں قیام کی ضرورت نہ ہو اسے کرایہ پر دے کر اس مکان عمارت میں اسے صرف کرے، اس کے بعد جو رقم باقی بچ جائے اسے فقراء اور مساکین کے اوپر صرف کر دے۔ (محیط)

نوادر کے اندر لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کارواں سرائے بنائے اور پھر اس کی مرمت کی احتیاج ہو تو امام محمدؒ سے منقول ہے کہ وہ اس کا ایک حصہ ایک کمرہ یا دو کمرے[1] کرایہ کے اوپر دے کر حاصل شدہ کرایہ اس کے اوپر صرف کرے۔ امام محمدؒ سے منقول ایک دوسری روایت کی رو سے یہ تفصیل ہے کہ لوگوں کو ایک برس اس میں قیام کرنے کا اعلان کرے اور دوسرے برس اسے کرایہ کے اوپر دے کر اس سے حاصل شدہ اجرت و آمدنی کے ذریعہ اس کی مرمت و درستگی۔ اسی طریقہ سے اگر اپنا گھوڑا اللہ کے راستہ میں جہاد کی خاطر وقف کر دے، پس اگر کوئی مجاہد اس پر سوار ہو تو وہ اس کو دانہ چارہ دے، اور اگر کوئی مجاہد سوار ہونے والا نہ ملا ہو تو اس عرصہ میں اسے اجرت پر دے کر حاصل شدہ اجرت سے اس کے دانہ چارہ کا انتظام کرے۔ منتقیٰ کے اندر لکھا ہے کہ اگر کوئی اجرت کے اوپر لینے والا بھی نہ مل سکے تو خلیفۂ وقت اسے بیچ کر اس کی رقم محفوظ رکھے یہاں تک کہ جب کسی مجاہد کو سواری کی حاجت ہو تو اس رقم سے گھوڑا خرید کر بغرض جہاد دیدے۔ (محیط)

خصافؒ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنا مکان حاجیوں کے قیام کے لئے وقف کر دے تو مجاورین کو اس میں قیام کرنے کا حق حاصل نہ ہو گا اور موسم حج بیت جانے پر اسے کرایہ کے اوپر دے کر حاصل شدہ اجرت اس کی مرمت و درستگی میں لگائے اور باقی ماندہ رقم مسکینوں کے اوپر تقسیم

---

[1] جو متعدد کمروں پر مشتمل ہو۔

کر دے۔ (ظہیریہ)

کوئی شخص مسلمانوں کے لئے اس شرط کے ساتھ رباط بنائے کہ تا وقتیکہ وہ حیات رہے وہی اس پر قابض رہے گا تو کسی شخص کو اس کے قبضہ سے نکال نے کا حق نہ ہوگا جب تک کہ کوئی ایسی بات ظاہر نہ ہو جائے جس کے باعث اس کے قبضہ سے اس کا نکال لینا ضروری ہو، مثلاً وہ اس کے اندر شراب نوشی کرے یا اس میں اور کوئی رضائے الٰہی کے خلاف فاسقانہ فعل کرے۔ (ذخیرہ)

گاؤں والے اپنی زمین کو قبرستان بنا کر اس میں مردہ دفن کرنے لگیں، اس کے بعد گاؤں والوں میں سے ایک شخص قبرستان کوئی عمارت کچھ اینٹیں۔ اور قبر کا ضرورت کا دوسرا سامان یعنی کھودنے کے آلات (وغیرہ) کے لئے بنا کر اس پر ایک شخص کو ذکر کردہ سامان کی حفاظت کے لئے مقرر کر دے۔ اور وہ یہ کام سارے گاؤں والوں یا بعض گاؤں والوں کی رضا کے بغیر کرے مشائخ (فقہاء) اس صورت میں فرماتے ہیں کہ اگر قبرستان اتنا وسیع ہو کہ اس گھر کے بقدر زمین نکل جانے کے بعد بھی کوئی تنگی واقع نہ ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہ ہوگا اور تعمیر کے بعد اگر لوگوں کو اس جگہ کی احتیاج ہو تو یہ عمارت ختم کر کے وہاں دفن شروع کر دیں۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص وصیت کرے کہ میرے مال کا تہائی حصہ نکال کر اس میں سے چوتھائی فلاں شخص کو دے دینا اور تین چوتھائی میرے رشتہ داروں اور فقراء کے اوپر بانٹ دینا، پھر وہ کہے کہ اس رباط والے محروم نہ رہیں درآنحالیکہ اس معین رباط کے رہنے والے مساکین ہوں تو یہ دو صورتوں سے خالی نہیں (۱) یا تو رشتہ داروں کا شمار ممکن ہوگا (۲) یا ممکن نہ ہوگا۔ لہٰذا پہلی شکل میں ہر رشتہ دار کو ایک عدد اور فقراء کو ایک عدد اور اہل رباط کو ایک عدد شمار کریں گے۔ پس اگر رشتہ داروں کی تعداد دس ہو تو تہائی مال کے تین چوتھائی کے بارہ حصہ کر کے دس حصہ رشتہ داروں کو ایک حصہ فقراء کو اور ایک حصہ اہل رباط کو دینے کا حکم ہوگا۔ اور دوسری شکل میں اس چوتھائی کے تین حصے کر کے اہل قرابت، فقراء اور اہل رباط میں سے ہر ایک کو ایک ایک حصہ دینے کا حکم ہوگا۔ (واقعات حسامیہ)

اگر کوئی شخص ایک موضع خرید کر اسے مسلمانوں کی گذرگاہ بنا دے اور اس کے اوپر گواہ قائم کر لے تو اسے درست قرار دیں گے، اور ایسے عالم کے قول کے مطابق جو اوقاف کے اندر حوالہ کرنے کو شرط قرار دیتا ہو وقف کی تکمیل کے لئے ایک مسلمان کا اس راستہ سے گذرنا ضروری وشرط ہوگا۔ (ظہیریہ)

ہلال فرماتے ہیں کہ اسی طریقہ سے جو شخص مسلمانوں کی خاطر پل تعمیر کرے اس کا بھی مذکورہ بالا حکم ہوگا کہ لوگ اس پر سے گذریں۔ وقف ہو چکنے کے بعد اس پل (وغیرہ) پر وارث کی ملکیت باقی نہ رہے گی، پس وقف کے بعد میراث کو باطل قرار دینے کے لئے (تمثیلاً فقہاء نے) چھوٹے پل کی عمارت کو خاص کر دیا۔ (ذخیرہ)

حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے

حاکم مہرویہؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ میں "نوادر" کے اندر امام ابو حنیفہؒ سے منقول یہ روایت دیکھی کہ ان کے نزدیک مسجد کی مانند قبرستان اور راستہ کا وقف بھی جائز و درست ہے، اسی طریقہ سے وہ چھوٹا پل جسے کوئی شخص مسلمانوں کی خاطر بنوائے اور لوگ اس پر سے گذرے ہوں تو پل کی عمارت واقف کے ورثاء کی میراث قرار نہیں دی جائے گی۔[1] لہٰذا میراث کو باطل کرنے کے لئے پل کی عمارت کو مخصوص کر دیا مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ اس تخصیص کے اندر تاویل یہ کی گئی ہے کہ عادتاً (وعرفاً) یہی ہوتا ہے کہ جہاں پل تعمیر کیا جاتا ہے وہ جگہ واقف کی ملکیت نہیں ہوتی۔ لہٰذا پل کی جگہ اس کی ملکیت نہ ہونے کی صورت میں عمارت کے ملبہ میں احتمالِ میراث موجود تھا پس اس جگہ خاص طور پر میراث کے باطل ہونے کی نفی کر کے اس احتمال کو ختم کر دیا، اور یہ بات ظاہر ہے کہ عموماً آدمی ایک عام نہر پر پل تعمیر کرتا ہے لہٰذا موضع (یعنی راستہ) کو چھوڑ کر محض عمارت اس کی ملکیت ہوتی ہے جس کو وہ وقف کیا کرتا ہے، اسی مسئلہ سے یہ حکم نکلتا ہے کہ پل کی عمارت کا وقف کرنا اصل (زمین) کے بغیر جائز و درست ہے حالانکہ گھر کی عمارت زمین کے بغیر وقف کرنا درست و جائز نہیں (فتاوی قاضی خاں)

مشرکین کا کوئی قبرستان ہو اور لوگ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں تبدیل کرنا چاہتے ہوں، لہٰذا اگر مشرکین کی قبروں اور جسموں کے نشانات ختم ہو گئے ہوں تو ایسا کر لینے پر کوئی حرج نہ ہو گا، اور اگر ان کے نشانات کچھ رہ گئے ہوں مثلاً کوئی ہڈی (وغیرہ) نکل آئے تو اسے کھود کر دفن کر دیں اور پھر اسے مسلمانوں کا قبرستان بنا دیا جائے، مدینہ طیبہ میں مسجدِ نبویؐ (پہلے) مشرکین کا قبرستان تھی، پس اسے کھود کر (ہڈیاں وغیرہ نکال دی گئیں) مسجد نبویؐ بنا دی گئی۔ (مضمرات)

اگر کوئی شخص کسی مفتی کے پاس آکر کہے، میرا ارادہ یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں (کسی طریقہ سے) تقرب حاصل کروں لہٰذا غلاموں کو حلقۂ غلامی سے آزاد کروں یا مسلمانوں کے لئے رباط تعمیر کروں، یا وہ شخص مفتی سے کہے میں اپنے احاطہ کے ذریعہ حصولِ تقرب کا ارادہ کر رہا ہوں پس کہے کہ میں اسے بیچ کر اس کی رقم صدقہ کروں یا اس رقم کے ذریعہ غلام خرید دوں اور انہیں حلقۂ غلامی سے آزاد کر دوں یا میں اس کے ذریعہ مسلمانوں کے لئے مکان تعمیر کر دوں، ان مذکورہ امور میں سے کون سا امر افضل و بہتر ہو گا؟ تو مشائخ (فقہاء) اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ تیرے لئے افضل یہ ہے کہ تو رباط تعمیر کر کے اس کی عمارت کی خاطر کوئی شے وقف کر دے۔ اس صورت میں رباط بنانا افضل ہو گا کیونکہ یہ ہمیشہ باقی رہے گا اور اس کا نفع بھی عام ہو گا۔ لیکن اگر رباط کی خاطر کوئی اور شے جس سے آمدنی ہو وقف

---

[1] یعنی کوئی شخص چھوٹا پل مسلمانوں کے لئے بنائے پھر کوئی مسلمان اس پر سے گذر جائے تو اب بنا کی ملکیت ختم ہو گئی اور اس کے اس کے دوسرے ترکہ کی طرح اسے مرنے والا کا ترکہ شمار نہیں کر سکتے۔

نہ کرسکتا ہو تو پھر رباط بنانا افضل نہ ہوگا بلکہ اسے بیچ کر اس کی رقم مسکینوں کے اوپر صدقہ کردینی چاہئے۔ (فتاوی قاضی خاں)

اس سے کم درجہ کی فضیلت اس میں ہے کہ اس رقم سے غلام خرید کر انہیں حلقۂ غلامی سے آزاد کردے۔ (ظہیریہ)

کردے۔ بزازیہ کے اندر لکھا ہے کہ زمین بیچ کر اس کی رقم صدقہ کرنے سے بہتر یہ ہے کہ زمین وقف کردی جائے (بحرالرائق)

میت کو دفن کئے ہوئے چاہے تھوڑا عرصہ گذرا ہو یا زیادہ اسے بلاعذر نکالنا جائز و درست نہ ہوگا، البتہ عذر کے باعث نکالنے کو جائز قرار دیں گے۔ (مثلاً) عذر یہ ہے کہ اس زمین کا مغصوبہ ہونا ظاہر ہو یا کوئی شفیع یہ زمین بحقِ شفعہ لیلے[1]۔ (واقعات حسامیہ)

ایک رباط کے جانور کثیر ہونے کے باعث اِنکے خرچ میں اضافہ ہوگیا ہو تو کیا متولی کے لئے یہ درست ہے کہ ان میں سے بعض کو بیچ کر ان کی رقم سے باقی جانوروں کے دانہ چارہ کا انتظام کرے اور رباط کی مرمت و درستگی کرائے؟ اس کے اندر دو شکلیں ہوں گی (۱) ان جانوروں میں سے بعض جانور اتنے بوڑھے ہوگئے ہوں کہ وہ رباط میں جس غرض کے لئے باندھے گئے تھے اس کام کے قابل نہ رہے ہوں، اگر ایسے ہوں تو متولی کو یہ حق ہوگا کہ انہیں بیچ دے، (۲) اتنے بوڑھے نہ ہوں بلکہ کام آسکتے ہوں تو اس صورت میں متولی کو بیچنے کا حق و اختیار حاصل نہ ہوگا، البتہ اس رباط کے اندر ضرورت کے مطابق جانور باندھے اور باقی ماندہ اس رباط میں باندھ دے جو اس رباط سے اوروں کے مقابلہ میں قریب ہو۔ (ذخیرہ)

شمس الاسلام محمود اوزجندیؒ سے پوچھا گیا کہ ایسی مسجد جس میں سرے سے نمازی ہی نہ رہے ہوں اور لوگوں کی لاپرواہی کے باعث مسجد کے اطراف خراب و شکستہ ہو جائیں تو اسے قبرستان بنا دینا جائز و درست ہوگا یا نہیں؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا کہ جائز نہ ہوگا۔ شمس الاسلام اوزجندیؒ سے دریافت کیا گیا کہ کسی گاؤں کا قبرستان (مردہ دفن نہ کرنے کے باعث) ختم ہو جائے اور اس کے اندر مُردوں کے نشانات ہڈیاں وغیرہ کچھ باقی نہ رہیں تو اسے جوتنا بونا اور زراعت کرکے اس سے غلہ حاصل کرنا درست و جائز ہے یا نہیں؟ تو جواباً فرمایا کہ جائز نہیں اور اس کا حکم قبرستان کا ہی ہوگا۔ (محیط)

لہٰذا اس میں اُگی ہوئی گھاس کاٹ کر چوپاؤں کو کھلا دی جائے اور اس کے اندر چوپائے نہ چھوڑے

---

[1] مگر یہ حکم اسی وقت تک ہے جبتک کہ لاش گلی سڑی نہ ہو۔

جائیں ۔ (البحرالرائق)

کوئی شخص اپنی زمین کو قبرستان یا کارواں سرائے بنادے تاکہ اس سے آمدنی ہو یا لوگ اس میں قیام پذیر ہوا کریں، اس صورت میں اگر وہ زمین خراجی ہو تو خراج کے ساقط و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے ۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی عورت اپنی زمین کے قطعہ کو قبرستان بنا کر اس پر سے اپنا قبضہ ہٹالے اور پھر اپنے بیٹے کے انتقال پر اسے اس زمین میں دفن کردے اور یہ قطعہ زمین پانی کے سیلاب اور نمی کے باعث قبرستان بننے کے قابل نہ ہو اور وہ اسے بیچ دینا چاہے تو یہ دیکھیں گے کہ اگر زمین اتنی خراب نہ ہوئی ہو کہ لوگوں نے اس میں دفن کرنا چھوڑ دیا تو عورت کا اسے فروخت کردینا جائز و درست نہ ہوگا، اور اگر زیادہ خراب ہوجانے کی بنا پر لوگوں نے اس میں دفن کرنا چھوڑ دیا اور لوگ اس کی طرف راغب نہ رہے تو عورت کا اسے فروخت کردینا درست و جائز ہوگا۔ جب عورت فروخت کردے گی تو خریدار کو یہ حق ہوگا کہ وہ عورت سے اپنے لڑکے کی لاش وہاں سے نکال لینے کے لئے کہے ۔ (مضمرات عن الکبریٰ)

کسی شخص نے قبرستان میں اپنی خاطر قبر کھود رکھی ہو تو کیا کسی اور شخص کو اس کے اندر اپنا مردہ دفن کرنے حق حاصل ہوگا؟ مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ اگر قبرستان وسیع ہو تو باعث استحباب یہ ہے کہ کھودنے والے کو اس طرح تکلیف نہ پہنچائے اور قبرستان میں وسعت نہ ہونے کی شکل میں دوسرے شخص کو اس کے اندر اپنا مردہ دفن کردینے کا حق حاصل ہوگا۔ اس کی صورت ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص مسجد میں مصلیٰ بچھائے یا رباط میں قیام پذیر ہو اس کے بعد دوسرا شخص آئے اس صورت میں اگر جگہ وسیع ہو تو اسے چاہئے کہ پہلے شخص کو تکلیف نہ دے، اگر دوسرا شخص ایک قبر کے اندر اپنے مردہ کو دفن کردے تو شیخ ابو نصرؒ فرماتے ہیں کہ اس کے اندر کوئی کراہت نہ ہوگی (ظہیریہ)

کسی شخص کی زمین میں بلا اجازتِ مالک کوئی میت دفن کیجائے تو مالک کو اختیار ہے کہ خواہ اسکے وہیں مدفون رہنے پر رضامند ہوجائے اور خواہ میت کو وہاں سے نکال لینے کا حکم کرے اور خواہ زمین ہموار و برابر کرکے اس کے اندر کاشت کرے ۔ اگر کوئی شخص ایسے قبرستان کے اندر قبر کھودے جس کے اندر اسے اپنی خاطر قبر کھودنی جائز تھی، اس کے بعد دوسرا شخص اس کے اپنا مردہ دفن کردے تو مردہ کو اس قبر سے نہیں نکالیں گے البتہ دوسرے شخص پر قبر کھودنے کی اجرت کا ضمان لازم آئے گا۔ لہٰذا اس حکم کے باعث دونوں کا حق محفوظ ہوجائے گا۔ (خزانۃ المفتین، محیط)

کوئی شخص دریائے جیحون کے کنارے پڑی ہوئی مردہ زمین کو آباد و زندہ کرے اور خلیفۂ وقت ان لوگوں سے عشر (دسواں حصہ) وصول کرتا ہو، اور اس کے قریب میں کوئی رباط ہو، لہٰذا

متولیٔ رباط خلیفۂ وقت سے عطائے عشر کی درخواست کرے اور خلیفۂ وقت یہ عشر متولی کے لئے چھوڑ دے تو کیا متولی کو یہ عشر مؤذنِ رباط پر صرف کرنے کا حق حاصل ہو گا؟ یعنی اس کے کھانے اور کپڑے میں اس عشر سے امداد لے اور کیا مؤذن کے لئے خلیفۂ وقت کے جائز کردہ عشر کو لینا جائز ہے فقیہ ابو جعفرؒ فرماتے ہیں کہ مؤذن واقعی ضرورت مند ہو تو اسے لینا جائز و درست ہو گا متولی کو یہ عشر کی رقم رباط کی تعمیر پر صرف کرنی درست نہ ہو گی بلکہ محض اسے فقراء کے اوپر صرف کرنا درست و جائز ہو گا۔ اگر متولی ضرورت مندوں کے اوپر صرف اور پھر وہ اپنی جانب سے رباط کی تعمیر میں صرف کریں تو بہتر اور جائز ہونے کا حکم ہو گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اسی طریقے سے مالِ زکوٰۃ کا حکم ہے کہ اگر متولی مالِ زکوٰۃ تعمیرِ مسجد یا پل بنانے میں صرف کرنا چاہے تو جائز قرار نہ دیں گے، اور اگر حیلۂ جواز مطلوب ہو تو حیلہ و تدبیر یہ ہے کہ اول متولی اسے فقراء کے اوپر صدقہ کرے، پھر فقراء متولی کے حوالہ کر دیں، اس کے بعد متولی اسے تعمیر میں صرف کر دے۔ (ذخیرہ)

کسی رباط میں پھل موجود ہوں تو کیا اس میں قیام کرنے والوں کے لئے ان پھلوں میں سے کھانا جائز ہے۔ تو اس کی دو شکلیں ہیں (۱) پھل قیمت والے نہ ہوں مثلاً شہتوت وغیرہ (۲) پھل قیمت والے ہوں۔ لہٰذا پہلی شکل میں کھانا جائز ہے اور دوسری شکل میں تقویٰ و دیانت کی رو سے کھانے میں احتیاط برتنا اور بچنا افضل و بہتر ہو گا۔ کیونکہ اس کے اندر یہ احتمال موجود ہے کہ ممکن ہے واقف نے یہ پھل قیام کرنے والوں کے لئے نہیں بلکہ فقراء کے لئے وقف کئے ہوں یہ حکم لاعلمی کی صورت میں ہے اور اگر ان کا فقراء کے اوپر وقف ہونا معلوم ہو اور قیام کرنے والوں پر وقف نہ ہونے کا علم ہو تو بجز فقراء کے اور کسی کو یہ پھل کھانے جائز و درست نہ ہوں گے[1]۔ (واقعات حسامیہ)

فتاویٰ ابو اللیثؒ کے اندر ہے کہ کوئی شخص دارِ عمران کے خادم کو دراہم اس واسطے دے کہ ان سے گوشت روٹی خریدے اور اس دار میں قیام کرنے والوں (مکینوں) کو بانٹ دے، اور دارِ عمران ایسا دار ہے جس کے اندر فقراء و مساکین کا قیام رہتا ہے، اس کے بعد خادم کو اس دن روٹی اور گوشت کی حاجت نہ ہو اور خادم اس سے قبل روٹی و گوشت قرض خرید کر چکا ہو لہٰذا وہ ان دراہم سے یہ قرض چکا دے تو اس صورت میں خادم کے اوپر ان دراہم کا ضمان لازم آئے گا (محیط)

---

[1] اگر رباط میں قیام کرنے والا مفلس و فقیر ہو تو وہ بھی فقراء کی صف میں داخل ہو گا اور اس کے لئے یہ پھل کھانے جائز ہوں گے۔

قبرستان اور زمین موقوفہ کے درختوں سے متعلق مسائل

کسی قبرستان میں بڑے بڑے درخت ہوں تو یہ دو حال سے خالی نہ ہوں گے (۱) زمین کو قبرستان بنانے سے قبل ہی اس میں یہ درخت موجود ہوں (۲) قبرستان بنانے کے بعد یہ درخت اگ آئے ہوں، پہلی شکل دو حال سے خالی نہ ہو گی (۱) یہ زمین کسی کی ملکیت ہو جس نے اسے قبرستان بنا دیا ہو (۲) مردہ زمین ہو جس کا کوئی مالک نہ ہو اور لوگ اسے قبرستان بنالیں، پس پہلی صورت میں یہ درخت جڑوں سمیت مالک کی ملکیت قرار دیئے جائیں گے لہٰذا اسے یہ حق حاصل ہو گا کہ ان درختوں کا وہ جو مرضی ہو کرے دوسری صورت میں درختوں کے جڑوں سمیت اپنی پرانی حالت پر باقی رہنے کا حکم ہو گا۔ دوسری شکل میں بھی مسئلہ کی دو صورتیں ہوں گی۔ (۱) ان کے لگانے والے کا علم ہو (۲) ان درختوں کے لگانے والے کا علم نہ ہو، پس پہلی صورت میں درخت لگانے والے کے قرار دیئے جائیں گے اور دوسری صورت میں اس کا قاضی کے اختیار میں ہو گا لہٰذا اگر قاضی کی رائے ہو گی تو انہیں بیچ کر انکی رقم قبرستان کی عمارت میں صرف کریں گے اور قاضی کا اس طرح حکم دینا درست ہو گا۔ (واقعات حسامیہ)

اگر کوئی شخص مسجد میں درخت لگائے تو وہ مسجد ہی کے شمار ہوں گے، اور اگر رباط کی وقف کردہ زمین لگالے تو یہ دیکھیں گے کہ اگر درخت لگانے والا وقف کردہ زمین کا متولی ہو تو وہ لگائے ہوئے بحقِ رباط وقف شمار ہوں گے اور اگر وہ درخت لگانے والا متولی نہ ہو تو ان درختوں کا وہی مالک ہو گا اور اسے اپنے لگائے ہوئے درخت اکھاڑ لینے کا حق و اختیار حاصل ہو گا۔ اگر کوئی شخص عام راستہ کے اوپر درخت لگائے تو حکم یہ ہے کہ درخت کا مالک لگانے والا ہو گا اگر وہ عام نہر کے کنارے یا دیہات کے حوض کے کنارہ پر درخت لگائے تو لگانے والا درخت کا مالک شمار ہو گا۔ (ظہیریہ)

اگر وہ یہ درخت کاٹ لے (اور جڑیں باقی رہ جائیں) پھر ان درختوں کی جڑوں سے اور درخت اُگ آئیں تو ان درختوں کا بھی مالک وہی درخت لگانے والا ہو گا۔ (فتح القدیر)

کسی راستہ (سڑک) پر ایک نہر اور اس کے دونوں کناروں پر درخت لگے ہوئے ہوں پھر ان درختوں کے بارے میں وہ لوگ جھگڑیں جنہیں آب پاشی کے لئے اس نہر سے پانی ملتا ہو

اور ان درختوں کے لگانے والے کا پتہ نہ چلے اور یہ نہر اس سڑک پر ایک آدمی کے دروازہ کے سامنے رواں ہو، اس صورت میں مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ اگر ان درختوں کے لگانے کی جگہ کے مالک یہ لوگ ہوں جنھیں حق آب پاشی اس نہر سے کر لینے کا ملا ہو تو جتنے درخت ان کی مملوکہ زمین میں اُگے ہوں اور ان کے لگانے والے کا علم نہ ہو تو یہی لوگ ان درختوں کے مالک ہوں گے، اور اگر ان درختوں کی جگہ ان لوگوں کی نہیں بلکہ عام لوگوں کی ملکیت ہو اور جنہیں حق آب پاشی حاصل ہے انہیں ان درختوں کی جگہ تک پانی پہونچانے کا حق حاصل ہو تو دیکھیں گے کہ اگر اس کا علم ہو جائے کہ گھر کے مالک نے جب گھر خریدا تو یہ درخت اسی جگہ موجود تھے جہاں اب ہیں تب تو ان درختوں کو مالکِ مکان کی ملکیت قرار نہ دیں گے اور اگر اس کے بارے میں کچھ علم نہ ہو تو ان درختوں کو مالک مکان کی ملکیت قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

صدر الشہیدؒ ''واقعات'' میں لکھتے ہیں کہ یہ درخت اس صورت میں مالکِ مکان کی ملکیت قرار دیئے جائیں گے جبکہ یہ نہر جس کے کنارے درخت لگے ہیں مالک مکان کے دار کے فناء واحاطہ میں ہو۔ (محیط)

کوئی شخص ایسا درخت وقف کرے جس کے پھلوں یا پتوں یا اس کی جڑ سے نفع اٹھایا جاتا ہے تو وقف کے جائز و درست ہونے کا حکم ہوگا، جب وقف درست ہو گیا تو اس درخت کی جڑ محض اسی صورت میں کاٹیں گے جبکہ اس کی جڑ سے نفع اٹھانا ممکن نہ رہے، مثلاً اس درخت کی شاخیں ختم ہو جائیں یا وہ درخت اس نوع کا ہو کہ محض اس کی جڑ سے ہی نفع اٹھایا جاتا ہو تو اس کی جڑ کاٹ کر صدقہ کرنے کا حکم ہوگا اور اگر اس کے پھل یا پتوں سے نفع اٹھایا جاتا ہو تو پھر اس کو جڑ سے قطع نہیں کریں گے۔ (مضمرات)

اسی طریقے سے اگر کسی درخت کو مع جڑ کے ایک مسجد کے اوپر وقف کیا جائے اس کے بعد وہ پورا سوکھ جائے یا اس کا کچھ حصہ سوکھ جائے تو اس صورت میں سوکھے ہوئے حصہ کو قطع کرکے تر اور بغیر سوکھا ہوا حصہ چھوڑ دیں۔ (محیط سرخسی)

فقراء کے اوپر موقوفہ زمین کو کوئی شخص متولی سے اجرت کے اوپر لے اور اس کے اندر کھاد اور گوبر ڈال کر درخت لگائے، اس کے بعد اجرت پر لینے والا موت کی آغوش میں سو جائے تو اس درخت کو اس کے ورثاء کے لئے ترکہ قرار دیا جائے گا اور ورثاء سے کہا جائے گا کہ وہ اسے جڑ سے کاٹ ڈالیں، اگر ورثاء یہ چاہیں کہ کھاد ڈالنے کی بنا پر زمین میں جو اضافہ ہوا ہے اسے وقف سے واپس لے لیں تو انہیں اس کا حق حاصل نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (ذخیرہ)

کوئی شخص راستہ پر درخت لگائے اس کے بعد درخت لگانے والا دولت چھوڑ کر

موت کی آغوش میں سو جائے، پھر ان دونوں لڑکوں میں سے ایک لڑکا اپنے حصہ کو ایک مسجد کے لئے وقف کر دے تو اس کا حصہ مسجد کا شمار نہ ہوگا۔ (واقعاتِ حسامیہ)

کوئی شخص بحالتِ تندرستی اپنی زمین کے کچھ درختوں کو متعین کرتے ہوئے اپنی زوجہ سے کہے کہ جب میں موت کی آغوش میں سو جاؤں تو تو انہیں بیچ کر ان کی رقم میرے کفن، فلاں مسجد کے چراغ کے تیل فقراء کی روٹی کے سلسلہ میں صرف کر دینا، اس کے بعد وہ موت سے ہمکنار ہو جائے اور پسماندگان میں یہ زوجہ اور دوسرے بالغ ورثاء چھوڑے پس ورثاء ترکہ سے کفن خرید کر اس کی تجہیز و تکفین کر دیں تو وہ عورت یہ درخت بیچ کر ان کی رقم خریدار کے ذمہ کفن کی رقم کے بقدر کم کر دیگی اور باقی ماندہ رقم فقراء کی روٹیوں اور مسجد کے چراغ کے تیل پر صرف کی جائے۔ (محیط)

کوئی شخص اپنی زمین کو ایک معلوم شدہ مصرف وجہت پر یا ایک متعین و معلوم قوم کے اوپر وقف کرے، اس کے بعد واقف اس کے اندر درخت لگائے، اس صورت میں مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ اگر وہ غلہ وقف کی رقم سے (خرید کر) لگائے یا اپنی رقم سے لگائے مگر ذکر کر دے کہ میں یہ درخت وقف کے لئے لگا رہا ہوں تو ان درختوں کے وقف ہونے کا حکم ہوگا، اور اگر اپنی رقم سے درخت لگائے مگر کچھ بیان نہ کرے تو اس کے موت کی آغوش میں سونے پر یہ درخت اس کے ورثاء کے قرار دیئے جائیں گے اور وقف کے شمار نہ ہوں گے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

شیخ نجم الدینؒ سے پوچھا گیا کہ کسی قبرستان میں درخت لگے ہوئے ہوں تو کیا انہیں کسی مسجد کی عمارت میں صرف کرنا جائز ہوگا۔ شیخ نجم الدینؒ نے جواباً فرمایا کہ ہاں کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ کسی جہت کے اوپر وقف نہ کئے گئے ہوں، اس کے بعد دریافت کیا گیا کہ اگر قبرستان کی دیواریں گرنے اور برباد ہو جانے کے قریب ہوں تو ان درختوں سے حاصل شدہ رقم اس کے اندر صرف کی جائے یا تعمیر مسجد کے اندر، تو جواباً فرمایا کہ جس کے اوپر وقف ہوں اسی کے اوپر صرف کرنے کا حکم ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ اس کے مصرف کا صحیح طور پر علم ہو۔ اگر کوئی متولیٔ مسجد اور متولی قبرستان نہ ہو تو عوام (پبلک) کو بلا حکم قاضی اس وقف میں تصرف کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (ظہیریہ)

شیخ نجم الدینؒ سے دریافت کیا گیا کہ کوئی شخص مسجد میں پودہ لگائے، اس کے بعد وہ چند برس میں بڑا ہو جائے پھر متولی چاہے کہ اس درخت کی رقم اسی کو جہ میں جو کنواں ہے اس کی تعمیر پر صرف کر دے اور درخت لگانے والا کہتا ہو کہ میں اس کا مالک ہوں میں نے یہ درخت مسجد کے اوپر وقف نہیں کیا۔ شیخ نجم الدینؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر بات یہ ہے کہ اگر درخت لگانے والے نے اسے

لہ مگر یہ حکومت اسی وقت ممکن ہے کہ خریدار غیر صاحبِ نصاب ہو۔

مسجد ہی کے لئے لگایا ہو تو پھر کنویں۔ کی تعمیر میں اسے (یعنی اس کی رقم کو) صرف کرنا جائز نہ ہوگا اور نہ درخت لگانے والے کو اپنی ضرورت کے اندر اسے صرف کرنا جائز ہوگا۔ (محیط)

فتاویٰ اہلِ سمرقند کے اندر ہے کہ کسی مسجد میں سیب کا درخت لگا ہوا ہو تو کیا لوگوں کے لئے اس کے پھلوں سے افطار کر لینا جائز ہوگا؟ تو صدر الشہیدؒ فرماتے ہیں کہ راجح و پسندیدہ قول کے مطابق اسے ناجائز قرار دیں گے۔ (ذخیرہ)

عام شاہراہ پر کوئی درخت لگایا گیا ہو اور راہ گیروں کے اوپر وقف کر دیا گیا ہو تو اس صورت میں راہ گیروں کو اس کے پھل کھا لینے جائز ہوں گے۔ اور اس سلسلہ میں مال دار اور مفلس دونوں کا حکم برابر ہوگا اسی طریقہ سے وہ پانی جو میدانوں میں رکھا (اور جمع) کیا جائے، اور جنازہ (میت) کا تخت (یا چارپائی) اور اس کے کپڑے، سقایہ کا پانی اور موقوفہ قرآن کریم ان سب کا حکم یہ ہے کہ ان سے نفع اٹھانے میں مال دار اور مفلس دونوں یکساں ہوں گے۔ (فتاویٰ قاضی خان)

باب سیزدہم ۱۳

وہ اوقاف جن کی ضرورت نہ رہے اور اسکے متصلات اور کفار پر وقف کا بیان

ایک چھوٹے پُل کے لئے کوئی چیز وقف ہو، اس کے بعد وہ وادی سوکھ جائے اور پانی کا رُخ اسی محلہ کے دوسرے نالہ کی جانب ہو جائے، پھر اس نالہ کے اوپر پل باندھنے کی حاجت ہو تو کیا یہ جائز ہے کہ پہلے پُل پر غلہ کی جو آمدنی وقف تھی اس دوسرے پل کی طرف اسے منتقل کر دیں تو یہ دیکھیں گے کہ اگر دوسرے پل کی تعمیر بھی عوام کے لئے ہو اور اس سے متصل کوئی دوسرا پل عوام کیلئے نہ ہو تو اس صورت میں پہلے پل کے غلہ (اور اس کی رقم) کو دوسرے پل کی طرف منتقل کرنا اور اسکے اوپر صرف کرنا جائز ہوگا۔ (واقعاتِ حسامیہ)

شمس الائمہ حلوانیؒ سے دریافت کیا گیا کہ کوئی مسجد شکستہ وغیر آباد یا حوض خراب ہو جائے اور لوگوں کے اِدھر اُدھر چلے جانے کے باعث اس کی ضرورت نہ رہے تو کیا قاضی کے لئے جائز ہے کہ اس مسجد یا حوض سے متعلق اوقاف کو کسی اور مسجد یا حوض کی طرف منتقل کر دے اور اس کے اوپر انکی آمدنی صرف کرے؟ شمس الائمہؒ نے جواباً فرمایا کہ ہاں درست ہے، اور اگر لوگ منتشر

نہ ہوئے ہوں مگر حوض کو تعمیر (ومرمت) کی حاجت نہ ہو اور اس سے متصل ایک مسجد کو عمارت (ودرستگی) کی حاجت ہو یا صورت اس کے برعکس ہو تو کیا قاضی کے لئے یہ جائز ہے کہ جسے عمارت (ودرستگی) کی احتیاج نہ ہو اس سے متعلق وقف دوسری طرف جسے عمارت کی احتیاج ہو منتقل کردے اور اس کے اوپر صرف کرے؟ تو شمس الائمہؒ نے جواباً فرمایا کہ درست نہ ہوگا۔ (محیط)

کسی رباط کی لوگوں کو ضرورت نہ رہے مثلاً کافروں کی جس سرحد پر رباط ہو وہ ملک اسلامی مملکت میں شامل ہو جائے اور اس رباط کے لئے کچھ موقوفہ آمدنی ہو، اس صورت میں اگر اس سے متصل دوسرا رباط موجود ہو تو اس کی آمدنی دوسرے رباط کے اوپر صرف کرنے کا حکم ہوگا، اور اگر اس سے متصل کوئی اور رباط نہ ہو تو اس غلہ (اور آمدنی) کو رباط بنانے والے کے ورثاء کی جانب لوٹانے کا حکم ہوگا یہ مسئلہ اسی طرح "فتاویٰ ابواللیث" کے اندر بیان کیا گیا ہے۔ صدر الشہیدؒ فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ قابل تأمل وغیرہ ہے پس بوقت فتویٰ تامل ضروری ولازم ہوگا۔ (ذخیرہ)

فتاویٰ النسفی کے اندر ہے شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ کسی دیہات کے لوگ اِدھر اُدھر چلے جائیں اور اس کی جگہ مسجد شکستہ ومسمار ہونے کے قریب ہو اور بعض زور آور فاسق لوگ غالب آکر مسجد کی لکڑیاں اپنے مکانات میں اٹھا کر لیجانے لگیں تو کیا گاؤں کے کسی فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ با جازت قاضی مسجد کی لکڑیاں بیچ کر اس کی رقم اس لئے محفوظ رکھ لے کہ کسی اور مسجد یا اسی مسجد کے اوپر صرف کرے گا، تو شیخ الاسلامؒ نے فرمایا کہ ہاں ایسا کر سکتا ہے۔ (محیط)

کوئی شخص اپنا چوپایہ (گھوڑا وغیرہ) کسی رباط میں باندھ دے یا تلوار لٹکا دے یعنی اللہ کے راستہ میں اس سے کام لینے کے لئے وقف کر دے اس کے بعد رباط شکستہ وخراب ہو جائے اور لوگوں کو اس کی ضرورت نہ رہے تو اس موقوفہ چوپایہ یا تلوار (وغیرہ) کو اس رباط سے متصل دوسرے رباط سے متعلق کریں گے (اور وہیں چوپایہ باندھیں گے اور تلوار لٹکا دیں گے۔ (ذخیرہ)

نوادر کے اندر ہے کہ کوئی موقوفہ بالاخانہ گر جائے اور کوئی غلہ (یعنی ذریعہ آمدنی) نہ ہو جس سے کہ اس کی مرمت ودرستگی ہو سکے تو وقف کے باطل ہو جانے کا حکم ہوگا اور اس کا حق (حق تعمیر) واقف کی جانب اگر وہ بقید حیات ہو ورنہ مر جانے پر اس کے ورثاء کی جانب لوٹے گا۔ (محیط سرخسی)

لے: صدر الشہیدؒ کے صحیح قول کے مطابق اگر دوسرا رباط نزدیک نہ ہو تو اس غلہ کو فقراء اور مساکین کے اوپر صرف کریں گے۔

کسی محلہ کے لئے پانی کا موقوفہ حوض ہو اور وہ اتنا خراب ہو جائے کہ اس کی مرمت و درستگی ممکن نہ رہے اور اہل محلہ اس سے لاپرواہی برتیں، لہٰذا اگر اسکے واقف کا علم ہو اور وہ بقید حیات ہو تو وقف اسکی جانب لوٹیگا، اور اگر موت کی آغوش میں سو گیا ہو تو اس صورت میں اسکے ورثاء کی جانب لوٹے گا، اگر اسکے واقف کا علم ہو تو وہ ان لوگوں کے پاس لقطہ[1] کی مانند ہو گا، وہ اسے کسی مفلس کے اوپر صدقہ کریں گے، پھر مفلس اسے بیچ کر اس کی رقم سے نفع اٹھائے، اسی طریقہ سے اسی نوع کا یہ مسئلہ ہے کہ کوئی دوکان صحیح طور سے موقوفہ ہو پھر بازار میں اس دوکان سمیت آگ لگ جائے اور وہ دوکان جلکر ناقابلِ انتفاع ہو جائے اور اس قابل نہ رہے کہ کسی مال کے بدلہ اجرت پر لیجا سکے تو وہ موقوفہ ہونے سے نکل جائے گی۔ اسی نوع کا مسئلہ یہ ہے کہ کوئی موقوفہ رباط آگ لگ جانے کے باعث بیکار و ناقابلِ انتفاع ہو جائے تو وقف باطل و کالعدم ہو کر یہ رباط میراث و ترکہ وقف بنجائے گا۔ اسی قسم کا مسئلہ یہ ہے کہ کوئی حویلی کسی قبرستان کے اوپر صحیح طریقہ سے موقوفہ ہو پھر حویلی خراب ہو کر ناقابلِ انتفاع ہو جائے اس کے بعد کوئی شخص آکر بلا اجازت اسے آباد کرے اور اپنی رقم لگا کر اس کی مرمت و درستگی کرائے تو اس صورت میں اصل زمین واقف کے ورثاء ہی کی ہوگی اور عمارت کا مالک بنانے والا یا اس کے ورثاء ہوں گے۔ (مضمرات)

اسی طریقہ سے کسی قوم پر کوئی شے صحیح طریقہ سے وقف ہو پھر وہ خراب ہو کر ناقابلِ انتفاع ہو جائے اور وہ گاؤں سے کافی فاصلہ پر ہو، نہ لوگ اس کی تعمیر کی طرف راغب ہوں اور نہ اس کی اصل (زمین) کو کوئی اجرت پر لیتا ہو تو وقف باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہو گا اور اسے فروخت کر دینا درست و جائز ہو جائے گا۔ اگر اس کی اصل زمین کوئی آدمی تھوڑی مقدار پر اجرت کے اوپر لیلے تو اس صورت میں اسکی اصل کو وقف برقرار رکھیں گے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

یہ جواب امام محمدؒ کے قول کی رو سے درست ہے اور ابو یوسفؒ کے قول کی رو سے یہ قابلِ تامل اور محلِ نظر ہے، اس لئے کہ ان کے نزدیک اگر وقف شرائط کے لحاظ سے درست ہو تو بجز کچھ مخصوص صورتوں کے اس کا باطل و کالعدم ہونا ممکن نہیں۔ (محیط سرخسی)

فتاویٰ ابواللیثؒ میں لکھا ہے کہ کوئی شخص لوگوں سے چندہ وصول کر کے تعمیر مسجد کی خاطر دراہم اکٹھا کرے، اس کے بعد ان دراہم میں سے حسبِ ضرورت خرچ کر دے، پھر اپنی رقم میں سے ان دراہم کے بدلہ رکھ دے تو حکم اس کا یہ ہے کہ اسے ایسا کرنے کا حق نہ ہو گا، اگر وہ ایسا کرنے تو دیکھیں گے کہ اگر وہ اس شخص کو جس نے مال دیا تھا پہچانتا ہو تو خرچ کردہ رقم اسے لوٹا دے یا از سر نو اس سے اجازت حاصل کرے اور اگر وہ مالک تک نہ پہونچ پائے تو جس کام کے اندر صرف کرے اس کے لئے حاکم وقت سے اجازت

---

[1] : گری پڑی چیز۔

حاصل کرے اور اگر اس کے لئے یہ بھی دشوار ہو تو مجھ کو توقع ہے کہ جب وہ صرف کردہ مال کے بقدر اپنے مال سے اس کام کے اندر صرف کرے گا تو درست ہو جائے گا۔ مگر مالک تک پہونچانا یا اجازت حاکم محض اس کے اوپر سے وبال دور کرنے کے لئے ہے ضمان کے ساقط ہونے سے اس کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ اس کے اوپر ضمان لازم رہے گا۔ (ذخیرہ)

اگر کوئی عالم فقراء کے لئے لوگوں سے کچھ مانگ کر اکٹھا کرے اور چندہ کی رقوم ایک دوسرے میں مخلوط ہو جائیں تو عالم کے اوپر ان سب کا ضمان لازم آئے گا اور اگر وہ ادائیگی کر دے تو فقراء کو اپنے مال سے ادا کرنے والا شمار ہوگا مگر ان لوگوں کے مال کا ضامن برقرار رہے گا اور اس مال سے جن لوگوں نے بنیتِ زکوٰۃ دیا ہو ان کی زکوٰۃ کی ادائیگی نہ ہوگی۔ لہٰذا اس کا حیلہ و تدبیر یہ ہے کہ کوئی متعین مفلس و غیر صاحبِ نصاب شخص اس عالم کو اپنی جانب سے ادائیگی کی اجازت عطا کر دے تو اس شکل میں فقیر و مفلس کے مال کو اسی کے مال میں مخلوط کرنے والا شمار ہوگا اور مسئلہ کی نوعیت بدل جائے گی۔ (محیط)

اسی طریقہ سے اگر کوئی باہمت شخص اپنی سعی و ہمت سے فقراء کی اجازت و حکم کے بغیر ان کے لئے کچھ مانگ لے تو وہ ان لوگوں کی جانب سے امین شمار ہوگا، پس اگر اس نے بعض لوگوں کے مال کو بعض دوسروں کے اموال میں ملا دیا تو اس پر ضمان کا وجوب ہوگا۔ اور جب وہ فقراء کو ادا کرے گا تو اپنے مال سے ادا کرنے والا قرار دیا جائے گا اور جن لوگوں سے اس نے وصولیابی کی ہو انکے اموال کا وہ ضامن ہوگا اور ان لوگوں کی زکوٰۃ کی اس طرح ادائیگی نہ ہوگی پس اس سے عہدہ برآ ہونے کی تدبیر و حیلہ یہ ہے کہ کوئی مفلس اول اس شخص کو اپنے لئے وصولیابی کا حکم کرے تو اس حکم کے باعث یہ شخص فقیر و مفلس کا وکیل شمار ہوگا اور اب اس کا تصرف کرنا درست و جائز ہوگا، لہٰذا اس صورت کے مال کو ہی اس کے مال میں مخلوط کرنے اور ملانے والا قرار دیا جائے گا۔ (مضمرات)

بابِ ۱۴ چہاردہم۔ متفرقات کا بیان

کوئی شخص اپنا مال ایسے راستہ میں خرچ کرنا چاہے جس سے قربت الٰہی میسر ہو، لہٰذا وہ مسلمانوں کی خاطر رباط بنائے تو رباط تعمیر کرنا غلام کو حلقۂ غلامی سے آزاد کرنیکے مقابلہ میں اسکیلئے بہتر اور زیادہ سود مند) ہوگا۔ کیونکہ رباط زیادہ عرصہ تک باقی رہے گا، بعض کے نزدیک مسکینوں کے اوپر صدقہ کرنا افضل و بہتر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہم نے تقرب خداوندی کی نیت رکھنے والے کو حکم دیا کہ وہ کتابیں خریدے اور کسی کتب خانہ کے اندر رکھ دے تاکہ ان کتابوں کے ذریعہ لوگ علم سیکھیں دیکھیں اور عام طور پر استفادہ کر سکیں) اسطرح کتابیں رکھنے میں دوامی فائدہ ہے، اسلئے کہ وہ آخر زمانہ تک باقی رہے گا لہٰذا

اور اشیاء کے مقابلہ میں اسے افضل و بہتر قرار دینگے، اگر کوئی شخص اپنا مکان فقراء کے اوپر وقف کرے تو اس کی رقم کو افضل یہ ہے کہ صدقہ کر دیں گے۔ اور اگر مکان نہیں بلکہ کھیت ہو تو پھر اسے بجنسہ وقف کر دینا بہتر وافضل ہوگا، کوئی شخص یہ چاہے کہ مسجد کے واسطے تیل یا چٹائی خریدے، لہٰذا اگر مسجد کو تیل کی نہیں بلکہ چٹائی کی ضرورت ہو تو چٹائی خریدنے کو افضل قرار دیں گے، اور اگر اسکے برعکس صورت ہو تو تیل کا خریدنا افضل و بہتر ہوگا، اور اگر دونوں ہی کی حاجت ہو تو دونوں فضیلت میں برابر ہونگے، لہٰذا فضیلت کی کمی بیش اور چیز کی احتیاج کے اندر کمی بیشی اور ضرورت کی شدت اور کمی اور ضرورت کے دوام کے اوپر ضرور نظر رکھنی چاہئے۔ طالب علموں اور علم کی راہوں، علم کے رکھنے اور اکٹھا کرانے پر صرف کرنا مفلس کے اوپر صرف کرنے کی طرح ہے (بلکہ اس سے افضل ہے) اور عبادات نافلہ میں مشغول ہونیکے مقابلہ میں (باعتبار ثواب) ان امور پر صرف کرنا افضل ہے اسی طرح تفسیر و حدیث اور انسے متعلق ضرورتوں و راستوں میں صرف کرنا زیادہ بہتر وافضل ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ ان چیزوں کا نفع دائمی ہوگا (مضمرات) کوئی شخص فلاں مدرسہ میں مقیم طلباء کے اوپر صحیح طور سے وقف کرے اور اس مدرسہ میں محض ایک شخص مقیم ہو اور وہ بھی شب کو حفاظت کا کام انجام دیتا ہو تو اسے اس وقف سے محروم قرار نہ دیں گے اگر وہ مدرسہ کے کمروں میں سے کوئی کمرہ قیام کے لئے لیتا ہے درآنحالیکہ اسکے پاس قیام کے اسباب موجود ہوں (جس سے مقیم ہونا سمجھ میں آتا ہے) تو اسے اس صورت میں بھی محروم شمار نہ کریں گے کیونکہ اسکا شمار اس جگہ کے رہنے والوں میں ہوگا۔ (مضمرات)

اگر وہ شب کو حفاظت کا کام انجام دیتا ہو اور دن میں حصولِ علم کے اندر کوتاہی برتتا ہو تو یہ دیکھینگے کہ اگر وہ دن کے اندر کسی اور کام میں لگا رہتا ہو حتیٰ کہ اس کا شمار طلبائے علم میں نہ ہوتا ہو تو وہ اس وظیفہ کا حقدار نہ ہوگا، اور اگر کسی اور کام میں قطعاً مشغول نہ ہوتا ہو حتیٰ کہ وہ طلباء کی صف میں شمار ہوتا ہو تو اس صورت میں اسکو وظیفہ کا حقدار قرار دیں گے۔ (محیط سرخسی)

یہ ساری تفصیل اس صورت میں ہے کہ واقف یہ کہے کہ "یہ فلاں مدرسہ میں مقیم طلباء کے اوپر وقف ہے" اور اگر وہ محض یہ کہے کہ "فلاں مدرسہ کے مقیم لوگوں کے اوپر وقف ہے" "طالب علموں میں سے" نہ کہے، تو اس صورت میں بھی مذکورہ بالا حکم ہوگا۔ حتیٰ کہ طلباء کے علاوہ جو دوسرا شخص اس مدرسہ میں مقیم ہو وہ وظیفہ کا حقدار نہ ہوگا۔ کیونکہ وقف سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

طالب علم اگر حصول علم کی خاطر فقہا کی خدمت میں حاضر نہ ہوتا ہو، پس اگر اسکا قیام شہر ہی میں ہو اور اپنی ضرورت کی فقہ وغیرہ سے متعلق کتاب کے لکھنے میں مصروف ہو تو اسکے لئے اس وظیفہ کے لینے میں کوئی حرج نہیں، اور اگر شہر میں قیام ہو مگر اسکے علاوہ دوسرے کام میں مصروف ہو تو اسے وظیفہ نہ لینا چاہئے (مضمرات)

اگر حصولِ علم کرنے والا شہر سے کچھ روز کیلئے چلا جائے، اسکے بعد لوٹ کر آئے اور علم طلب کرنے لگے لہٰذا اگر مسافت سفر (یعنی کم از کم ۴۸ میل) تک چلا گیا تھا تو گذرے ہوئے دنوں کا وظیفہ طلب کرنے کا اسے

حق نہیں پہونچتا ہے، اسی طریقہ سے اگر شہر سے چلا جائے اور کچھ روز تک شہر سے باہر کہیں اور ٹھہرے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا، اگر مسافتِ سفر سے کم پر گیا ہو اور کسی ضروری کام سے گیا ہو کہ اسکے بغیر کام نہ چل سکتا ہو مثلاً روزینہ اور خوراک وغیرہ تو اتنی مقدار معاف ہے اور کسی دوسرے شخص کو اسکا کمرہ لینے کا حق و اختیار نہ ہوگا اور اسکے وظیفہ کے بدستور باقی رہنے کا حکم ہوگا جبکہ غیر حاضر و غائب ہونے کی مدت ایک ماہ سے تین ماہ تک ہو، اسکے بعد زیادہ مدت بیت جانے پر دوسرے کیلئے اسکا کمرہ اور وظیفہ لینے کا حق ہوگا (بحر الرائق)

فقیہؒ کہتے ہیں کہ پڑھانے والا اگر طالبِ علم ہے اس دن میں اجرت وصول کرے جس دن کہ درس نہ ہو تو مجھ کو اس کے جائز و درست ہونے کی توقع ہے۔ (محیط)

نقہ کی تعلیم دینے والا ایک ماہ یا دو ماہ غیر حاضر رہے تو بالاتفاق سب کے نزدیک اسے تنخواہ لینا ناجائز و حرام ہے بشرطیکہ ماہانہ تنخواہ مقرر ہو، اور اگر تنخواہ سالانہ مقرر ہو اور تقسیم کے وقت اسکا سال بھر میں زیادہ مہینہ مقیم رہنا ثابت ہو تو اسکو لینا حلال و جائز ہوگا۔ (قنیہ)

شیخ فقیہ ابو بکرؒ سے بلخ کے علوی باشندوں پر وقف کے بارے میں سوال کیا گیا یعنی کوئی اس طریقہ سے وقف کرے کہ یہ وقف ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بلخ میں مقیم اولاد کے اوپر دراآنحالیکہ ان میں سے بعض غیر موجود بھی ہوتے ہوں اور باہر چلے جایا کرتے ہوں تو جواباً فرمایا کہ ان میں سے جو شخص باہر چلا جائے مگر نہ کہیں دوسری قیامگاہ و مکان بنائے اور نہ یہاں کے مکان کو بیچے تو اسکا شمار بلخ کے رہنے والوں میں ہوگا اور اسکے وظیفہ یا وقف کو باطل قرار نہیں دیں گے۔ (ذخیرہ)

اگر کوئی شخص زمین کو فاسد طریقہ سے خریدے اور اس پر قابض ہو کر اسے مسجد بنا دے اور لوگ اسکے اندر نماز پڑھنے لگیں تو اس صورت میں ہلالؒ اپنے وقف کے اندر فرماتے ہیں کہ اسکے مسجد ہو جانے کا حکم ہوگا اور خریدنے والے کے ذمہ اس کی قیمت کا وجوب ہوگا اور وہ زمین فروخت کرنے والے کو نہیں لوٹائیں گے، ہلالؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب (امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ) کا قول یہی ہے اگر وہ یہ زمین وقف کر دے تب بھی اسے مسجد بنا دینے پر قیاس کرتے ہوئے اسکا یہی حکم برقرار رہے گا۔ کتاب الشفعہ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر فاسد طریقہ سے خرید کردہ زمین کو مسجد بنا دے اور اسکے اندر کوئی عمارت تعمیر کرے تو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں اسکے اوپر قیمت کا ضمان لازم آئے گا اور عمارت بنانے کے باعث اسے ہلاک شدہ شمار کر لے کا حکم ہوگا۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ عمارت منہدم کر کے زمین اس کے فروخت کرنے والے کو لوٹا دیں گے۔ لہٰذا "کتاب الشفعہ" کی روایت کی بنیاد پر عمارت کی شرط لگانا اس بات کی دلیل ہے کہ اگر اس کے اندر کوئی عمارت نہیں بنائی تو محض زمین کو مسجد قرار دیدینے پر بالاتفاق وہ مسجد نہیں بنجائے گی۔ ہلالؒ کی روایت کی رو سے عمارت کی شرط نہ ہونے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بالاتفاق محض زمین بھی بلا عمارت کے

مسجد قرار دیجائے گی۔ حاکم شہید فرماتے ہیں کہ ہلال کی روایت کے مقابلہ میں امام محمد کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ اگر کوئی شخص زمین صحیح طریقہ سے خرید کر قابض ہو کر اسے فقراء کے اوپر وقف کرے، پھر اسکے اندر کوئی عیب نظر آئے تو اسے لوٹانیکا حق نہ ہوگا۔ البتہ بقدر عیب جو نقصان و کمی واقع ہوئی ہو اتنی قیمت واپس لیگا۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص زمین خریدکر اسے مسجد بنادے، پھر اسکے اندر عیب نظر آئے تو بقدر عیب جو نقصان ہوا ہے بھی واپس لینے کا حق نہ ہوگا۔ (محیط)

اگر کسی شخص نے غلام کے بدلہ کسی سے ایک گھر خریدا اور دونوں قابض ہو گئے، اسکے بعد اس شخص نے گھر کو وقف کیا پھر اس غلام کو کسی نے اس پر اپنا حق ثابت کر کے لیا تو وقف کے جائز و درست ہونے کا حکم ہوگا اور خریدار کے اوپر لازم ہوگا کہ قضیہ کے دن زمین کی جتنی قیمت ہو وہ زمین فروخت کرنے والے کو دیدے۔ (حاوی)

اگر غلام کے متعلق یہ ثابت ہو کہ فی الحقیقت وہ آزاد شخص ہے تو وقف کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط) متولی وقف سارا غلہ اکٹھا کر کے مستحقین وقف کو تقسیم کر دے لیکن ان میں سے ایک مستحق کو محروم کرتے ہوئے اسکے حصہ کو اپنی ذاتی ضرورت میں خرچ کر دے، اسکے بعد دوسرا غلہ آئے تو وہ محروم رہنے والا یہ چاہے کہ اس میں سے اگلے برس کا بھی لیلے اس صورت میں اگر وہ شروع سے ہی ضمان کا طلبگار رہا ہو تو اسے غلہ میں سے اپنا سابق حصہ وصول کرنے کا حق نہ ہوگا، اور اگر اس نے پہلے غلہ کے شریکوں سے انکے حصوں سے وصول کیا ہو تو اسے یہ حق ہوگا کہ اس دوسرے غلہ میں سے بھی انکے حصص میں سے اپنے حصہ کے بقدر لیلے، اسکے بعد جب وہ لیلے تو سارے مل کر متولی سے پہلے سال کے محروم شخص کے حصہ کے بقدر ضمان وصول کریں گے۔ (مضمرات)

مسجد کا امام غلہ لیکر چلا جائے اور ابھی سال نہ گذرا ہو تو اس سے سال بھر سے غلہ میں سے کسی حصہ کی مقدار وصول نہیں کیجائے گی، اعتبار اسوقت کا ہوگا جبکہ فصل کاٹی گئی ہو (اور غلہ حاصل کیا گیا ہو) لہٰذا اگر کاٹے جانے کے وقت وہ مسجد کے عہدۂ امامت پر فائز تھا تو غلہ کا حقدار ہوگا۔ (وجیز)

رہ گیا مسجد کے امام کا مسئلہ کہ سال بھر میں جتنی مدت کے لئے وہ چلا گیا اور فریضۂ امامت انجام نہیں دیا اسکے بقدر گھٹے ہوئے غلہ کا کھانا اسکے لئے جائز و حلال ہے یا نہیں اس کے اندر تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ مفلس و ضرورت مند ہو تو جائز و حلال ہے طلبار کا بھی یہی حکم ہوگا کہ اگر انہیں ہر برس غلہ تیار ہو جانے پر کچھ متعین مقدار دیجاتی ہو اور ان میں سے ایک غلہ تیار ہو جانے پر اپنا حصہ لیلے اور پھر اسکے بعد مدرسہ چھوڑ دے (اور تعلیم ترک کر دے) تو اس کا حکم بھی امام کا سا ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص وصیت کرے کہ میرے ترکہ میں اتنے دراہم روکے جائیں اس خیال کی بنا پر کہ ممکن ہے میرے اوپر کچھ قرض ظاہر ہو تو وصیت کو باطل و کالعدم قرار دیں گے چاہے روکنے والے دراہم کی مقدار متعین کر دی ہو یا نہ کی ہو، اسکے بعد اگر وہ یہ بھی کہے کہ بشرطیکہ وصیت کی رائے بھی اسکے موافق ہو تو اس شکل میں وصی کو یہ حق

لے اس صورت میں اوپر ذکر کردہ قول جسے ہلالؒ "ہمارے اصحاب کا قول" کہتے ہیں قابل ترجیح ہوگا۔

حاصل ہوگا کہ اس کا تہائی مال روکے رکھے کیونکہ اس کا یہ کہنا کہ بشرطیکہ وصی کی رائے بھی یہی ہو گویا اس کا یہ کہنا ہے کہ وصی اتنی مقدار جس کو چاہے عطا کردے اور اگر وہ اس مقدار میں کمی کردے تب بھی درست ہے۔
(واقعات حسامیہ)

کسی شخص کے قبضہ میں کوئی زمین ہو اور اسکا پانی فقراء کے لئے وقف ہو پھر پانی اس زمین سے آگے بڑھے مگر ابھی تک وہ پانی نہر میں ہو (جو نہر کہ اسی زمین ہو) تو وہ پانی کسی اور کو نہ دے بلکہ نہر ہی میں رہنے دے تاکہ فقراء تک یا کسی اور تک پہونچ جائے یعنی وہ پانی یہ کہہ کر چھوڑ دے کہ فقیر یا اور جو کوئی بھی استعمال کرے اسکے لئے حلال و جائز ہے، کوئی بیمار کہے کہ میں ایسی دوکان کا جو فقراء کے اوپر موقوفہ ہے متولی تھا اور میں اس سے ہونے والی آمدنی کو ضائع کیا کرتا تھا یا وہ کہے کہ میں نے کبھی اپنے مال سے زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں کی لہذا تم لوگ میرے مرنے کے بعد میرے مال سے زکوٰۃ ادا کردینا۔ اس صورت میں اگر ورثاء اسکے قول کی تصدیق کرتے ہوں تو مال موقوفہ اسکے کل ترکہ دیئے جانے کا حکم ہوگا اور زکوٰۃ کی ادائیگی اسکے تہائی مال سے کیجائے گی۔ اگر ورثاء اسکے قول کو غلط قرار دیں اور تصدیق نہ کریں تو اس صورت میں مالِ موقوفہ اور زکوٰۃ دونوں کی ادائیگی اس کے تہائی مال سے کرنے کا حکم ہوگا۔ اور وصی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ ورثاء سے انکے علم کے اوپر یہ حلف لے کہ "واللہ ہم اس سے آگاہ نہیں کہ بیمار جس بات کا اقرار کر رہا ہے وہ حق (و سچ) ہے" اس جگہ وصی سے مرنے والے کا وصی مقصود و مراد نہیں بلکہ متولی وقف مراد لیا گیا ہے۔ لہذا جب متولی وقف ان سے حلف لے اور وہ حلف کرلیں تو اس کے تہائی مال سے ضمان لازم آئے گا جیسا کہ حلف سے قبل تھا۔ اور اگر وہ لوگ سرے سے حلف کرنے سے انکار کردیں تو پھر زکوٰۃ کی صورت میں ادائیگی تہائی مال سے اور وقف کی صورت میں کل مالِ متروکہ سے ادائیگی کی جائے گی جیسا کہ ابتداءً ورثاء کی تصدیق و اقرار کی صورت میں حکم بیان کیا جاچکا (محیط)

جامع الجوامع میں ابوالقاسم سے مروی ہے کہ کوئی شخص اپنی تندرستی کی حالت میں وقف کرے اور اپنے مال پر سے اپنا قبضہ ہٹالے اسکے بعد مرتے وقت اپنے وصی سے کہے کہ فلاں آدمی کو اس کی آمدنی میں سے پچاس اور فلاں دوسرے شخص کو سو عطا کردینا۔ اس کے بعد وہ موت کی آغوش میں سو جائے اور اس کا لڑکا ضرورت مند و مفلس ہو۔ اور مرنے والا واقف وصی (متولی) یہ بھی کہہ گیا ہو کہ تمہاری رائے میں جو موزوں ہو وہ کرنا تو اس شکل میں واقف نے جن لوگوں کا مرتے وقت نام لیا ہو انکو عطا کرنے کے مقابلہ میں اسکے ضرورت مند و مفلس بیٹے کو عطا کرنا زیادہ بہتر و افضل ہوگا۔ اور اگر وہ وقف کرتے ہوئے یہ شرط لگائے کہ واقف جسے چاہے عطا کرے تو اس صورت میں وہ شخص (نامزد) فقراء کیلئے ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

کوئی مرض الموت میں مبتلا شخص کہے کہ تم لوگ یا وصی سے کہے کہ تم میرے مال میں سے میرے حصہ کو نکالنا اور اسکے علاوہ کچھ نہ کہے تو اس صورت میں اس کے ترکہ میں سے تہائی نکالنے کا حکم ہوگا۔ کیونکہ اس کا حصہ محض اسی قدر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے مالوں میں

سے تہائی مال تمہاری عمر کے آخری حصہ کے اعمال کے صلہ میں تمہارے اوپر صدقہ کیا[1] (تاکہ اس کے صدقہ کے ذریعہ اعمال حسنہ میں اضافہ کیا جائے) (واقعات حسامیہ)

جامع کسائی کے اندر لکھا ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے مصحف (قرآن کریم) کو اللہ کے راستہ میں وقف کر دے، پھر مصحف جل جائے اور اسکے اوپر چڑھی ہوئی چاندی ہی باقی رہ جائے تو وہ چاندی قاضی کو دیں گے تاکہ وہ اسے بیچ کر اس کے بدلہ دوسرا مصحف خرید ے اور فی سبیل اللہ وقف کر دے۔ اگر کوئی شخص اپنے گھوڑے کو اللہ کے راستہ میں وقف کر دے اس کے بعد اسکے اندر کوئی ایسا عیب پیدا ہو جائے کہ اسکے اوپر سوار ہو کر جہاد کرنا ممکن نہ رہے تو اس کے اندر کوئی حرج نہ ہو گا کہ متولی اسے بیچ کر اس کی قیمت سے دوسرا ایسا گھوڑا خرید لے کہ اس کے اوپر سوار ہو کر جہاد ہو سکے۔ اس جگہ متولی کا بلا حکم قاضی بیچ دینا درست و جائز ہو گا۔ اس کا حکم مسجد کا سا ہے یعنی اگر گاؤں ویران و غیر آباد ہو جائے تو بانی مسجد خود اسے لیکر بیچ سکتا ہے[2]۔

مسائل مصحف

اگر وقف شدہ مصحف استعمال کی بنا پر ایسا ہو جائے کہ اس کی قیمت کے بدلہ دوسرا مصحف نہ آسکتا ہو تو اس صورت میں یہ مصحف واقف کے ورثاء کو لوٹا دیا جائے کہ باہم اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی فرائض کے مطابق بانٹ لیں، کسائی کہتے ہیں کہ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ یہی فرماتے ہیں۔ وصایا کے اندر بحوالہ بشر بن ابو الولید ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنا کھیت، بیل و ہل اور اس کھیت میں کام کرنے والے غلاموں وغیرہ اور دوسرے آلات کے وقف کر دے پھر یہ کھیت ایسا ہو جائے کہ اس سے فائدہ اٹھانا ممکن نہ رہے تو یہ لوگ از خود اسے نہیں بیچ سکتے۔ البتہ اگر قاضی کے حکم سے بیچ دیں تو اور بات ہے۔ (محیط)

دو مکانوں میں سے کوئی مکان وقف اور دوسرا مملوکہ ہو اور ان دونوں کے درمیان کی دیوار گر جائے پھر مکان کا مالک مملوکہ گھر کی حد کے اندر عمارت بنائے تو متولی وقف کو یہ حق حاصل ہو گا کہ اسے اپنی عمارت مسمار کرنے کا حکم کرے اور اگر متولی چاہے کہ اسے عمارتِ قیمت عطا کرے تاکہ ذکر کی گئی عمارت وقف کی شمار ہو تو متولی پر بجبر قیمت لینے کی خاطر جبر کرنا درست نہ ہو گا اور اگر اس کی رضا سے متولی اسے قیمت عطا کر دے تب بھی اسے جائز و قرار نہ دیں گے (فتاوی قاضی خاں)

---

[1] یہ روایت ضعیف ہے مگر دوسری مستند روایات کی رو سے میت کو تہائی مال کی وصیت کا حق ہونا بالاتفاق ثابت ہے۔
[2] یہ مسئلہ خلاف اجماع ہے۔ درست قول کے مطابق مسجد فروخت نہیں کی جائے گی۔

کوئی شخص چالیس دراہم کی قیمت کے کھیت یعنی بڑے کھیت کا مالک ہوا اور وہ مقروض بھی ہو پس وہ یہ کھیت وقف کرے اور یہ شرط کرے کہ اس کی آمدنی اسکی ذات کے اوپر صرف ہو گی اور اس بات سے اسکا مقصد یہ ہو کہ قرض کی ادائیگی میں ڈھیل ڈالے اور ٹال مٹول کرے گا اور شاہد اسکے مفلس و غریب ہونے کی شہادت دیدیں تو وقف اور شہادت دونوں کے جائز و درست ہونے کا حکم ہو گا۔ پھر اگر اس زمین کا غلہ اس کو کافی ہونے والی مقدار سے بڑھ جائے تو اس صورت میں اسکے قرض خواہوں کو اس سے لے لینے اور وصول کرنے کا حق حاصل ہو گا۔ (مضمرات)

اگر قاضی چھوڑ دے اور مسجد کے اوپر موقوفہ اشیاء کی بیع کی اجازت عطا کر دے تو کیا قاضی کے اس حکم کے باعث وقف کے ٹوٹ جانے کا حکم ہو گا یا نہیں؟ تو امام ظہیر الدینؒ نے جواباً فرمایا کہ اگر قاضی واقف کے ورثاء کے لئے چھوڑ دے تو بیع کے جائز و درست ہونے کا حکم ہو گا اور وقف کے ٹوٹ جانے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر قاضی ورثاء کے علاوہ دوسرے کے لئے چھوڑے تو یہ حکم نہ ہو گا۔ لیکن اگر وقف بیچا جائے اور قاضی بیع کے صحیح و درست ہونے کا حکم کر دے تو اس حکم کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہو گا۔ (خلاصہ)

شمس الاسلام محمود اوزجندی سے دریافت کیا گیا کہ کوئی شخص اپنے مکان یا زمین یعنی محدود شے کو بیچے درآنحالیکہ وہ اسے وقف کر چکا ہو اور قاضی بیع نامہ کے اوپر گواہی لکھ دے تو بیع کے صحیح ہونے کیلئے قاضی کے اس فعل کو قضاءً صحیح قرار نہ دینگے۔ ظاہر اور درست بات یہی ہے۔ (محیط)

قاضی امام فرماتے ہیں کہ یہ حکم اس شکل میں ہے کہ قاضی گواہی ایسے طریقے سے لکھے جو بیع کے صحیح و درست ہونے کو نہ بتلائے۔ مثلاً اس طرح لکھے کہ فروخت کرنے والے نے بیچنے کا سر ردا اعتراف کیا تو بلاشبہ اسکی جانب سے اس طرح کی تحریر سے اس بیع کے صحیح و درست ہونے حکم نہ ہو گا۔ اور اگر وہ اس طرح لکھے کہ میں گواہ ہوا یا اس گواہ نے شہادت دی اور بیع نامہ کے اندر یہ لکھا ہوا ہو کہ بیع کرنے والے نے بیع کے درست و جائز طریقہ سے بیع کیا تو اس صورت میں قاضی کی تحریر کی رو سے اس وقف کے باطل ہونے کا حکم ہو گا۔ (خلاصہ)

متولی اگر یہ چاہے کہ غلۂ وقف میں سے جتنا زیادہ ہو اسے بطور قرض دیدے تو وصایائے فتاویٰ ابواللیث کے اندر لکھا ہے کہ مجھ کو توقع ہے کہ متولی کے لئے اس فعل کی گنجائش نکلے مگر شرط یہ ہے کہ غلہ کے لئے رکھ چھوڑنے کے مقابلہ قرض دیدینا زیادہ بہتر اور قرین مصلحت ہو۔ اگر وہ یہ چاہے کہ غلۂ وقف میں سے جتنا زیادہ ہوا سے اپنی ضروریات کے اندر اس شرط کے ساتھ کام میں لائے کہ وقف کو جس وقت تعمیر و درستگی کی ضرورت ہو گی تو یہ غلہ (یا قیمت) اپنے ذاتی مال سے لوٹائے گا تو اسے یہ حق و اختیار حاصل نہ ہو گا اور اسے پوری پوری احتیاط برتنی چاہئے لیکن اگر وہ بے احتیاطی سے کام لیتے ہوئے ایسا کرے اور تعمیر و مرمت کی حاجت کے وقت اپنے ذاتی مال سے لی ہوئی مقدار کے مانند وقف کے اوپر خرچ کر دے تو مجھ کو توقع ہے کہ اس کے اوپر جتنی مقدار واجب تھی وہ اس سے بری الذمہ ہو جائیگا۔ فتاویٰ فضلی کے اندر

ہے کہ وہ بلا کسی قید[1] و شرط کے ضمان سے بری الذمہ شمار ہوگا۔ (محیط)

اگر متولی نے جتنی مقدار خرچ کی ہو اس کے بقدر سکہ موقوفہ دراہم میں ملا دے تو سارے مال کا ضمان اس پر لازم آئے گا البتہ اگر سارا مال عمارت کے اندر لگ جائے تو اسے ضمان سے بری الذمہ قرار دیں گے۔ یا اس کی صورت یہ ہے کہ وہ قاضی کے یہاں اس امر کے سلسلہ میں نالش کرے تاکہ قاضی کسی شخص کو حکم دے اور وہ متولی سے سارا مال لے کر اول خود قابض ہو اسکے بعد یہ مال اسی متولی کے حوالہ کر دے اور قبضہ میں دیدے (عتابیہ)

وقف کی ہیئت کے اندر تبدیلی درست و جائز نہ ہوگی۔ لہٰذا اگر گھر یا احاطہ ہو تو اسے باغ نہیں بنائیں گے اور سرائے ہو تو اسے حمام میں نہیں بدلیں گے اور رباط ہو تو اسے دوکان کی شکل نہ دیں گے۔ البتہ اگر واقف متولی وقف کو اس طرح کا اختیار دیدے کہ جس کام کے اندر متولی کو وقف کی بہتری نظر آئے وہ کرلے تو متولی کو اس صورت میں تغیر و تبدل کا اختیار حاصل ہوگا۔ (سراج الوہاج)

شمس الائمہ محمود اوزجندی سے دریافت کیا گیا کہ کوئی شخص وقف کرے، اسکے بعد خود ضرورت مند ہو جائے اور اپنے وقف سے رجوع کر لینا چاہتا ہو تو شمس الائمہ فرماتے ہیں کہ اسے یہ معاملہ قاضی کے سامنے پیش کرنا چاہیئے تاکہ قاضی اس وقف کو ختم اور فسخ کر دے۔ (ذخیرہ)

جامع الفتاوی کے اندر ہے کہ اگر کوئی شخص انگور کے باغ کو بیچے اور اس باغ میں کوئی قدیم مسجد آباد ہو تو باقی کی بیع کے فاسد ہونے کا حکم ہوگا اور اگر غیر آباد و ویران ہو تو بیع کے فاسد ہونے کا حکم نہ[2] ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

خصاف؀ اپنے "وقف" کے اندر لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مکان کے احاطہ میں سے ایک گھر (یا کمرہ) وقف کرے۔ لہٰذا اگر گھر (یا کمرہ) مع اس کے راستہ و گزرگاہ کے وقف کرے تو درست ہے ورنہ جائز نہ ہوگا۔ (محیط) کوئی شخص مسجد تعمیر کرائے یا اپنی زمین قبرستان بنا دے یا سرائے بنا دے جس میں لوگ اترتے اور قیام کرتے ہوں پھر کوئی شخص اس زمین کے بارے میں کچھ دعوی کرے اور تعمیر کرنے والا غائب ہو جائے تو مسجد تعمیر کروانے کی صورت میں حکم یہ ہوگا کہ اگر بنانے والا غائب ہو گیا اور بعض اہل مسجد کی شہادت کے مقابلہ میں مدعی کے دعویٰ اور شہادت کی سماعت کے بعد دعویٰ کرنے والے کے دعوے کے مطابق حکم کیا گیا تو بعض اہل مسجد کے مقابلہ میں کیا گیا حکم سارے اہل مسجد کے لئے ہوگا اور سب اس کی تعمیل کریں گے۔ البتہ اگر سرائے ہو تو اس شکل میں یہ

[1] یعنی نہ اس کے اوپر وبال باقی رہے گا اور نہ مواخذہ۔ [2] جن ائمہ کے نزدیک درست ہو گا مثلاً امام ابو یوسفؒ وغیرہ کے نزدیک کسی صورت میں اس کی بیع درست نہ ہوگی۔

حکم نہ ہوگا حتیٰ کہ تعمیر کرانے والا یا اسکا کوئی قائم مقام شخص حاضر نہ ہو جائے۔ (فصول عمادیہ)
ملتقط کے اندر ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد میں کنواں کھودے اور اسکے اندر ہر صورت نفع ہو اور کسی شخص کے حق کو اس کیوجہ سے نقصان نہ پہونچ رہا تو اس شخص کو ایسا کر لینا جائز و درست ہو گا۔ (حمادیہ)

ختم شد

قرآنِ حکیم کے ایمان افروز روح پرور مبارک و مقدس معجزات

قرآنِ حکیم کے ہر حرف اور ہر لفظ میں برکت و رحمت ہے

قرآنِ حکیم کا ہر نقش اسمِ اعظم ہے

قرآنِ حکیم، اللہ رب العزت کا کلام بلاغت نظام ہے، اشرف ملائکہ حضرت جبریل امین علیہ السلام اسے لانے والے ہیں اور خاتم النبیین سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ قرآنِ حکیم نازل کیا گیا ہے، پھر قرآنِ حکیم کی رحمتوں، برکتوں اور معجزات کا کیا کہنا! ہر حرف اور ہر لفظ رحمتوں اور برکتوں کا ایک سمندر ہے اور اس کے پڑھنے سننے اور اپنے پاس رکھنے سے خدائے رحیم و کریم کی بے شمار برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ قرآنِ حکیم کا ہر لفظ اور ہر حرف اسم اعظم ہے، نقشِ اعظم ہے اور اس کی برکتوں اور رحمتوں کا یہ فیضان ہوتا ہے کہ مصیبتیں آسان ہوتی ہیں، پریشانیاں دور ہوتی ہیں اور آرزوئیں اور تمنائیں منجانب اللہ پوری ہوجاتی ہیں۔

جب چاروں طرف سے پریشانیاں ہی پریشانیاں ہوں اور کوئی معاملہ کسی طرح بھی حل نہ ہوتا ہو اور اس کی طرف سے طبیعت میں ہر وقت رنج و غم، اُلجھن اور پریشانی رہتی ہو، کوئی رشتہ دار اور دوست مدد نہ کر سکتا ہو تو خدائے عزوجل کے کلام مقدس کی مدد سے ہر مشکل آسان ہو جائے گی۔ خدائے رب العزت رحیم و کریم کے کلام پاک میں بڑی برکت ہے۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ آپ کی ضرورت اور آرزو بھی "قرآنی نقشِ اعظم" سے پوری ہوجائے جو ایک خدا رسیدہ بزرگ کا عطیہ ہے۔ جب کوئی سنگدل حاکم، مرد، دوست، دشمن، خاوند، بیوی، افسر، ماتحت مرضی کے مطابق کام نہ کر رہے ہوں اور ہر وقت اُلجھنیں پیش آتی رہتی ہوں تو قرآنِ حکیم سے حل مشکلات اور آرزوؤں اور تمناؤں کی تکمیل میں مدد لیجئے۔ قرآنِ حکیم کے نقشِ اعظم کی برکتیں دیکھیے اور "قرآنی نقشِ اعظم" کی برکت سے اپنی ہر مشکل آسان کر لیجئے، ہر آرزو پوری کر لیجئے، "قرآنی نقشِ اعظم" کو اپنے پاس رکھ کر، یا اپنے ہاتھ پر باندھ کر ہر کام میں کامیابی اور ہر میدان میں فتح یابی حاصل کر لیجئے۔ مقدمہ کے سلسلہ میں کچہری کے حاکم سے، مرد سے عورت سے، محبوب سے، اجنبی سے، غرض جس سے بھی کوئی مشکل اٹکی ہوئی ہو، جس سے بھی کوئی آرزو پوری ہونی ہو اس "قرآنی نقشِ اعظم" کی برکت سے وہ آپ کے لیے نرم دل اور مہربان ہوجائے گا اور آپ کی منشا کے مطابق آپ کا کام کرے گا۔ محبت میں، دشمنی اور دشمنی میں محبت پیدا کرنا، چلتے آدمی کو اپنا ہم خیال اور ہمدرد بنا لینا، تجارت میں نفع، امتحان میں کامیابی، قرض کی ادائیگی، دفع بیماری، آسیب و سحر، شادی بیاہ، دفع شر و فتنہ و فساد اور زیادتی رزق و مال، غرض جو بھی مشکل درپیش ہو، جو بھی ضرورت اور آرزو ہو "قرآنی نقشِ اعظم" کو اپنے پاس رکھیے، بازو پر باندھیے، یا گلے میں ڈال لیجئے، آپ کی ہر ضرورت اور ہر آرزو اللہ پاک کے [illegible] پاک کی برکت سے پوری ہوجائے گی۔ "قر[illegible] نقشِ اعظم" کا ہدیہ محصول رجسٹری ..... [illegible] کے علاوہ صرف تین روپے پانچ آ[illegible] ہے۔ [illegible] کسی بڑی مالی منفعت کی خاطر نہیں ہے، پبلک مفاد پیشِ نظر ہے، اسی لیے صرف خرچ اشتہارات اور حق المحنت کے طور پر یہ ہدیہ رکھا گیا ہے تاکہ ہر ضرورتمند اور پریشان انسان اس نقش کو اپنے پاس رکھ کر قرآنِ حکیم کی برکتیں اور رحمتیں دیکھ سکے اور قرآنِ حکیم کے معجزات بابرکات کا اُسے خود مشاہدہ اور تجربہ ہوجائے، جس شخص کے گلے میں یا بازو پر یہ "قرآنی نقشِ اعظم" ہوگا، وہ دنیوی آفات سے محفوظ رہے گا اور ہم چشموں میں سربلند و سرفراز ہوجائے گا۔ ہزاروں آدمیوں نے اس "قرآنی نقشِ اعظم" کو آزمایا ہے۔ آپ بھی یہ "قرآنی نقشِ اعظم" **صوفی میاں چشتی آستانۂ عالیہ، قرآن منزل، بجامع شاہجہانی دہلی** کے پتہ سے منگا لیجئے۔ ہزاروں کی بگڑی اس نقش نے بنا دی ہے۔ آپ بھی اس پتہ سے "قرآنی نقشِ اعظم" منگا کر اپنے پاس رکھیے، اور دیکھیے کہ اللہ رب العزت کے کلام پاک میں کتنی برکت و رحمت ہے! اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کی برکت سے آپ ہر مشکل سے نجات پالیں گے، ہر آرزو پوری ہوجائے گی، زندگی کے ہر لمحہ میں آپ شادکام و شاداں رہیں گے، آپ کو ہر کام میں کامیابی اور ہر میدان میں فتحیابی ہوگی۔ [illegible]